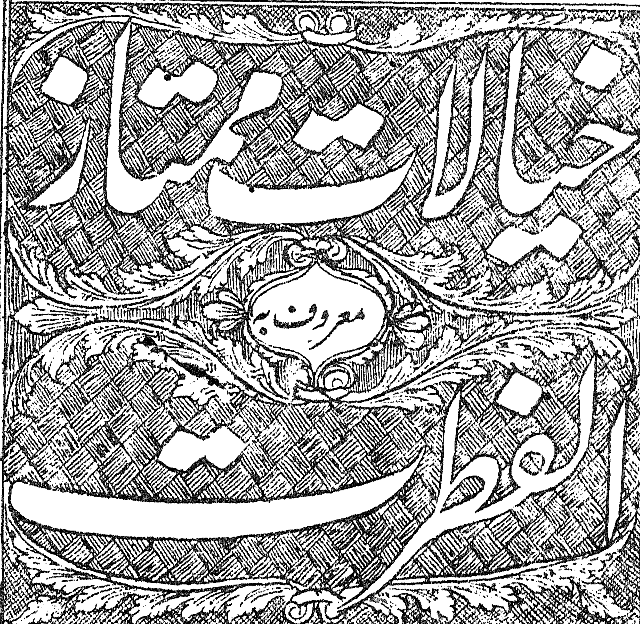
اَللّٰهُ یَجْتَبِیْ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَاۤءُ وَیَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ

الحمد للہ المحمود کہ نسخہ نادر الوجود از نتائج طبع ذکی مولوی محمد ممتاز علی سہسوانی عفی عنہ



بحسن نظام و تصحیح و صفائی تمام زیر اہتمام مولوی عبد الاحد صاحب

در مطبع مجتبائی واقع دہلی مطبوع شد

ماہ ستمبر ۱۸۹۸ع

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

ای رام رام جپنے والو! ای عیسی مسیح پکارنے والو! ای یزدان اور اہرمن کے ماننے والو!
ای مسیح کو سولی پر چڑھانے والو! ای مذہب آزاد کہنے والو! ای وحدہ لاشریک کہنے والو!
جسکو مسلمان مالک اور خالق سمجھکر وحدہ لاشریک پکارتے ہین اسی کو عیسائی کرسٹو اور گاڈ
اور روح القدس کہتے ہین اور جسکو اہل توحید قادر مطلق اور واجب الوجود جانتے ہین اسیکو اہل ہنود
جوتی سروپ نرنکار اور برہما بشن مہیش اور مجوسی یزدان اور اہرمن کے نام سے جپتے ہین۔
آپ صاحبون مین کسکی خواہش اپنی نجات اور ابدی عیش کی نہین ہے سبکی غرض اس تسبیح
اور مالا جپنے سے یہی ہے کہ مرنے کے بعد آرام ملے اور ہم کسی دائمی عذاب مین مبتلا نہو جائین
اور مالک کے روبرو شرمندہ ہونا نہ پڑے۔

اسی کے واسطے آپ دان پن۔ خیر۔ خیرات وغیرہ کرتے ہین اور اسی کی خاطر اپنی جان شیرین
پر ہزارہا مصائب نفس کشی اور جپ تپ کے اٹھاتے ہین۔ اسی کے لیے **ہردوار۔**
جگناتھ۔ گیا اور **مکہ۔ بیت المقدس** کا دور دراز سفر اپنا گھربار اور اہل وعیال چھوڑکر
گوارا کرتے ہین اور اسی کے واسطے آپ ایک باپ کے بیٹے ہوکر اجنبی اور مختلف فریق کہلاتے ہین
مگر اس اختلاف مین بھی گو آپکے مذہبی طرز جداگانہ اور اکثر ایک دوسرے کے مخالف ہین
پھر بھی اس پر سب کا **اتفاق** ہے کہ مالک اور خالق ہم سب کا ایک ہے یہ ہماری سمجھ اور زبانکا
پھیر ہے کہ ہم اسکو کس کس نام سے پکار رہے ہین اگر ایک برہمن رام رام جپتا ہے اور ایک عیسائی
کرسٹو کرسٹو پکار رہا ہے اور ایک مسلمان اللہ اللہ کا وظیفہ کر رہا ہے اگرچہ لفظون کا فرق ہے
مگر مفہوم سبکا وہی ذات ہے جو ہمارا خالق اور پروردگار ہے۔

لیکن یاد رکھو کہ دو نقیض نہ کبھی آج تک سچے ہوئے ہین اور نہ ہونگے اور یہ کلیہ ایسا مسلم قضیہ ہے
کہ روز آفرینش سے آج تک نہ اس سے کسی کو اختلاف ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ عیسائی مسیح ع

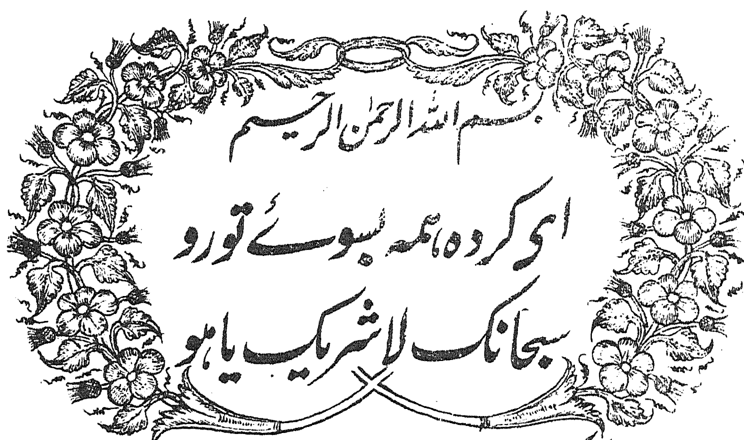
روح القدس مریم کو اور اہلِ ہنود برہما بشن مہیش کو خالق ارض و سما کہتے ہین اور مسلمان
یہ سُنکر کانون پر ہاتھ رکھتے ہین کہ توبہ کرو ھذا بہتان عظیم وہ محض وحدہ لاشریک ہے جسکی خدائی
اور ذات مین کسی کی شراکت اور دخل نہین ہے۔

مسلمان۔ یہود۔ نصاری خداوند تعالی کے نام پر جانورون کا قربان کرنا باعث نجات اور
موجب ثواب تصور کرتے ہین اہلِ ہنود اسکو جیو ہتیا اور مہا پاپ کہتے ہین۔

ایک ہندو اپنے باپ کو دم نکلنے سے پہلے زمین پر ڈالدیتا ہے اور اُسکو چتا پر لٹا کر
اپنے ہاتھ سے اسکا سر پھوڑنا اور اُسکو آگ مین جلانا سعادتمندی اور حق پدری کا ادا کرنا
سمجھتا ہے عیسائی اور مسلمان اُسکو اپنے ہاتھون سے دوزخ مین جھونکنا اور سخت بیدردی
خیال کرتا ہے۔ اور مُردے کو ذرا بھی ایذا نہین دیتا۔ یہودی عیسائی اور اہلِ ہنود عورتون کو
گلاب کا پھول تصور کرکے اُنکے جسم کو باہر کی ہوا کا لگنا مثل سرو قد مردون کے پسند کرتے ہین
مسلمان اُن گلاب کے پھولون کو شیشے مین بند کرنا فرض مذہبی سمجھتے ہین اہلِ ہنود پتھر کی
مورتون کو سجدہ کرنا اُنسے اپنی مرادین مانگنا عبادت جانتے ہین یہودی عیسائی مسلمان اُسکو
کفر اور دوزخ کی نشانی برملا کہتے ہین۔

ایسے ایسے نقیض جو ایک مذہب کے دوسرے مذہب مین پائے جاتے ہین انہین سے بہر نوع ایک ضرور
غلط ہوگا پھر یہ غلطی کچھ ایسی غلطی نہین جسکی اصلاح ہو سکے اور نہ مرنے کے بعد تلافی ممکن ہو۔ ہماری
عبادت ہماری ریاضت ہماری نکوئی ہماری خیرات ہمارے اعمالِ حسنہ ہمارا جپ ہمارا تپ سب
اکارت اور موجب ہلاکتِ جاودانی ہے۔

اس نظر سے یہ مختصر اوراق آپ صاحبونکی بلند نظر کے روبرو پیش کیے جاتے ہین کہ اپنی قیمتی
زندگی کا ایکدن اسکے ملاحظے کی نذر کیجیے اور قدرتی قانون کی کسوٹی پر اپنے عقیدے اور
دھرم کی جانچ کرکے **فطرت** سے نجات آخرت کا اطمینان فرمائیے اور ہر دم اس امر کو
پیش نظر رکھیے کہ ایکدن مرنا اور دنیا کو یقینی چھوڑنا ہے۔



یارب مرے خامے کو زبان دے منقار ہزار داستان دے



روحانی خیالات کا بڑا اصول معرفتِ الٰہی ہے

عام طور پر جو نظر ڈالی جاتی ہے تو ہر ایک فریق بلکہ ہر متنفس اس خیال مین تھوڑا یا بہت محو اور سرگرم ہے۔ خداوند تعالی کی معرفت کے طریقے دنیا مین مختلف ہین جنکا شمار اندازے سے زیادہ ہے مگر چار بڑے فرقے اور مذہبی گروہ اس عالم مین پائے جاتے ہین۔ مذہبی خیال قدیم سے دنیا کے لوگون کا چلا آتا ہے اور یہ خیال جیسا اس زمانے مین ہے ایسا ہی ہمیشہ سے دنیا مین شائع رہا ہے۔ خداپرست بت پرست دہریے (منکر خدا) پہلے سے ہوتے آئے ہین۔ ایک فریق خدا کو وحدہ لاشریک جانتا ہے دوسرا اسکی ذات مین بہتون کو شریک کرتا ہے کوئی خدا کو مجموعہ کئے وجود کا بتلاتا ہے۔ دہریے ہین کہ وہ اس سبکے منکر اور قدم زمانہ کے قائل ہین۔ اگرچہ دہریے کوئی مذہب نہین رکھتے مگر مذہبی خیال سے وہ بھی مستثنے نہین ہو سکتے۔

انکا یہ خیال کہ یہ عالم اسی طرح سے ہے اور ہمیشہ اسی حالت پر رہیگا مذہبی خیال ہے جو دیگر مذاہب سے نرالا ہے یا یہ کہو کہ اور مذہبون کے خلاف ہے۔

(دہریہ اور مسلمان)

دہریہ۔ میرے نزدیک جسکو لوگ خدا کہتے ہین ایک موہوم اور فرضی شئے ہے جیسے جن اور بھوت وغیرہ کا خیال جو لوگ ایسا خیال رکھتے ہین وہ سوتے ہوئے بھی خوف زدہ ہو جاتے ہین اور جو اس خیال سے آزاد ہین وہ جانتے بھی نہین کہ بھوت اور جن کیا بلا ہے کیا ہندو اور مسلمانون کی عورتون پر بھوت اور آسیب کا اثر ہوتا ہے انگریزون کو دیکھو کہ جنگل سنسان مین رہتے ہین کبھی آج تک کسی میم یا میم کے بچے کو بھوت یا جن چڑھتے نہین دیکھا اسکی وجہ خاص یہی ہے کہ انگریز جن اور بھوت کو ایک شے موہوم اور فرضی سمجھتے ہین اور ہندو مسلمان اُنکو مجسم فی الاصل تصور کرتے ہین ایسا ہی حال خدا کے وجود کا ہے کہ جو اُسکو واجب الوجود جانتے ہین اُس سے ڈرتے ہین ہر دم اُسکا خیال رکھتے ہین اُسی کے نام پر خیر خیرات دھرم پُن وغیرہ کرتے ہین اور جو اُسکے منکر ہین وہ بالکل بے خوف ہین اور کچھ بھی نہین کرتے۔

مسلمان۔ دلیل اور خیالات کو تو بہت وسعت ہے اور ہر شخص کے خیالات علیحدہ علیحدہ ہین یہ خیال کوئی نیا خیال نہین ہے مذہبی گروہ (خدا کے ماننے والے) اور خدا کے منکر دنیا مین قدیم سے ہوتے آئے ہین لیکن زیادہ گروہ بنی نوع انسان کا پابند مذہب رہا ہے اور جب کسی ملک مین دہریون کی کثرت ہو گئی ہے تو اُن پر آسمانی آفت ضرور نازل ہوئی ہے خیر یہ تو تاریخی بات ہے اگر آپکے نزدیک خداوند جل و علی شانہ نعوذ باللہ کوئی چیز نہین ہے تو یہ عالم قدیم سے اسی طرح سے ہے اور آفتاب ماہتاب آسمان اور زمین غرض کہ جملہ مخلوقات اور یہ کارخانہ جسکو ہم دیکھتے ہین بالذات اپنی حالت مین قائم اور برقرار ہے اور آپ اُنکے بالذات ہونے کو تسلیم کرتے ہین۔

دہریہ۔ بیشک یہ تمام کارخانہ (یہ عالم) قدیم اور بالذات اسی طرح سے ہے جسکو ہم معائنہ کرتے ہین اور ہر دم ہمارے پیش نظر ہے جس سے مین کیا کوئی شخص انکار نہین کر سکتا۔

مسلمان - یہ بات بھی مقتضائے عقل نہین ہے کہ آپ ہزارون لاکھون چیزون کے وجود کے قائل اور خالق کے منکر -

جو آپ خدا کو نہین مانتے تو اس عالم اور عالم کی جملہ اشیا کے وجود سے بھی انکار کیجیے کہ یہ بھی نہین ہین ایک نظری خیال ہمارے پیش نظر ہو کر عالم کی صورت مین نمایان ہو رہا ہے ورنہ فی الحقیقت کچھ نہین ہے ہمارا وجود بھی نہین ہے صرف ایک نظری خیال نے ہمکو توہم مین ڈال رکھا ہے -

دہریہ - یہ کیسے ہو سکتا ہی کہ جن اجسام کو ہمارے حواس دریافت کر رہے ہین اُنکے وجود سے ہم انکار کرین ۔

مسلمان - یہ ہو سکتا ہی کہ مخلوق کا تو آپ اقرار کرین اور خالق کا انکار -

اگر حواس کے ادراک پر حصر ہے تو کوئی شے اور کوئی ذی روح آپ ہمکو بتلائین جسکا وجود خود بخود ہو گیا ہو - جس وقت آپ کسی شے کے وجود کو تسلیم کرینگے اُسکے صانع کا وجود آپکے حواس کو پہلے تسلیم کرنا پڑیگا -

دہریہ - اگر خدا ہوتا تو اسطرح پردے مین کیون بیٹھتا جیسے اور اجسام نظر آتے ہین وہ بھی نظر آتا -

مسلمان - قہقہہ لگا کر سبحان اللہ کیا اچھی دلیل ہے کیا خدا پردے مین بیٹھا ہے اور اُسکا جلوہ نظر نہ آنے سے اُسکی نفی ہو سکتی ہے -

خدا تو خدا ہی ہے بہت سی چیزین اس عالم مین ایسی ہین کہ ہمارے حواس ظاہری اُن کو بالکل دریافت نہین کر سکتے مگر ہم ہرگز اُنکے وجود سے انکار نہین کرتے -

علم - عقل - جہل - حکمت وغیرہ مین سے کسی ایک کو آج تک کسی نے نہین دیکھا اور سب ایسی چیزون کے وجود کو تسلیم کرتے ہین حتی کہ دہریے بھی اور دیکھنے کو آسمان سبکو نظر آتا ہی لیکن آج تک اسکا حال کسیکو بھی معلوم نہین ہوا کوئی اسکے وجود کا اقراری اور کوئی انکاری ہی -

دہریہ - اچھا یہ تبلائیے کہ خدا نظر کیون نہین آتا -

مسلمان - آپ اپنے وجود اور اللہ جل وعلی شانہ کی ذات پر غور فرمائین کہ اس عالم مین کوئی وجود ایسا نہین جسکو فنا نہو سب کائنات فانی ہے اور ہر عالم کا تغیر فنا کا اظہار ہے اور ذات باری تعالیٰ فنا سے پاک ہے پس ایسے وجود کو جسکو فنا مطلق نہین ہے ہم فانی کیسے دیکھ سکتے ہین ہم تو فانی جسم کے ناظر ہین - ہماری ایسی مثال ہے جیسے شب پرک کی کہ اسکی آنکھین ہین مگر وہ آفتاب کا جلوہ جو عالم پر پڑتا ہی ہرگز نہین دیکھ سکتی اندھی ہو جاتی ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ آفتاب کی روشنی کی تاب نہین لا سکتی صرف ستارون کی چمک کی سہار البتہ وہ کرسکتی ہے جو رات کو اسکی آنکھین روشن ہو جاتی ہین - اللہ جل جلالہ کا جلوہ ہر دم اور ہر جگہ عالم پر پڑتا ہی مگر ہم چونکہ وہ قابلیت نہین رکھتے اسلیے وہ جلوہ ہمکو نظر نہین آتا -

بجہان در ہمیشہ پیدائی	لیکہ در چشم من نمی آئی
اے کہ در ہیچ جا نداری جا	بو العجب ماندہ ام کہ ہر جائی

دنیا مین کوئی جسم ایسا نہین ہے جو باری تعالیٰ کے جلوے کی تاب لا سکے کیونکہ فنا سے کوئی محفوظ نہین اللہ باقی والکل فانی -

دہریہ - آپکے یہان **موسیٰ** علیہ السلام کو وہ جلوہ کوہ طور پر کیسے دکھلایا گیا حالانکہ **موسیٰ** علیہ السلام بھی فنا سے محفوظ نہ تھے -

مسلمان - یہ قصہ آپنے سنا ہے مگر اسپر آپنے غور نہین کیا جسوقت **موسیٰ** علیہ السلام نے بوجہ بشریت خداوند تعالیٰ سے یہ عرض کیا کہ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ اے رب میرے مجکو اپنا جلوہ دکھلا جو مین تجکو دیکھون اسکے جواب مین خطاب آیا قَالَ لَنْ تَرٰنِیْ وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰنِیْ کہ میرا جلوہ موسیٰ تو ہرگز نہین دیکھ سکتا لیکن پہاڑ کی جانب دیکھ اگر وہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہے تو دیکھ لیگا - فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا پس جب موسیٰ کے رب نے جلوہ ڈالا تو اس تجلی نے پہاڑ کو ٹکڑے کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے اب اس سے آپ سمجھ لیجیے

کہ موسیٰؑ نے اُس مدہوشی کی حالت مین کیا دیکھا اور پہاڑ کب اپنی جگہ پر قائم رہا لن ترانی
جو فرمایا تھا وہ فرمانا کیسا صحیح اور صادق ہوا۔ موسیٰؑ جو پیغمبر اولوالعزم اور صاحب شریعت تھے
اُنکی التجا اور درخواست بھی ردّ نہین ہوی اور چونکہ فنا ہوسی کے جسم کو لگی ہوئی تھی ذات باری کا
جلوہ نہین دیکھ سکے۔ خداوند تعالیٰ نے اپنی قدرت کا کرشمہ موسیٰؑ کو دکھلا دیا جس سے بخوبی ظاہر
ہوگیا کہ دنیا مین خدا کا جلوہ کسیکو نہین ہوسکتا اور کوئی جسم اُسکے نور کی تاب نہین لا سکتا۔

دہریہ۔ یہ ایک خیالی توہم ہے اور خیال کو بہت وسعت ہے جس قدر آدمی خیال کو
وسعت دیگا خیالات بڑھتے چلے جائینگے۔

مسلمان۔ خیالات کو بے شک وسعت ہے مگر سب خیالات باطل نہین ہوتے زمین پر
ارب سے زیادہ آدمی خدا کے ماننے والے ہین صرف تھوڑے سے آدمی دہریہ خیال کے ہین
اور دہریون کا بھی یہ خیال ہی ہے اگر آپ خیال کو باطل سمجھتے ہین تو آپکا دہریہ ہونے
کا خیال بھی باطل ہے۔

دہریہ۔ میرے نزدیک سب مذہب دہریہ ہین سب سے پہلے مین اسلام کو ہی ہر دلیل
کرتا ہون کیونکہ وحدت سے کثرت ہوئی ہے اور یہ کثرت آخر وحدت مین ملجائیگی
کُنتُ کَنزاً مَخفِیًّا آپکے یہان کی صحیح حدیث ہے جسکا ترجمہ کسی شاعر نے کیا ہے ؎

ابھی جوش جنون نے تو میرے پاؤن نکالے ہین ۔۔۔ کیا کرتا تھا اک گوشے مین مین تنہا گذر پہلے

"ہمہ اوست" اور "انا الحق" آپکے مذہب کے اولیا کی زبان سے سرزد ہوا ہے۔

مسلمان۔ آپ بحث کو دور لے گئے بحث شریعت مین تھی آپ تصوف مین جا گھسے مگر خیر ؎

	این ہم اندر عاشقی بالاے غمہاے دگر

دہریہ۔ کیا آپ تصوف کو شریعت کے برخلاف سمجھتے ہین۔

مسلمان۔ ہرگز نہین مگر شریعت ظاہری قانون آلہی کا نام ہے اور تصوف باطنی کا نام کمال
ہے جب آپ ظاہری قانون کو نہین سمجھ سکتے اور اُس مین غوطے کھاتے ہین تو رموز

باطنی تک کیسے آپکی رسائی ہوسکتی ہی	توکار زمین را نکو ساختی		کہ با آسمان نیز پرداختی

تعزیرات ہند کی دفعات مین آپکی عقل حیران ہے اور خود تعزیراتِ ہند کے منجانب گورنمنٹ ہونے اور نیز گورنمنٹ کے وجود مین آپکو کلام ہے تو آپ کنسرویٹو اور لبرل کو کیا سمجھ سکتے ہین آپکی ایسی مثال ہے کہ ایک ناسمجھ بچہ حروف تہجی نہین جانتا وہ بدر چاچ کے معمون کو حل کرنا چاہتا ہے نہ اُسکو لغت سے آگاہی اور نہ صرف ونحو سے واقفیت اسٹیشن سے ٹکٹ لیا نہین اور اُس سے کوسون دور آپ پڑے ہین اور چاہتے ہین کہ مین کود کر گاڑی مین جا گھسون اس سے آپکا سر اور تن کیسے سلامت رہیگا ذرا سا دھکا گاڑیکا آپکو فنا کر دیگا-

دہریہ- پھر کیا کیا جاے-

مسلمان- پہلی منزل مثل اسٹیشن کے شریعت ہے اول اسکو طے کرنا چاہیے یہی اصول ہے-

دہریہ- شریعت- طریقت- حقیقت- معرفت سب کے بیان ہے-

مسلمان- واقعی سب اسکے دعویدار ہین اور جسکی شریعت اچھی ہے اسی کی طریقت معرفت- حقیقت سب درست ہی ورنہ باطل ست انچہ مدعی گوید

دہریہ- مین تو یہ جانتا ہون کہ اصول مذہب یہ ہے اور تمام عالم کا اسپر قدیم سے اتفاق ہے کہ نیکی کرو اور بدی سے بچو سب آدمیون کو اپنا بھائی سمجھو جہانتک بس چلے بلا خیال قوم اور مذہب کے اُنکے ساتھ نکوئی اور احسان کرو شب و روز امر بالمعروف مین مصروف اور نہی عن المنکر سے محفوظ رہو یہی سب مذاہب کا منشا ہے-

مسلمان- یہ اصول ہرگز نہین حسین عمل ہی جسکو اپنے اصول خیال کر رکھا ہی اصول عقائد کا نام ہی اور حسین عمل عبادت و اطاعت ہی بدون عقیدے کے عبادت کلی فائدہ نہ دیگی عقیدے کا درست کرنا مقدم ہے- خدا کے وجود کو تسلیم کرنا- اسکے قانون کو دریافت کرکے اُس کو بالیقین منجانب اللہ سمجھنا مذہب کا اصول ہی اور یہ فروعات- پہلا طبعی دوسرا عملی طرح ہے حُسنِ عمل وہی کریگا جو باری تعالی اور اُسکے احکام کو تسلیم کرتا ہو گا خوف کی حالت مین

آدمی گناہ کے ارتکاب سے محفوظ رہسکتا ہی اور انعام کی امید پر نکوئی اور اطاعت کرتا ہے
دہریہ ـ بنے کے خیال ان سب باتونسے آزاد ہین بیشک دین کی غرض یہی ہے کہ آدمی نکوکار
بنے اخلاقی اور عملی طرز مین وہ مہذب اور شایستہ ہوکر زندگی بسر کرے لیکن یہ غرض اُسی وقت
حاصل ہوگی جب وہ دل وجان سے یہ جانیگا کہ خداوند تعالیٰ جزا اور سزا کا دینے والا ہے اور
مجکو ایک دن اُسکے حضور مین اپنے جملہ اقوال اور افعال کی جوابدہی کرنی پڑی گی جب تک یہ یقین
نہو گا آدمی کا میلان نکوئی کی جانب نہین ہو سکتا ہے نیکی اور بدی بھی ہمکو وہی قانونِ الٰہی
تعلیم کرتا ہی اور قانون الٰہی نے ہی رواج علی العموم بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دنیا مین
پھیلایا ہے یہ امر شرح طلب ہے مگر یہان اسکا موقع نہین ـ

دہریہ ـ وحدت اور کثرت کے مسئلہ کا آپنے کچھ جواب دیا اور ہمہ اوست اور انا الحق کی آپنے کچھ تشریح نہین کی

مسلمان ـ مختصر جواب اسکا یہ ہے کہ ایک کے ہندسہ پر آپ نظر کرین کہ وہ دراصل ایک
ہے اور تمام شمار کی اصلیت ایک کا عدد ہے اسکا وجود تمام اعداد مین موجود ہے تمام اعداد مین
ایک کے عدد کے موجود ہونے سے عدد واحد کی نفی نہین ہو سکتی نہ اُسکی ذات مین کوئی تغیر
ہو سکتا ہے یہی حال اللہ جل جلالہ کے وجود مطلق کا ہے کہ وہ خود تھا دوئی تک نہ تھی اور کچھ
نہ تھا پھر اُسی کی ذات سے جمیع کائنات ہوگئی لیکن اس موجودات کے ہونے سے اُسکی ذات مین
کوئی تغیر نہین ہوگیا وہ جیسے پہلے اور قدیم سے واحد تھا ویسے ہی اب واحد ہی اور واحد ہی ہیگا
اور ہمہ اوست اور انا الحق جو عاشقان الٰہی کی زبان سے نکلا وہ کمال عشق کا ہی محبوب کے
عشق مین جب عاشق بالکل محو اور مستغرق ہو جاتا ہے تو اُسکو سوا ے اپنے محبوب کے کچھ نظر
نہین آتا عالمِ محویت مین ہمہ تن اپنے کو معشوق گمان کرلیتا ہی یہ عشق کا کمال فنا فی المعشوق
کے درجے مین اُسکو لے جاتا ہی یہ امر نہین ہے کہ اسکا اور عاشق کا وجود ایک ہوجاتا ہی بلکہ محویت
اُسکو نے خود کر دیتی ہی جس سے وہ یہ کہنے لگتا ہی کہ جدھر دیکھتا ہون اودھر تو ہی تو ہے ـ

تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری	من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی

دہریہ- مہربانی فرماکر یہ تو فرمائیے کہ آپکے یہان شفاعت کا مسئلہ مثل عیسائیون کے کیسا ہے؟

مسلمان- فارسی مین گلستان آپکی نظر سے گذری ہو گی پہلے باب کی پہلی حکایت غالباً آپکو یاد ہو گی

دہریہ- کیون نہیں "پادشاہے بکشتن اسیرے اشارت کرد" (اسیرے فرمان داد)؟

مسلمان- شفاعت کا عقیدہ دوسرے کے یہان ہے اہل شرک دیوتاؤن کو اور دیگر اہل کتاب پیغمبرون اور نبیون کو اپنا شفیع گمان کرتے ہین-

عیسائی- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ گمان اور عقیدہ رکھتے ہین کہ وہ کفارہ سبکے گناہون کا ہو گئے اور تین دن تک اپنے پیرون کے گناہونکے معاوضے کے لیے دوزخ مین رہے مگر مسلمانون کا ایسا خیال نہین ہے وہ اس حکایت کی مطابق اپنے نبی اور جملہ انبیا کو اپنا شفیع سمجھتے ہین اس قیدی کی حکایت پر آپ نظر ڈالیے کہ قیدی حکم قتل کا سنتے ہی بادشاہ کو گالیان دینے لگا اس حالت مین وہ زیادہ مجرم اور مستوجب سزا کا تھا لیکن بادشاہ کو اُسکی گالیان سنکر بجائے غصے کے رحم آگیا اور چونکہ داب شاہی کا خیال تھا اس لیے وزیر مزاج شناس سے فرمایا "کہ چہ میگوید" اس "چہ میگوید" کے ارشاد کو وہ وزیر دوراندیش فوراً سمجھ گیا کہ یہ ترحم شاہانہ ہے اور بادشاہ کو اُسکی جان بخشی منظور ہے جو ہم سے دریافت کرتا ہے کہ "چہ میگوید" حالانکہ وہ روبرو بادشاہ کو برا بھلا بک رہا ہے جسکو بادشاہ سنتا اور جانتا ہے- یہ سمجھ کر وزیر باتدبیر نے عرض کیا کہ اے خداوند یہی گویدوَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ کہ خداوند یہ تو یہ کہ رہا ہے کہ وہ بھی تو آدمی ہی ہین جو غصے کو مارتے اور لوگونکو معاف کرتے ہین بادشاہ معافی کا ذریعہ چاہتا تھا اُسکے قتل سے درگذرا-

دوسرا وزیر جو اس رمز شاہی سے نے خبر تھا اُسکے مخالف ہوکر معتوب ہوا-

پس ایسی ہی شفاعت جیسی کہ اُس وزیر نے کی ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو گی اور اسمین کوئی دخل یا اختیار متصور نہین ہوسکتا ہے قرآن مین کئے جگہ ارشاد ہی وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ کہ خداوند تعالے کے حضور مین کسیکی شفاعت

کام نہین دیگی مگر جسکے لیے وہ حکم دے۔

دہریہ۔ یہ بے شک درست ہے اور ایسی سفارش کرنے مین کوئی موقع اعتراض کا نہین ہے

ان دونون صاحب کی گفتگو سے ظاہر ہوگیا کہ مذہبی خیال مین ہر دو صاحب مبتلا تھے۔

وہ چار مذہب جو زمین کے اکثر حصون مین شائع ہین۔

یہود۔ نصاریٰ۔ مسلمان۔ مشرک ہین۔

عیسائی مذہب مذہب یہود سے اور اسلام ان دونون سے بہت ملتا ہے۔

مشرکین کا مذہب ان تینون سے بالکل علیحدہ اور مختلف ہے اور جسقدر اختلاف اور کثرت فرقون کی اس مذہب مین ہے کسی مین نہین۔

انھون نے اپنے معبودون کی تعداد پوجاریوں سے بھی زیادہ مقرر کر رکھی ہے جسکا حصر نہین ہمیشہ انمین افزایش کی جاتی اور معبودون کی تعداد بڑھائی جاتی ہے۔

یہ اپنی مذہبی کتابون اور پستکون سے بھی واقفیت نہین رکھتے رسم ورواج اور آبائی تقلید انکا مذہب ہے۔

اوپر کے تینون مذہبون کی مطابقت انکی صداقت کا بہت ہی بڑا ثبوت ہے۔

مذہبی اتفا

جن جن باتون مین یہ تینون مذہب متفق ہین انکو ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔

(۱) خدا واجب الوجود ہے۔

(۲) پیغمبر اور انبیا اسکے رسول اور نبی ہین۔

(۳) آسمانی کتابین خدا کا کلام اور منزل من اللہ ہین جو رسولون پر نازل ہوئی ہین۔

(۴) قیامت آنے والی اور اعمال کی پرسش یقینی ہے۔

(۵) سوائے خدا کے کوئی عبادت کے لائق نہین۔

(۶) خدا کی عبادت فرض ہے۔

(۷) زمین کی ایک جگہ خداوند تعالی نے قبول فرما کر اسکو زیارت گاہ قرار دیا ہے۔

(۸) ملائک کے وجود مین اشتباہ نہین اور توریت ۔ زبور مین بے شک تحریف کی گئی ہے ۔

جن اصول مین اختلاف ہے اُنکو دیکھو ۔

(۱) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے مسلمان قائل اور عیسائی ۔ یہودی مُنکر ہین ۔

(۲) عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائی پیغمبر نہین مانتے خُدا کا بیٹا کہتے ہین مسلمان اُنکو پیغمبر اولوالعزم تسلیم کرتے ہین یہودی اُنکو بالکل نہین مانتے ۔

(۳) موسیٰ علیہ السلام کو ہرسہ مذہب پیغمبر برحق جانتے ہین اور کتاب توریت جو اُنپر نازل ہوئی اسکو آسمانی کتاب اور مُنزّل من اللہ سمجھتے ہین مگر یہودی موسیٰ پر نبوت کا خاتمہ کرتے ہین ۔

(۴) یہودی توریت کو عیسائی توریت زبور انجیل کو اور مسلمان انکے سوا قرآن کو بھی آسمانی کتاب اور خُدا کا فرمان جانتے ہین ۔

(۵) یہودیون کا توریت پر عیسائیون کا زبور ۔ توریت ۔ انجیل پر اور مسلمانون کا صرف قرآن پر عمل ہے ۔

(۶) یہودی ۔ عیسائی بیت المقدس کو اور مسلمان بیت المقدس کے علاوہ خانۂ کعبہ کو بھی اپنا زیارتگاہ سمجھتے ہین مگر مسلمان بیت المقدس کی جانب رُخ کرکے نماز نہین پڑھتے ۔

(۷) طریق عبادت ہرسہ مذہب کا مختلف ہے ۔

(۸) یہودی ۔ مسلمان ختنہ کراتے ہین عیسائی نہین کراتے ۔

(۹) یہودی عزیز علیہ السلام کو عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہین مسلمان ان دونون کو نبی اور پیغمبر مانتے ہین ۔

(۱۰) یہودی اور عیسائیونکے نزدیک پیغمبر معصوم نہین اور مسلمان سب انبیا کی عصمت کے قائل ہین ۔

(۱۱) یہودی ۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے قائل ہین اہل اسلام کہتے ہین کہ ایک یہودی کو خداوند تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ کر دیا اور یہودیون نے اُسکو حضرت عیسیٰ سمجھکر سولی پر چڑھا دیا اور مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھا لیا گیا ۔

سچے مذہب کی شناخت

یہودی ۔ عیسائی ۔ اہل اسلام ۔ مشرکین ان چار مذہبون مین دیکھنا چاہیے کہ **خدائی مذہب** کونسا ہے اور ہم کس معیار سے حق و باطل کی تمیز کرسکتے ہین وہ آلہ ہمارے پاس کیا ہے کیونکہ ہر ایک کو دعوی اپنے اپنے مذہب کی حقیت کا ہے ہر آدمی کے جسم مین خداوند تعالی نے دو چراغ رکھے ہین یا یہ کہو کہ جس ذات پر لقب انسان کا بولا جاتا ہے ایک عقل اور دو آنکھین رکھتا ہے ظاہری اجسام کے دیکھنے کے واسطے آنکھین اور اُنکی ماہیت دریافت کرنے کو عقل ہے۔

ہر چیز کی کیفیت اور حقیقت جو کچھ ہمکو دریافت ہوتی ہی وہ انھین دو ذریعون سے معلوم ہوتی ہے یہ دونون چراغ اسی واسطے ہمکو قادر مطلق نے عطا کیے ہین کہ ہم انکے ذریعے سے تاریک اور روشن چیز کو دیکھین پردہ کی بات سے جسکو ہماری آنکھین نہین دیکھ سکتین واقف ہون اپنے جسمانی و جانی زندگی کی جست و جو کرین نیک و بد کی امتیاز ہمکو حاصل ہو ہر ایک شے کو اچھی طرح سے جانچین اور پرکھین سو غور کرنا چاہیے کہ دنیا مین وہ کیا چیز ہے جسکو ہماری دونون آنکھین اور عقل پرکھ کر ہمکو یہ بتلا دین کہ یہ مذہب حق ہے اور یہ باطل۔

لیکن اس سے کسی فرد بشر کو انکار نہین ہو سکتا کہ جسکو ہم مذہب یا دھرم کہتے ہین وہ ایک قانون الٰہی ہے۔ مشرکین نے گو معبودون کی تعداد حد سے زیادہ اور یہودی اور عیسائیون نے کم اور مسلمانون نے صرف ایک ہی ذات پر حصر کیا ہے مگر سبکے نزدیک مالک اور خالق کل کائنات کا ایک ہی ہے یہ مسئلہ ایسا مسلم ہے کہ جسمین کسی کو کوئی عذر نہین ہے۔

جس ذات نے یہودیون کو بنایا اوسی نے عیسائیون کو جسکے بندے مسلمان ہین اوسی کی مخلوق مشرکین ہین خواہ کوئی ایک نام لے یا دو اور تین نام سے یا ہزار لاکھ اور کرور سے پکارے مفہوم ہر ایک کا ایک ہی ذات ہے۔

یہ جسقدر مخلوقات اور دنیا کی کل کائنات ہی سب کا وہی خالق اور کرتا رہے اور زمین و آسمان و ما فیہا اسکی رحمت اور قدرت کاملہ کا ظہورہ ہے۔

پس جس حالت مین ہندو مسلمان - یہودی عیسائی مجوس سب کا ایک ہی خالق اور مالک ہے
تو اُسکا قانون بھی ایک ہی ہونا چاہیے اور وہ مذہبی قانون خدائی قانون سے بالکل مطابق
ہونا واجب ہے -
اس لیے جو مذہب خدائی قانون سے مطابقت رکھتا ہو وہی خدائی مذہب ہے ورنہ
محض باطل اور لوگون کی من گھڑت ہے جسکو جاہلون نے اختیار کر لیا اور اُسکا پھر
رواج تقلید آبائی کے سبب سے دنیا مین ہو گیا -
جبکہ سب کا یہ عقیدہ ہے کہ مذہب خدا کی جانب سے ہے تو خدائی مذہب کے ایسے
ایسے نشانات اور علامات ہونی چاہیین جنکو ہر کوئی دیکھ سکے اور ہر جگہ اور ہر شئے اور جملہ
مخلوقات مین وہ نشان ظاہر اور باہر ہون -
دیکھنا چاہیے کہ وہ قانون الٰہی جس سے کسی فرقے کے آدمی کو انکار نہین ہو سکتا دنیا مین
کیا ہے وہ قانون الٰہی جو ہر دم اور ہر لحظہ ہمارے پیش نظر ہے - **فطرت** ہے جس سے
کوئی شئے اور کوئی مخلوق خالی نہین اور اس فطرت کو ہماری آنکھین ہماری عقل ہر جگہ ہر دم
دیکھ سکتی اور دریافت کر سکتی ہے -
فطرت کیا چیز ہے ! وہ ایک قدرتی اور خلقی اثر ہے جسپر قدرت نے مخلوقات کو بنایا ہے
اور وہ اثر اُس شئے اور مخلوق سے کسی حالت اور کسی وقت مین زائل نہین ہو سکتا ادنی سے
اعلی تک جس چیز پر نظر کرو وہ اثر ہر ایک مین ہمکو نظر آتا ہے -
اس فطرت ہی کا نام طبعی خاصہ ہے اور اسی کے لیے علم طبعی ایجاد ہوا ہے اور یہی قدرتی اثر
اور قانون الٰہی ہے جو برملا شہادت دے رہا ہے کہ ضرور کوئی خالق ہے جسنے یہ صنعت گری
اور مصوری کی ہے جو کسی سے نہین ہو سکتی -
بڑے بڑے فلسفی اور صناع دنیا مین ہو گزرے اور اسوقت مین بھی موجود ہین جنھون نے
اپنی حکمت اور صناعی سے بڑی بڑی ایجادین بنا کر ایک عالم کو حیرت مین ڈالدیا مگر ایک مکھی

کوئی نہین بنا سکتا اور نہ اسکا کسی سے دعوی ہو سکتا۔
واقعی جو خدا کا کام ہے اسکو کوئی نہین کر سکتا کسی جاندار کا بنانا اور پیدا کرنا تو بڑی بات
ہے کوئی فطرتی اثر بھی کسی مین سے کوئی رفع نہین کر سکتا اور نہ بڑھا سکتا ہے۔
ہاتھی کیسا عظیم الجثہ قوی جانور ہے اونٹ کو دیکھو کس شکل اور وضع کا ہے اور کس قدر
زور رکھتا ہے اب شیر پر نظر کرو کہ وہ پہاڑی کتے سے زیادہ نہین ہوتا۔
ان تینون جانورون مین قدرت نے جو اثر رکھا ہے وہ نہایت ہی حیرت انگیز اور تعجب
خیز ہے ایسے گران ڈیل جیسے کہ ہاتھی اور اونٹ ہین غور کرو کہ آدمی کی ان کے روبرو
کیا حقیقت ہے۔
قیاس نہین چاہتا کہ ایسے زور اور ہیبت ناک جانور اس طرح آدمی کے بس مین ہین
کہ وہ انکو اپنی باربرداری اور سواری مین لیے پھرتا ہے۔
اونٹ کو ہم دیکھتے ہین کہ شیر سے بدرجہا بڑا اور قوی ہے اور دانت بھی اس کے شیر کے
دانتون سے زیادہ تیز اور محکم ہین بھاگ دوڑ مین وہ اس سے کہین زیادہ ہے اور جب
بدی پر آتا ہے تو کیسے ہی شہسوار کو پچھاڑ ڈالتا ہے مگر پھر ایسا غریب ہے کہ ایک آٹھ نو برس
کا بچہ ایک قطار کی قطار کو پکڑے ہوے جہان چاہے لیجاتا ہے ڈرپوک اتنا کہ ادنی جانور کو
دیکھکر بھڑک جاتا ہے۔
بس قدرت نے اسکو شیر کا سا دل نہین دیا اور بقدر ضرورت سمجھ دی ہے جسکے باعث وہ آدمی
کے قابو مین رہتا ہے اور یہ فطرتی اثر اس سے کسی طرح سے رفع نہین ہو سکتا۔
ہاتھی کو اونٹ سے زیادہ قوی ہیکل اور ذی شعور بنایا اور دانت بھی گز گز ڈیڑھ ڈیڑھ گز کے
لانبے اسکو دیے عقلمند بھی جانورون مین اعلی درجہ کا ہے اونٹ کو تو ناک بیدھ کر قابو مین
کرتے ہین اور نکیل ڈالکر جہان چاہتے ہین لیے پھرتے ہین یہان نہ کوئی موقع لگام دینے کا
ہے نہ ناک چھیدنے کا اور نہ گلے مین رسی ڈالنے کا لیکن ہاتھی سے قوی جانور کو یہ خاک کا

فطرتی اثر

پتلا جس کل چلتا ہے بجھلاتا ہے اسکو بھی وہ دل نہین دیا گیا جو شیر کو عطا کیا گیا ہے۔
شیر ایک چھوٹا سا جانور جو نہ ہاتھی سے بڑے اور نہ اُس سے زیادہ کسی عظمت اپنے جثہ کا خوفناک
نہایت نڈر اور بے خوف و خطر ہر ایک پر فوراً حملہ کرتا ہے حالانکہ نہ اوسکا جسم ایسا ہے
نہ ہاتھی اور اونٹ سے زیادہ زور اور قوت رکھتا ہے صرف قدرت نے اُسکا دل ایسا بنایا
اور جانورون مین سب سے زیادہ قوی بنایا ہے۔

پس اسی کا نام فطرت اور اسی کا نام قدرتی اثر ہے اور یہ اثر ہر ایک نباتات۔ حیوانات
جمادات مین اس افراط کے ساتھ ہے جسکی انتہا نہین جس جانور جس درخت جس شئے قدرتی
پر نظر کرو صدہا ہزارہا اُن مین قدرتی اثر نظر آئینگے۔

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار — ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

آدمی کی صنعت کا یہ حال ہے کہ ایک کل جو آدمی کی ایجاد ہے اُس سے ایک غرض حاصل
ہوتی ہے اور اُس مین صدہا ہزارہا پرزے لگے ہوتے ہین جنکا شمار بھی کرتے کرتے آدمی
تھک جائے قدرتی اثر دیکھو کہ ایک عضو ہے اور اس سے صدہا فوائد ہزارون غرضین حاصل
ہاتھ۔ پاؤن۔ ناک۔ کان۔ آنکھ۔ مونھ کو دیکھ لو کہ کسقدر مطالب انسے حاصل ہوتے ہین۔
بدون وجود ذات باری خود بخود ایسی صورتین یہ سیرتین ہرگز نہین ہو سکتین

اگر خدا نہوتا اور مادون اور ذرّون کے اثر اور اُنکی ملاوٹ سے یہ مخلوق بنی ہوتی تو
اب تک آدمی جیسے دانا اور عقیل نے کیا سے کیا کر دیا ہوتا مگر قدرت سے وہ نہایت
ہی مجبور اور لاچار ہے۔ بڑے بڑے دانا اور بیدار مغز حکیم اس تختۂ زمین پر ہو گذرے سبکے
سب قدرت کے سامنے دم بخود رہ گئے اور بعجز دست بسر ہونے کے اُنسے کچھ بھی نہین بن پڑا
اور یہی اُنھون نے اقرار کیا۔

سبحانک یا آکہ عالم — عالم ترا عجز نے دکھایا

جب یہ معلوم ہو گیا کہ فطرت قدرتی اثر ہے اور یہ خاصہ جمیع مخلوقات مین موجود ہے جو ہر دم

ہمارے سپوشی فطرت ہے اور خود ہمارے ہر ایک عضو سے اسکا اعلان ہو رہا ہے تو یہ فطرت کے اصول کے خلاف ہے کہ انسان جسکو اشرف المخلوقات جمیع کائنات مین ہم دیکھتے ہین اور نفس ناطقہ اسی کو عنایت کیا گیا ہے اور جو اس عالم کی چیز ہے وہ سب اسکے فائدے اور اسکے آرام کے لیے بنائی گئی ہے۔

جسم کی پرورش اور طاقت کے لیے تو یہ کچھ کارخانہ بنایا گیا ہے روحی سامان کچھ نہین کیا گیا کھاؤ۔ پیو۔ مرے کرو جب موت آئے چلدو مذہب ملت سے کچھ غرض نہین سب خیالی ڈھکوسلے ہین۔

جو شخص فطرت کے اصول کو جانتا اور سمجھتا ہے وہ کبھی ایسے آدمی کو انسان نہین خیال کریگا اور ایسے خیال کا آدمی در اصل حیوان مطلق سے کم نہین اور ایسے لوگون سے ہمارا روے سخن بھی نہین نہ وہ قابل گفتگو ہین اور نہ لائق ذکر

جس قادر مطلق نے آدمی کی پرورش کے لیے زمین سے صدہا قسم کے غلے ہزارون قسم کے میوے لاکھون قسم کی ترکاریان قسم قسم کے دودھ طرح طرح کی سواریان ہزارون لاکھون طرح کی پوشاکین اور زیور بنائے اسنے روح کے تزکیہ اور صفائی کے لیے کچھ نہین کیا جو واقعی اصل الاصول ہے اور انسان اُسی سے مراد ہے ورنہ یہ جسم خاکی اُسکا مرکب ہے سو مرکب کی پرورش کے لیے تو دنیا بھر کا سامان اور شہسوار کے لیے کچھ بھی نہین یہ محض خبط اور نرے ربط بات ہے جو کسی طرح سے دل کو نہین لگتی۔

ہر ایک قدرتی شے اپنا طرز رکھتی ہے اور کوئی شے ہمکو ایسی نظر نہین آتی جو اُس قاعدے سے جسپر وہ بنی ہے تجاوز کرے پھر کیسے سمجھا جاے کہ روحی اصلاح کے لیے کوئی قانون نہین ہے بے شک اور بہت ضرور روح کے لیے قدرتی قانون ہے اور خداوند تعالے نے جو بہت تھوڑی مدت انسان کے دنیا مین رکھنے کی مقرر فرمائی ہے اسکی ضرور کوئی وجہ خاص ہے۔

کس لیے کہ یہ عالم مکان اور انسان مکین ہے مکان کو تو اس قدر قرار کہ ہزارون لاکھون

برس سے ایسا ہی قائم اور برقرار اور جسکے واسطے یہ عالم بنایا ہی اُسکو کچھ بھی قرار نہین
اسکی وجہ خاص یہی ہے کہ اس دنیا مین انسان کو محض آزمایش اور روحی اصلاح کے لیے
بھیجا جاتا ہے کہ اس دار فانی مین چند روز رہکر وہ اپنی روح کی اصلاح کرے اور اپنے مالک
اور خالق کو یہان کے خدشات اور تعلقات مین نہ بھولے۔

جو لوگ مذہب سے آزاد اور مذہبی خیالات سے اپنے کو علیحدہ سمجھتے ہین وہ قانون فطرت
پر غور کرین تو آنکو معلوم ہو جائیگا کہ روح کی درستی اور اصلاح کے لیے مذہبی پابندی نہایت
اہم اور مہتم بالشان امر ہے اور خاص فطرت کا اقتضا ہے۔

مذہبی ضرورت

مذہب کے لیے تین امر بحث طلب اور قابل غور ہین۔

(۱) یہ کہ انسان کے لیے مذہبی پابندی ضروری ہے یا نہین

(۲) یہ کہ اگر مذہبی خیال درست اور صحیح ہے تو روے زمین پر کونسا مذہب حق ہے جسکی
پابندی کرنے سے انسان کو اپنی نجات کا کُلّی یقین ہو جاے

(۳) یہ کہ ہمارے پاس وہ کیا ذریعہ ہے جس سے ہم بآسانی دریافت کرسکین
کہ یہ مذہب حق ہے۔

ہم انھین تین امر کی بحث کرنا چاہتے ہین۔

امر اوّل۔ اگرچہ اوپر تحریر ہو چکا ہے کہ مذہب روح کی شایستگی اور اصلاح کے لیے
ہے لیکن یہان اُسکی کسی قدر وضاحت کیے دیتے ہین۔

مذہب سے دنیا مین امن ہے

بہ نظر غور تعصب اور جہالت سے آزاد ہو کر جو قانون قدرت (فطرت) پر نظر ڈالی
جاتی ہے تو مذہب کی پابندی ہر ایک فرد بشر کے لیے نہایت ہی ضروری ہے کیونکہ
انتظام عالم اُسی پر منحصر ہے۔

اگر آدمی مذہب سے برطرف ہو کر یہ عقیدہ رکھینگے کہ کوئی ہمارا مالک نہین ہے اور نہ ہمارے
لیے جزا و سزا ہے ہر ایک جاندار اور ذی روح مین از خود ایک قوت ہے اور وہ قوت جب تک

رہتی ہے وجود قائم رہتا ہے جسوقت وہ قوت سلب ہوئی وجود فنا ہو جاتا ہے اور سب ذرے خاک مین ملجاتے ہین جو کچھ آرام اور تکلیف ہو وہ اسی عالم مین ہمارے لیے ہے مرے پیچھے کچھ نہین ایسا خیال کرنے سے انسان نڈر ہو جائیگا اور اپنی زندگی کے آرام اور فوائد کی خاطر نہ کسی کے قتل کو گناہ سمجھیگا اور نہ دوسرون کا مال غصب کرنیسے درگذر کریگا اور نہ کسی کے ساتھ سلوک اور احسان کو اپنے نزدیک مفید گمان کرسکتا ہے جہانتک اُس سے اس مطلق العنانی مین ممکن ہوگا دغابازی۔ بے ایمانی۔ظلم۔غارتگری۔ چوری۔ریاکاری سے اپنی اغراض کے پورا کرنے مین سعی بلیغ کریگا اور ایسا کرتے ہوئے اُسکو کوئی خوف کسی قسم کا نہین ہوگا۔

اگر سب آدمی روے زمین کے مذہبی خیال ترک کردین تو ایک دم بھی یہ کارخانہ دنیا کا قائم نہین رہسکتا ہے تمام دنیا مین فتنہ اور فساد کی آگ بھڑک اُٹھے امن و آسایش جس سے دنیوی کام چل رہے ہین نام کو بھی نرہے۔

اور جب یہ سمجھا گیا کہ کوئی ہمارا مالک اور خالق ایسا ہے جو ہمارے اعمال و اقوال کو ذرہ ذرہ ہر دم دیکھتا ہے اور وہ ہم سے ہر ایک امر کا مواخذہ کرنے والا ہے اور ہم کو اُسکے روبرو ہر ایک بات کی جوابدہی کرنی پڑیگی اور اُسکے احکام کے خلاف عمل کرنے مین ہمکو سخت سزا ملیگی تو آدمی اپنی زندگی کو فضول نہین خیال کرینگے۔

خوش معاملگی اور ایمانداری کا برتاؤ رکھینگے راستی۔فروتنی۔رحم۔ہمدردی اور احسان کرنے کو سرمایہ اپنی نجات کا جانینگے۔

اس سے دنیا مین خلقت کو آرام ملیگا فتنہ اور فساد نہین ہوگا نظام عالم نہایت خوبی کے ساتھ قائم اور برقرار رہیگا۔

اگر یہ خیال کیا جاے کہ قانون سلطنت واسطے انسداد قتل۔چوری۔غارتگری۔دغا و فریب کے کافی ہے اور اُسی سے دنیا مین یہ انتظام پھیلا ہوا ہے تو یہ خیال محض باطل ہو

اول تو ہر جگہ اور ہر متنفس کی نگرانی شاہی قانون نہین کرسکتا صدہا ہزارہا موقع ایسے ہین جہان سرکاری ضابطہ کچھ بھی نہین کرسکتا۔
دوم جب وضعان قانون مذہب سے آزاد ہونگے تو وہ بھی اغراض سلطنت کو مقدم رکھینگے انسداد جرائم کی جانب کیون راغب ہونگے انکو جو یہ جد و جہد جرائم کی نسبت ہے وہ بھی اسی مذہبی خیال کا باعث ہی اور چوری۔ قتل ٹھگی۔ ڈکیتی وغیرہ کو جرم بھی ہمکو مذہب نے بتلایا ہی اور مذہبی قانون نے ہی ہمکو طریق تمدن اور آئینِ سلطنت کی تعلیم دی ہے۔
جیسا آدمی کی زندگی قائم رکھنے کے لیے غذا کی ضرورت ہی کہ بدون غذا کے آدمی زندہ نہین رہسکتا اور سب جاندار غذا کے محتاج ہین انہی کے باعث کوئی امیر اور کوئی فقیر کوئی بادشاہ اور کوئی غلام کہلاتا ہی۔
ایک تخت جواہر نگار پر تاج مرصع بر سر نشستہ دوسرا اُسکے روبرو دست بستہ کمر بستہ۔
یہ وہی غرض ہے جو انسان کو مجبور کررہی ہے ورنہ یہ آزادی پسند انسان ہرگز کسیکا فرمان بردار نہوتا اور کسی بادشاہ کے سامنے بھی سر نہ جھکاتا مگر پیٹ کی آگ نے اسکو نہایت عاجز اور ناچار کر رکھا ہی کہ نہ اُسکو اپنی شرافت کا خیال ہی اور نہ کسی قسم کی ندامت کا ملال۔
وہ وہ ناشایستہ اور بے شرمی کے کام اس سے سرزد ہوتے ہین کہ جسکی نظیر نہین۔
اسی طرح حیات جاودانی اور روح کی تازگی کے لیے مذہبی ضرورت ہے وہ جسمی غذا ہی تو یہ روحی غذا۔ انھین دونون چیزون پر تمام دنیا کے انتظام کا انحصار ہی۔
اس سے بخوبی ثابت ہوا کہ انسان کے لیے مذہبی پابندی نہایت ضروری ہی وہو المراد۔
امر دوم ۔ پر نظر کرو کہ دنیا کے تمام مذاہب مین کونسا مذہب حق ہے۔
اگرچہ بادی النظر مین اس سوال کا جواب نہایت مشکل اور پیچیدہ معلوم ہوتا ہی مگر تھوڑی ہی غور کرنے سے دریافت ہوجائیگا کہ مذہب حق وہی ہے جسکے اصول قانونِ الٰہی (فطرت) سے ملتے جلتے ہین کیونکہ خدا کے افعال و احکام مین فرق نہین ہوسکتا۔

دیکھو خدا کا فعل یہ ہے کہ اُسنے تمام دنیا کو ایک خاص قاعدے کی موافق بنایا اور اسکا حکم مذہب ہی اگر دونون مین اختلاف ہوگا تو ذات باری تعالی پر الزام عائد ہوتا ہی جو محال ہے لہذا وہی مذہب حق ہے جو فطرت سے ملتا ہی اور وہی قدرتی اور خدائی مذہب ہے جو انسان کی اصلاح کے لیے عنایت ہوا ہے وہی اسکی تہذیب اور نجات کا باعث ہے اور وہی اسکی حیات جاودانی کا سبب۔

اسی کے اصول سنجیدہ اور اسی کے فروع پسندیدہ ہین جسقدر اسکی اشاعت روے زمین پر ہوگی اسی قدر شایستگی۔ تہذیب۔ ہمدردی۔ حیا۔ عفت۔ عدالت اور دیانت سے دنیا کا انتظام ترقی پذیر ہوگا۔

بہت کم لوگ دنیا مین ایسے ہین جو مذہبی خیال سے آزاد اور اسکو خیالی ڈھکوسلا سمجھتے ہین اور ایسے خیالات کے آدمی فی زمانہ مہذب خطۂ یوروپ اور امریکہ مین اکثر ہین۔

اسمین شک نہین کہ جیسا مذہبی معاملہ پیچیدہ ہی ایسا کوئی معاملہ دنیا کا پیچیدہ اور اُلجھا ہوا نہین ہے جو لوگ اہل کتاب ہین وہ بُت پرستون آتش پرستون اور دیگر مشرکین کے مذہب کو نہایت نفرت بھری نگاہ سے دیکھتے ہین اور انکو قابلِ خطاب نہین سمجھتے۔

ہمارے ہندوستان کے اہل ہنود اہلِ کتاب کے ہاتھ کا پانی تک نہین پیتے اور انکو ملیچھ خیال کرتے ہین وہ کیا چیز ہے جس سے اہل کتاب اہل ہنود سے متنفر اور اہل ہنود اہل کتاب سے وحشت ناک ہین وہ خاص مذہبی خیال ہے جسنے بنی نوع انسان مین یہ تفرقہ ڈالا ہے ورنہ یہ سب جانتے اور سمجھتے ہین کہ ہم سب ایک باپ کے بیٹے ہین۔

اہل کتاب کا مذہب انکو مواکلت اور مناکحت کی اجازت دیتا ہی مگر پھر بھی اسکا رواج نہین رسم کی پابندی مذہب پر بھی غالب ہی۔

سب سے زیادہ خراب حالت مشرکین اور مجوس کی ہے کہ وہ اپنی مذہبی حقیقت پر مطلق غور نہین کرتے رسم و رواج اور آبائی تقلید کی پابندی مین جکڑے ہوے ہین کہ جس طریقے پر

اُنکے باپ دادا چلے آئے ہین اُنھین کے قدمون پر یہ دوڑتے ہین اور مطلق غور نہین کرتے کہ وہ گمراہ تھے یا رو براہ وہ عالم تھے یا جاہل محقق تھے یا مُقلد۔

اس دھرم کے لوگ اپنے عقیدے پر ایسے مطمئن اور بے فکر ہین کہ مطلق پروا نہین کرتے اور بُت پرستی مردم پرستی آتش پرستی نباتات پرستی حیوانات پرستی کہان تک شمار کی جاسے جملہ مخلوقات پرستی رات دن کرتے ہین اور آنکھ اُٹھا کر نہین دیکھتے کہ یہ کیا واہیات ہے۔

...کا مذہب

جنکا نام جپتے اور جن اشیا کو پوجتے ہین اُنکو اچھی طرحسے جانتے ہین کہ یہ آدمی تھے اور یہ اشیا مخلوقات ہین جو آدمی کے لیے بنائی گئی ہین پھر بھی اُنکو معبود اور اصلی مقصود سمجھتے ہین حالانکہ جنکی وہ پرستش کرتے اور جنکا نام ہر دم جپتے ہین کوئی فرمان یا دستاویز مذہبی اُنکی عبادت کرنے کی اُنکے پاس نہین اور نہ عبادت کا طریقہ مختص ہے کوئی **مہادیوجی** کی اور کوئی **کرشن جی** کی اور کوئی **آفتاب** کی اور کوئی **بالاجی** کی اور کوئی **پارسناتھ جی** کی اور کوئی **گنگا** اور **لکھشمی** کی عبادت کرتا ہی اسقدر معبود ہین جنکا شمار کوئی نہین کرسکتا باوجودیکہ یہ کچھ اختلاف اُنکے اصول مذہبی مین ہے مگر وہ سبکو اپنا ہمذہب سمجھتے اور سب مشرکین کو ایک نگاہ سے دیکھتے ہین۔

یہ ہرگز نہین خیال کرتے کہ کون کسکی پرستش کرتا ہی اور کیون اور کس وجہ سے کرتا ہی حالانکہ ہر ایک کے مذہبی اصول مختلف اور عبادت کے طریقے بھی جداگانہ ہین اور اُنکے مذہبی اختلاف کی حد نہین۔

وہ اپنے زعم مین یہ سمجھے ہین کہ نجات ہر ایک کی ہر ایک طور سے ہر مذہب مین ہو جائیگی جو خیال فاسد ہی فرمان بردار اور نا فرمان کیسے برابر ہوسکتے ہین۔

برہمن[1] **چھتری۔ بیس** قدرتی سدھ ہین باقی سب **شُدر** اور **ملیچھ** ہین جو خدا کے

[1] (برہمن) ابتدا مین برہمن کوئی خاص قوم یا نسل نہ تھی ایک عہدہ تھا جو دوسری قومون کو بھی حاصل تھا اسکی تصدیق سنسکرت صفحہ ۸ اشلوک ۲۳۸ سے ہوتی ہی وسوامتر جیند رسنی چھتری تھا جو ریاضت اور عبادت کی وجہ سے برہمن کہلایا اور برہمن اور بیس بھی چھتری کہلاتے تھے غرضکہ یہ لقب ذات پر نہ تھے بلکہ ہنر اور پیشہ پر تھے۔ جنھنے جو پیشہ برہمن۔ چھتری یا بیس کا اختیار کیا وہ اُس نام سے موسوم ہوا جیسے فی زمانا بابو کا لقب قومی نہین ہے عہدے کا لقب ہی جسپر بنگالیون نے زیادہ قبضہ کرلیا ہے (دیکھو ہربنس پوران)۔

یہان خواہ کیسے ہی اعمال نیک کرین اور اوپر کی اچلی ذاتین کتنی ہی بدی کرین پھر بھی یہ اعلیٰ درجے مین اور وہ نیچے کے درجے مین رہینگے اور برہمن گو کیسا ہی ظالم۔ حرام کار اور زمانے بھر کا بداعمال ہو ہر حال مین بے پوچھے بہشتی ہی اُس سے کوئی مؤخذہ کسی قسم کا نہین ہوگا کوئی مشرک خواہ بت پرستی کرے یا نہ کرے جب تک وہ کسی غیر قوم کے ساتھ کھانے پینے سے محترز ہے ہندو دھرم ہے اور خواہ عقائد مین وہ ہندو دھرم کا پابند ہو اور کسی غیر قوم کے ساتھ جہان اُسنے کھانا کھایا دھرم سے باہر ہوا۔

طرفہ یہ ہے کہ برہمن چھتری کے ساتھ اور چھتری بیس کے ہمراہ کھانا نہین کھا سکتا اور شُدر کو تو اپنے شامل کیون کھلانے لگے ہین اور نہ شدر باہم کھا سکتے ہین جس حالت مین سب یہ ایک دھرم رکھتے ہین تو پھر کھانے پینے مین یہ پرہیز حیرت انگیز ہے۔

اہلِ ہنود کے اقوال اور اُنکے افعال مذہبی سب اسی قسم کے ہین جنکے دیکھنے اور سننے سے نہایت تعجب ہوتا ہے۔

اہل بصیرت آگاہ ہین کہ یہ دھرم اس ملک مین برہمنون کا ایجاد ہے جنھون نے اپنے فوائد اور اغراض نفسانی کی غرض سے یہ مذہب وضع کیا ہے اور ہر ایک عبادت اور ہر کام مین اپنا فائدہ مدنظر رکھا ہے۔ ایک اپنے لیے تو یہ افتخار اقتدار غیر محدود کہ برہمن جو چاہے سو کرے کسی نوع قابل گرفت نہین اور دیگر قومین برہمن کے سوا کسی حالت مین اُس درجے کو نہین پہونچ سکتین۔

جیسا اپنے ہم مذہبونکو مذہبی قاعدے سے برہمنون نے ذلیل و خوار کیا ہے اُسکی نظیر بھی کسی مذہب مین نہین ملتی بھنگی۔ چمار۔ تھوری۔ بھیل۔ باوری۔ سانسی۔ کنجر وغیرہ خاص اُنکے مذہبی بھائی ہین مگر کوئی برہمن۔ چھتری۔ بیس اُنسے اپنا پلا تک نہین بھڑاتا۔

ہندو دھرم

ایک زمانہ ہندوستان کا ایسا بسر ہوا کہ جسمین علم نام کو نہین تھا اور سب آدمی محض جاہل

اور بالکل بھولے بھالے تھے آریہ[1] (برہمن) جو ایران سے آئے یہ لوگ بڑے فیلسوف
اور چالاک تھے علم کے سوا شعبدہ باز بھی بڑے تھے یہان اُنھون نے اقوام ہند کو وحشی
اور جاہل دیکھکر جس طرح سے چاہا اپنا مطیع اور فرمان بردار بنایا اور چند اصول ایسے ایجاد کیے
کہ جسکے سبب ایک عرصے دراز تک اِنکا راز فاش نہین ہوا۔
یہ قوم آریہ ایران کی نکلی ہوئی اور ستم دیدہ قوم تھی آئین مذہب و سلطنت سے بھی آگاہی
رکھتی تھی بادشاہون اور پیغمبرون کی آنکھین بھی انھون نے دیکھی تھین۔
اُس وقت اگر وہ چاہتے تو راج پاٹ کے مالک ہوجاتے مگر وہ جانتے تھے کہ سلطنت
رہنے والی چیز نہین باہمی لڑائی اور فساد کی جڑ ہی اور غیر ملک کے حملہ آورون کا مسکن۔
اس دوراندیشی سے اُنھون نے وہ قوانین اور آئین جاری کیے کہ بادشاہی سے زیادہ لطف
اور استحکام رہے بڑے بڑے راجے مہاراجے ڈنڈوت کرتے ہوئے برہمنون[2] کے قدمون پر جان و
مال قربان کرتے رہین اور نہ غنیم کا ڈر اور نہ راہزن کا خطر۔ زمین سے کوئی تعلق نہین کھا راجہ سے
لیکر پرجا تک سب کے اوپر اپنے حقوق فرض کر دیے کہ کوئی متنفس ہون ادا ے حق برہمن کے نہ روٹی کھا سکے

[1] (آریہ) سکندر اعظم کے وقت مین ہرات کا نام آریات تھا قوم آلانی جو کوہ قاف کے اطراف سے ہرات
مین مقیم ہوئی اُنکو آلینات پھر آلیات بعدہ آریات کہنے لگے ایک زمانے کے بعد الانیہ سے آلیہ اور پھر آریہ مشہور
ہوگیا اسمین کسی خاص قوم کی تخصیص نہ تھی کل اقوام کے لوگ شامل تھے پنجاب مین آریہ سولہ سو برس قبل
عیسیٰ علیہ السلام کے آئے اور ملک مصر سے قبطی اور خطا سے چھتری شام سے ناگ عرب سے جاٹ ہند مین
آئے اور یونانی انکے شامل ہوگئے وہ بھی آریہ کہلائے جیسا کہ حال کے زمانے مین انگریز۔ فرانسیس۔ جرمن
وغیرہ جو ہندوستانی ہین اُن کو اہل ہند فرنگی اور صاحب بہادر کہتے ہین۔ اُنسے پہلے ہند مین حبشیاور
دون خام بن نوح علیہ السلام کی اولاد کی نسل موجود تھی جو کسی قدر ننے ڈول اور بدشکل تھی جنکو
آریہ گورے چہڑے والے راکھش کہنے لگے اور اب وہ لوگ گونڈ۔ سنتھال۔ بھیل۔ ماری۔ راوڑی
کے نام سے مشہور رہین۔
[2] ابتدا مین برہمن کوئی ذات نہ تھی بلکہ جو لوگ خدا پرست یا مذہبی پیشوا ہوتے وہ اُس نام سے ملقب ہوتے تھے اسیواسطے
یہ ممتاز لقب ان نو وارد ایرانیون نے اختیار کیا۔ جو برہمن نہ تھے بلکہ برہزن تھے۔

نہ کپڑا پہن سکے نہ کوئی تقریب شادی وغمی تیر تہوار کی ادا کر سکے ہر بات اور معاملے مین برہمن کا حق لکھدیا
برہمنون نے نہ ہندوستان پر قبضہ کیا اور نہ وہ کسی قطعہ زمین کے مالک ہوے اہالیان اور رہاشندگان ہند
کو انھون نے نسلاً بعد نسلٍ اپنے لیے مکفول اور رہن کر لیا اور سکو اپنی جاگیر بنالیا مردونکو بھی اپنے
ٹیکس سے بری نہین کیا مرنے مارنے کے لیے اہل ہند ور اُنسے محاصل وصول کرنے کے لیے آریہ
اُنکو دین و مذہب سے اور اپنے اور اہل ہند کے جہنمی ہونے سے کوئی غرض نہین تھی کسیکا مردہ
دوزخ مین جاے یا بہشت مین اُنکو تو اپنے برہم بھوج سے مطلب تھا۔
یہ بھولے بھالے ہندوستانی جو نہ کوئی علم رکھتے تھے اور نہ عقل اُنکی سحر طرازی اور دم بازی
مین آگئے اور جسقدر ناچ اُنکو اُنھون نے نچائے ناچنے لگے۔
مشاہدہ شہادت دے رہا ہے کہ آریہ وہی برہمن ہین جنکے حقوق کل افراد اقوام ہند پر ہین
وہی سب سے پہلے مغربی ملک سے جہالت کے زمانے مین یہان تشریف لائے اور
مطلع صاف دیکھکر آتے ہی اپنا سکہ جمایا۔
ہند کے سادہ لوحون کے دل مین یہ نقش بٹھایا کہ موت۔ حیات۔ مال۔ اولاد
تمھاری سب برہمن کی زبان پر ہے۔
وہی یہ قوم ہے جو کہین **گوڑ برہمن** اور کہین **سریالی** اور کہین **اوجھے** اور کہین
چوبے اور کہین **پُسکرنون** کے نام سے ہندوستانین پھیلی ہوئی ہے۔
ان مین سے بعض تیرتھون کے پانڈے اور بعض مندرونکے پوجاری اور بعض گروجی مہاراج بن بیٹھے ہین
در اصل ایک قوم ہی جو مختلف مقامونمین رہنے سے علحدہ علحدہ لقب سے مشہور ہو گئی ہے۔
تاریخ سے تو معلوم ہوتا ہی کہ یہ قوم **قبطی** ہے جو فرعون کی قوم تھی اسکو بعض محقق **سُلانیک** کہتے ہین۔
جیسے اُنھون نے مصر مین فرعون کو معبود کہلوایا ایسے ہی اس ملک ہندوستان مین بہت سے
راجون کو مالا پر جپوایا جیسا کہ اب تک اہل ہنود **کرشن** اور **رام چندر جی** کا نام جپتے اور
خدائی مین اُنکو شریک سمجھتے ہین۔

آریہ
کارس

جسکو اُنھون نے زبردست اور غالب دیکھا اُسی کو اوتار کا لقب بخشدیا۔
ان راجاؤن کا اس لقب سے بڑا فائدہ یہ تھا کہ تمام رعایا برایا جان نثاری کو اپنی نجات کا باعث سمجھتی تھی
بادشاہت کے استحکام اور دوام کا انحصار رعیت کی رضامندی پر ہے اسکے واسطے بادشاہ
کڑوڑون روپیہ صرف کرتے اور ہزارون طرح کی تدبیرین کرتے ہین اور پھر بھی رعایا کی
رضامندی حاصل نہین ہوتی یہ عظیم فائدہ ایک بات کی بات مین حاصل ہوگیا پھر وہ راجے
مہاراجے پنڈت جی مہاراج کی قدردانی اور اُنکے حقوق کی نگرانی کیون نہ کرتے۔
اُنھون نے راجہ کو اوتار کہلوایا اور راجہ سے خدا بنایا راجہ نے پنڈت جی کو مہاراج کا خطاب
عطا فرمایا "من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو"۔
یہی آریہ جو دراصل مصر کے باشندے ہین اسوقت تک **مصرجی** کہلاتے ہین یہ لقب اُنکی
سکونت اور اصالت کی برملا شہادت دے رہا ہے۔
اسمین شک نہین کہ ہندوستان مین یہ لوگ **ایران** سے آئے جو آریہ کہلائے غالبًا
ایرانیہ کا آریہ ہوگیا ہے جیسا کہ استداد زمانہ کی وجہ سے ہوجاتا ہے جسکا حال زبان دان
جانتے ہین اور یہ صرف ایک تاویل فی زمانہ **دیانندیون** نے واسطے رفع الزام کے بلاتحقیق
کی ہے کہ آریہ مذہب کا نام ہے جسکے معنی نکوکار کے ہین اور یہ مذہب تمام دنیا مین شائع تھا
جسکا کوئی ثبوت نہین اور دعوی بلادلیل ہے۔
ایک تو مصر کی تاریخ مین فرعون کا واقعہ کہ جب فرعون اور اُسکی قوم دریائے **نیل** مین غرق
ہوئی تو باقی قبطی **بنی اسرائیل** کے خوف سے **ایشیا** مین بحر قلزم کے اس طرف چلے آئے۔
دوسرے ہند اور مصر کا تعلق جو صدہا برس رہا وہ ہمارے بیان کی تصدیق کرتا ہے۔
ہندوستان کا ملک پہلے زمانے کی حالت مین نہایت محفوظ اور امن کی جگہ تھا کہ تین طرف تو سمندر سے
اور ایک جانب ایک عظیم اور بلند پہاڑ **ہمالیہ** سے جو دو ہزار میل تک ہندوستان کی ایک
شمالی سمت کو گھیرے ہوئے چلا گیا ہے محدود ہے صرف اُسکی مغربی سمت مین ایک

گھاٹی خیبر کی یہان کے داخل ہونے کی تھی جسکی روک کے لیے دریاے اٹک اُس تمام سمت مین اپنے پانچ معاونون کے ساتھ بڑے زور شور سے داخلین کا سدراہ تھا۔ اسی باعث کئی ہزار برس تک مغربی سمت سے کوئی حملہ آور نہین ہوسکا اور جسقدر دقت یہانکے آنے مین تھی اسقدر کسی ملک کے فتح کرنے مین بھی واقع نہین ہوتی تھی۔

پھر زندگی کا کل سامان ایک ہی ملک مین مہیا۔سب چیزین بافراط یہان پیدا۔

وہ قبطی جو مصائب اُٹھا کر ایرانمین آئے اور وہان بھی اُنھون نے معرکہ ارائیان اور لڑائیان دیکھین تومار گزیدہ از ریسمان پیچیدہ اُنکا ایک فریق یہان آگیا ملک دیکھا ہندوستان جنت نشان سب طرح مامون اور محفوظ یہین جنت اقامت ڈالدیا اور وہ قدم جمائے کہ ہزارون برس گذر گئے ابتک وہی اعزاز اور وہی احترام اہل ہنود کے نزدیک برہمنون کا ہے۔

انکے وقار اور حسن معاشرت کا شہرہ سُنکر انکے برادر خواہ افسر جو بعد مین اِدھر ہوئے اور انسے خواستگاری معاش کی کی تو مجبوراً اُنکی گذر کے لیے نئی قسم کے مذہبی ٹیکس سب قوام پر ایسی خوش اسلوبی کے ساتھ لگا دئے کہ اپنی دچھنا مین کوئی نقصان یا ہرج واقع نہو اور وہ مرفہ الحال اور فارغ البال ہوجائین کسی کو مردہ کے دان پر اور کسی کو سینچر اور طلادان پر راضی کرلیا کہ جسم کا صدقہ اور مُردون کی خیرات اور سونے کا دان اُنکو دیا جایا کرے۔

جو قومین بعد مین آئین وہ اگر پہلی قوم سے اعلیٰ اور افضل نہین تھین تو کم بھی نہین تھین مگر چونکہ یہ نئے اختیار نو وارد اور وہ قابو یافتہ اور مختار کل تھے کیا کرسکتے تھے مُردون کی خیرات اور سینچر دان پر راضی ہوگئے انکے اعزاز اور وقار کے لیے پہلی قوم نے اُنکا لقب اپنے سے زیادہ **مہا برہمن** (سب سے بڑا برہمن) رکھدیا جواب کہین **اچارج** اور **کاٹھیا** اور **ڈاکوت** کہلاتے ہین۔

ایک مدت دراز تک ان برہمنون نے بڑے آرام و عیش کے ساتھ زندگی بسر کی اُنکے احکام آسمانی فرمان سمجھے جاتے تھے بڑے بڑے راجے مہاراجے اُنکے چرن لیتے تھے اور اُنکی رضامندی کو ذریعہ نجات کا جانتے تھے۔

تم کا لکچر

کئی ہزار برس کے بعد مہا بیر سکھیا گوتم رکھ پیدا ہوا جسنے قوم کو متنبہ کیا کہ یہ سب فریب ان آریہ کا ہے اور یہ تمھارے ہم قوم نہین ہین غیر ملک کے لوگ ہین جنکو تم سری پوج سمجھتے ہو یہ دھرم کوئی دھرم نہین ہے۔

یے برہمن خود گمراہ اور دھرم بھشٹ ہین تمکو انھون نے اپنی اغراض کے لیے گمراہ کیا ہے اور تمکو محض نادان ۔ جاہل ۔ وحشی سمجھکر دھرم کے پیرایے مین یہ آئین اور قوانین اپنے آرام اور لطف زندگانی کے لیے ایجاد کیے ہین جنکو کوئی دانا قبول نہین کر سکتا۔

جس قدر طریقے پوجا پاٹ کے ہین ان سب مین برہمنون کا اور انکی قوم کا فائدہ ہے اسی واسطے مذہبی امور کا زیادہ ٹھاٹھ انھون نے پھیلایا ہے اور جملہ رسوم پر اپنا قبضہ کر رکھا ہی

لـ۱ (گوتم) گوتم جسکا نام بودھ اور پھر گوتم رکھا گیا ۵۹۶ برس قبل عیسوی کے تھا کول خاندانکی لڑکی سے ساکیا خاندان مین پیدا ہوا بودھ اس سے پہلے بھی ہوگیا ہی اسکے باپ کا نام سودھوان ہے چانا برہمن اسکا مشیر تھا اور بودھ مذہب نے طوفان نوح علیہ السلام کے ایک ہزار برس بعد خوب ترقی پائی طوفان نوح علیہ السلام کے بعد شریعت نوح عم پر سب لوگون کا مذہب تھا جسکی بنا توحید مطلق پر تھی پھر وہی مذہب صابی کہلایا اسکے عقائد شیث عم اور ادریس عم پیغمبرون سے ملتے تھے کیومرث سے جمشید تک یہی مذہب پایا جاتا ہے اور عرب یونان مصر وغیرہ مین موسی علیہ السلام تک زیادہ تر اسی شریعت کا رواج رہا پھر اسمین بت پرستی شامل ہوگئی۔ بودھ سنسکرت یعنی مازندرانی زبان کا لفظ ہی جسکے معنی مجموعہ حکما اور مجموعہ عقل کے ہین وہ واسطے امور صلاح و انتظام سلطنت کے ایک جمہوری قانون تھا جسکا نام اصول بودھ رکھا گیا تھا مذہب سے کوئی تعلق نہ تھا اور سب شریعت نوح اور مذہب صابی کے پابند تھے شاکمونی حکیم بودھ مذہب کا پیغمبر مانا گیا ہی جو ملک خطا مین پیدا ہوا تھا مسلمانونکے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۶۳۰ برس پہلے ۔ تزک ہند جو کالنکا پرکاش کی شرح ہی اسمین لکھا ہی کہ بودھ اوتار کو سمت ۱۹۰۰ تک دو ہزار آٹھ سو ترسٹھ برس گذرے ہین راجہ اشوک برادر زادہ راجہ جنک نے اسکو خوب ترقی دی اور لنکا تک پھیلایا شاکمونی کو بودھ اوتار اور پدم پوران مین گوتم کو گوتما بودھ لکھا ہے اور یہ گوتم جو بہار مین پیدا ہوا بودھ مذہب کا پیرو تھا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ شاکمونی جسکو بودھ اوتار کہتے ہین اور اسی کا نام گوتم ہے اس بہاری گوتم سے پہلے ہوا ہے علاوہ ازین اس گوتم کے خیالات فرقے مجوس سے ملتے ہین۔

اپنی فسون سازی اور دم بازی سے تمھاری آنکھون کو اُنھون نے اندھا کر دیا ہے۔
مذہب سے تم کو مس تک نہین اُسکی بو بھی تمھارے دماغ تک نہین پہونچی تم جیسا احمق تم
جیسا بیوقوف دنیا مین دوسرا نہوگا کہ اپنا جان و مال ایک قوم پر نثار کر رہے ہو جس نے
تمھارے ساتھ ٹھگائی کر رکھی ہے یہ برہمن ٹھگ سے بھی بدتر ہین ٹھگ کا یہی کام ہے کہ وہ
مال لے جان لے مگر یہ جان لیکر بھی پیچھا نہین چھوڑتے تمھارے مرنے کے بعد ورثا کو
خوب جھنجھوڑتے ہین۔

اگر تمکو ذرا بھی عقل رہنمائی کرتی تو تم خود سمجھ جاتے کہ بُت جو تمھارے ہاتھ کے گھڑے ہوے
اور بنائے ہوئے ہین اُن پر تم جل چڑھاتے ہو اُنکا مونہ دھوتے ہو اُنکو بھوگ دیتے ہو
کپڑے سلوا کر پہناتے ہو سب طرح تم اُنکی سیوا کرتے ہو اور اُسکو یہ سمجھتے ہو کہ ہم بڑا دھرم
کر رہے ہین ہماری برابر کوئی گیانی اور دھرم وان نہین ہے دنیا کے سب اقوام مین ہم ہی
سدھ ہین کتنے ہی پاپ کرین جہان گنگا اشنان کیا سب پاپ دُھلگئے **بدری نراین**
گئے اور کایا سدھ ہوی **کالی دیوی** کے درشن کرتے ہی سب کلیس دور ہوئے۔

ظالمو! یہ سب پاپ کے کام ہین جو تمکو نرگ مین لے جائینگے ذرا سی سمجھ کا آدمی بھی
تمھاری اس بیہودگی کو گوارا نہین کرسکتا بُت پرستی سے بدتر کوئی پاپ نہین اور یہ جل چڑھانا
بھوگ دینا بُت کو مزین کرنا پھر اُسکو ڈنڈوت کرنا بہروپیون کا سانگ ہے۔

ای قوم! آگاہ ہو کہ بت پرستی خلاف فطرت انسانی ہے اُسے ترک کرو اور وحدہ لاشریک
کی عبادت کرو جو تمھارا اور ان برہمنون کا مالک اور خالق ہے۔

برہمنون کی اطاعت اور فرمان برداری سے یک قلم آزاد ہو جاؤ۔

اُس **جوتی سروپ نرنکار** کی عبادت کرو جسکے نزدیک سب تو مین برابر ہین اور
اُسکو کسی کی شرکت اپنی خدائی مین نہین بھاتی۔

اُسکے نزدیک **شدر** اور **ملیچھ** وہی ہین جو اُسکے سوا اُسکی مخلوقات کو مالک اور خالق

سمجھتے ہین ہم انکی مکتی ہرگز نہو گی اُنکو نرگ مین جھونک دیا جائیگا اور کہین پناہ نہین ملے گی دنیا چند روزہ ہے ان منحوسونکے دام فریب مین آکر کیون اپنی اور اپنی قوم اور اولاد کی عاقبت خراب کرتے ہو مرنا یقینی اور بدیہی امر ہے اور خدا کے یہان اعمال کی جزا وسزا واقع ہونے والی ہے مصیبت کے دن سے غافل مت ہو اور اس چند روزہ زندگی مین اپنی عاقبت کی فکر کرو مرنے کے بعد پچھتانے سے کوئی فائدہ نہو گا۔

ہمکو غیر اقوام کی تاریخ سے اسکا پتہ نہین ملتا کہ یہ گوتم کون تھا مگر اسمین شک نہین کہ وہ موحد و خدا پرست تھا قوم متنبہ ہوئی اور باہم اتفاق کرکے بتونکی پوجا اور برہمنونکی اطاعت موقوف کی۔

گوتمی مذہب کا رواج تمام ملک مین ہو گیا اور برہمنون کو ملک سے نکالنا اور قتل کرنا شروع کیا۔ ایک عرصے تک خوب تلوار چلی اور برہمن بھاگ کر اور جان بچاکر دوسرے ملکون مین چلے گئے۔

مدت دراز تک **بدھ مذہب** کا رواج اس ملک مین رہا اُس وقت علی العموم اور درباری مذہب یہی تھا کوئی قابو اُس آریہ قوم کا نہین چلا تمام ملک اُنسے باغی ہو گیا لیکن وہ تاک مین لگے ہوئے تھے اور ہزارون تدابیر کرتے تھے۔

آخر کار چند برہمنون نے چار چھتریون کو شجاع اور تنومند اور اپنے مطلب کے دیکھکر اپنے ہمراہ لیے اور اُنسے کہا کہ اگر ہماری رائے کی مطابق عمل کروگے تو ایک روز تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہو جاؤ گے اُنکو عام کے روبرو لاکر یہ ظاہر کیا کہ ہمنے اربُد گر (آبو کے پہاڑ) پر ایک **اگن کنڈ** (آتش کدہ) بنایا تھا اُسمین چار مورتین ڈالدی تھیں سو اُس اگن کنڈ سے **اگن کل** کے چار چھتری یہ پیدا ہوئے ہین جنکو ہم اپنے ہمراہ لائے ہین جو کوئی انکی اطاعت اور فرمانبرداری کریگا اسکی مکتی ہوگی ورنہ نرگ مین پڑیگا۔

اسپر بہت سے جاہل اُنکے دام تذویر مین آگئے اور انھون نے مطلق غور نہین کی کہ یہ دام فریب کس غرض اور منشا سے بچھایا گیا ہی اور برہمن مہاراج اس آڑ مین کیا شکار کھیلا چاہتے ہین۔

اتفاق اور جُہلا کے ہر بونگ سے ایک جم غفیر ہو گیا اور تمام ملک مین غدر پڑ گیا اور بدھ والونکو

ہندوستان سے چھانٹنا اور کاٹنا شروع کیا۔
پھر وہی مورتی پوجن اور برہمنی دھرم اس ملک مین پھیل گیا اور اُن چارون چھتریون کی نسل پرمر۔ چوہان۔ سولنکھی۔ پریہار کے نام سے موسوم ہوکر فرمان روائی کرنے لگی۔

برہمنون کا قانون

جسوقت ان برہمنون نے اپنی گئی بادشاہت پھر اپنے قبضہ مین دیکھی اور بودھ والون کا نام ونشان اِس ملک سے مٹا دیا تو آیندہ کے واسطے براہ دور اندیشی چند تجاویز ایسی کین جسکے اجرا سے اُنکے مذہب اور ملت کا قیام اسوقت تک موجود ہے۔
(۱) یہ کہ ذاتون کی تقسیم کرکے علیحدہ علیحدہ اُنکے کام مقرر کر دئے۔
چھتری راج تاک کے مالک اور وہ سپہ گری کا پیشہ اور سکے ہنر سیکھین۔
بیس۔ بنج بیوپار۔ تجارت اور دکان داری کرین۔
شدر۔ (نیچ ذات جو اُنکے سوا ہین) نوکری۔ خدمتگاری اور دیگر پیشے کاشتکاری اور مزدوری وغیرہ اختیار کرین۔
اِن تینون کو علم سے کوئی سروکار نہین۔
برہمن (پنڈت جی مہاراج) آرام سے بیٹھے ہوئے علم کی پستکین بانچین اور سب طرح کے علوم حاصل کرین اسکے سوا انکا کوئی شغل نہین۔
جو حقوق قدیم سے برہمنون کے فرض ہین وہ بدستور جاری رہین اُنکا حفظ اور انکا عمل نجات کا باعث ہے۔
سب کی طرف سے پوجا پاٹ بھی برہمن ہی کیا کرین اور جنم پتری وغیرہ اور کل مذہبی فرائض اُنکے حقوق دیگر انھین سے ادا کرائے جائین۔
بیس صرف حساب بھی۔ کھاتہ بقدر ضرورت سیکھ لیا کرین باقی علوم سے کوئی سروکار نرکھین یہی سبب ہے کہ کوئی بنیا یا چھتری مذہبی پُستک نام کو بھی نہین جانتا۔

یہ اصول برہمنون نے اسی غرض سے قائم کیا کہ یہ علوم پڑھنے سے ہوشیار اور واقف کار ہوجائینگے تو ہمکو نہین پوچھینگے جہالت کی حالت مین ہی ہماری کار برآری ہوسکتی ہے۔
اس حالت مین یہ سب طرحسے برہمن کے محتاج جملہ امور مین رہینگے یہی سبب ہی کہ کوئی کام اہل ہنود بدون برہمن کے نہین کرسکتے۔
گوتم رکھ کا واقعہ اُنکے پیش نظر تھا یہ سبق اُنکو وہی تعلیم کرگیا کہ علم کو اپنے قبضے سے علحدہ کسی کے لیے نہین کرنا چاہیے یہی اپنی کلید اور یہی نوید جاوید ہے۔
تاریخ سے کسی بائس یا چھتری کا بدیاوان ہونا نہین پایا جاتا اسکی خاص وجہ یہی ہی کہ برہمنون کے سوا دیگر اقوام کے لیے مثل زمانہ سابق **یوروپ** کی علم پڑھنا جرم تھا۔
اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان سے علوم جاتے رہے صرف **بیدک۔ جوتش۔ حساب۔ علم ادب** رہگیا جو سنسکرت مین اس وقت تک موجود ہے۔
(۲) یہ قانون وضع کیا کہ کوئی ہندو دھرم جہاز کا سفر نکرے جہاز پر قدم رکھا اور دھرم بھِشٹ ہوا۔ وہ جانتے تھے کہ خشکی تو ایک ہی جانب مین ہندوستان کے ہے اور سمندر تین طرف سے محیط ہے اور خشکی کا سفر مشکل اور تری کا آسان۔ اگر یہانکے باشندے غیر ملکون مین جائینگے اور اپنے یہان کے انوکھے مذہب پر غور کرینگے تو یہان آکر بدل جائینگے اور لوگون کو نفرت اُس دھرم سے دلائینگے جسکا انجام یہ ہوگا کہ ہمارے قابو سے یہ کمیرے باہر ہوجائینگے اور برہمن پتیر مارے مارے پھرینگے۔
(۳) یہ قانون بنایا کہ کوئی کسیکے ساتھ نکھائے ور پانی اور کھانے اور برتنون مین چھوت ٹھرادی۔ مٹی کے برتن کو اس درجہ حقیر کردیا کہ جو ایکمرتبہ استعمال مین آیا پھر قابل برتنے کے نہین ہوسکتا۔ اُسکی وجہ بھی یہی تھی کہ وہ جانتے تھے کہ دیگر اقوام ایسے برتنون کا استعمال کرتے ہین تاکہ اہل ہنود اُنسے متنفر رہین اور انکے گھر کا پانی تک نہ پئین۔
(۴) دنیا کی سب اقوام کو **ملیچھ** (نجس و ناپاک) کے لفظ سے تعبیر کردیا کہ دیگر ممالک مین

جو اقوام ہین نہایت ناپاک اور قدرتی نجس ہین اُنسے ہندو دھرم کو ہمیشہ متنفر رہنا چاہیے اگر کپڑے بھی اُنکے کپڑون سے بھڑینگے تو کپڑے اور جسم سب ناپاک ہو جائیگا۔

(۵) گوشت کھانا خود بھی ترک کر دیا اور دوسرون کو بھی اُسکی سخت ممانعت کردی۔

ان ضوابط سے غرض یہی تھی کہ اہل ہند دوسرے ملک مین جانے اور دیگر اقوام کے میل جول سے محترز رہین گو ماس بھوجن چھوٹے مگر موہن بھوگ تو ہاتھ سے نجائے۔

واقعی جہالت آنکھون کو اندھا اور کانون کو بہرا کر دیتی ہے اور دل کی بصارت جاتی رہتی ہے۔ اہل ہنود نے اُسکو نفاست خیال کیا اور اصلیت پر نظر نہین کی کہ پنڈت جی کے احکام اور قوانین کس بنا پر مبنی ہین اور وہ دھرما تما تبانے کے لیے نہین ہین بلکہ اُنکو اور اُنکی نسلون کو ترقی سے روکنے اور خسر الدنیا والاخرۃ بنانے کے لیے وضع کیے گئے ہین۔

انھین قوانین نے اہل ہند کو کمزور اور ذلیل کیا اور وہ ہمیشہ مغربی اقوام کے ہاتھ سے ذلیل او خوار ہوے اور اپنی ہزارون برس کی سلطنت کو ہاتھ سے کھو بیٹھے۔

یہی وہ اصول ہین جسکے سبب برہمنی دھرم اس ملک مین ابتک قائم اور برقرار ہے۔

یہ قوم آریہ اور اُنکی نسل بڑی دوراندیش اور خودغرض تھی دولت حاصل کرنے اور عیش کی زندگی کے لیے ہزارون ذریعے معاش کے اُنھون نے اپنے لیے قائم کر لیے کہین تیرتھ کے مقام بنائے تاکہ وہان صوبے صوبے مین ہر سال ہندو جمع ہون اور اپنی اپنی فیاضی سے برہمنون کو مالامال کرین اور کہین ہوم اور برہم بھوج کے احکام جاری کر دئے کہ جب کوئی بیماری یا مصیبت واقع ہو تو برہمنون کو دان۔ پُن دیا جاے جسمین سونا۔ چاندی۔ مشک۔ زعفران۔ جواہرات ریشمی۔ سوتی پارچہ۔ غلہ۔ مویشی۔ ہتیار ہر قسم کی چیزین داخل کر دین جسکی تجویز بھی برہمن کرے۔

آئے دن برہمنون کو جمایا جاے کل خیرات اور صدقات خاص برہمنون کا حق ہے اور کسی کے دینے کا کچھ فائدہ نہین خواہ کوئی کیسا ہی محتاج اور اپاہج ہو صرف برہمن کو دینے کا دھرم ہے خواہ وہ لکھ پتی ہو۔

ایک غریب بیوہ بھی اگر اپنے لیے روٹی پکاوے تو اُس مین بھی برہمن کا حصہ ہے۔
اس قدر تہوار مقرر کر دئے کہ برہمن ہمیشہ دوسرون کے گھر ہی جیمتے رہین اور چلتے وقت جیب خرچ کے لیے دکھشنا (دانت گھسائی) لیکر جائین۔
تمام مندرون اور تیرتھون پر برہمن ہی قابض رہین اور وہان جسقدر چڑھاوے اور نذر و نیاز چڑھے وہ عین المال برہمنون کا ہے۔
برہمن یہ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ یہ اصول وہی لوگ مان سکتے اور تعمیل کر سکتے ہین جو علم و عقل سے بے بہرہ ہون اسواسطے علم کی اجازت کسیکو نہین دی گئی۔
جتنے بڑے بڑے راجا مہاراجہ گزرے انمین سے ایک بھی لکھا پڑھا نہین تھا سب جاہل اور کُندہ ناتراش تھے اسی وجہ سے وہ اس وشنے کے زمانے مین بھی ناخواندہ ہین اور ہندوستان مین ایسا تو ایک بھی راجہ نام و نشان کو نہین ہے جو اپنے مذہبی علوم سے آشنا ہو اور یہی حال اُنکے مصاحبون کا ہے۔
ہمکو کسی قوم کی تاریخ لکھنا مد نظر نہین ہے صرف مختصر طور پر مذہبی خیالات اور واقعی اور بدیہی حالات عام پر ظاہر کرنا مقصود ہے سو اس سے ناظرین خیال کر سکتے ہین کہ یہ اصول اہل ہنود کے کس قدر نفرت انگیز اور تعجب خیز فطرت کے خلاف ہین۔
جو کچھ بھی علم و عقل رکھتا ہوگا وہ ہرگز ایسے لغو اور بیہودہ عقائد کو پسند نکریگا فوراً سمجھ لیگا کہ یہ دھرم کرم کچھ نہین ہے صرف برہمنون کی شکم پری کی باتین ہین اور قوم کے لیے گمراہی اور بے دینی کی گھاتین۔
شکر ہے کہ اُس زمانے مین انگریزی تعلیم کے اثر نے اُنکو کسی قدر متنبہ کیا ہے اور کچھ لوگ نئی روشنی کے جو اپنے کو آریہ سماج کہتے ہین کسی قدر آگاہ ہوے ہین جنکا پیشوا سوامی جی پنڈت سری دیانند سرستی جی پہلا شخص ہے جسنے اہل ہنود کو آگاہ کیا کہ بید جسکو تم آسمانی کتاب کہتے ہو وہ بتون کی پرستش کا حکم نہین دیتا ہے۔

یہ مورتین جو مندر مین قائم کر رکھی ہین جنکی پوجا بڑے خلوص سے کرتے ہو محض گمراہی ہے انکو توڑ و جلا دو خاک مین ملا دو اور جوتی سروپ نرنکار کی پوجا کرو جو تمھارا اور ان بتون کا خالق اور مالک ہی۔

یہ دھرم جو رائج ہی بالکل بید کے خلاف ہی اس سے مکتی ہرگز نہوگی۔

یہ فطرت کا پہلا مسئلہ ہی جسکی اشاعت کے واسطے سیامی جی نے سب جگہ کتھا کہی اور اہل ہنود کو برانگیختہ کیا۔

اگرچہ اسکا رواج کچھ زیادہ نہین ہوا اور کسی مقام سے بت نہین اٹھائے گئے لیکن خیالات مین اہل ہنود کے کچھ تغیر ضرور آگیا اور جو لوگ سیامی جی کے مقلد ہین وہ بتون کی پرستش سے بیزار اور متنفر ہین اور وہ انکو ایسا ہی سمجھتے ہین جیسا کہ دیگر مذاہب کے لوگ جس سے امید ہے کہ آیندہ کو ان خیالات کے ترقی پانے سے بتون کی پوجا اس ملک سے بالکل اٹھ جائیگی کیونکہ علم اپنا قبضہ ہر جگہ اور ہر قوم پر کرتا جاتا ہی اور جو باتین پہلے لوگون کو معلوم نہ تھین وہ علم کی بدولت اچھی طرح سے واضح ہوتی چلی جاتی ہین غیر ملکون کا سفر بھی اہل ہنود کرنے لگے ہین۔

مگر افسوس کہ سیامی جی نے بت پرستی سے تو مخالفت کی لیکن معرفت الٰہی کے مسئلے مین بھی کھنڈت ڈالدی کہ جسطرح باری تعالیٰ کا وجود قدیم مانا ہے اسی طرح مادۂ علم اور ارواح کو بھی قدیم بنا دیا جس سے نے شمار واجب الوجود بن گئے اور خداوند تعالیٰ کا قادر مطلق ہونا جو مذہب کا رکن اعظم ہے باطل ٹھہر گیا۔

تاہم جو عقائد مذہبی بے اصل تھے انکی کسی قدر حقیقت اہل ہنود کو دریافت ہونے لگی ہے۔

اس زمانے مین علم وہ کام کر رہا ہے جو کسی زمانے مین تیر و نیزون سے نہین ہو سکتا تھا علم کا کام جہالت مٹانے اور خیالات کے درست کرنے کا ہے اور اب علم کا دور دورہ ہے سو جھوٹے مذہب بہت جلد اب دنیا سے اٹھنے والے ہین اور وہی مذہب سرخرو اور قابل قدر رہیگا جسکے اصول نہایت پختگی اور ثبوت کے ساتھ یہ ظاہر کرینگے کہ یہ خدائی مذہب موافق فطرت ہی۔

یہ حجاب اکبر جو تقلید آبائی نے آنکھون پر ڈال رکھا ہے کوئی دن کا ہی جس قدر زوال دن بدن

اہل ہنود کے مذہب کو ہے اور ہوگا اس سے زیادہ کسی مذہب کو نہین اور ہونا ہی چاہیے کیونکہ
جھونٹ ہمیشہ نہین چل سکتا کاغذ کی ناؤ ایک ہی دفعہ پانی مین چل سکتی ہے۔

کوئی بھی پہلو اس ہندو دھرم کا عقل کی موافق نہین ہے جسقدر اصول اور فروع ہین سب ہی لغو
اور بیہودہ ہین مذہب کی بو تک اُنکے دماغ کو نہین لگی بھیڑونکے ریوڑ کی طرح وہ آبائی تقلید کی
ڈگر پر پڑ لیے ہین اور اُسکو مذہب سمجھ رکھا ہی جو جہنم کا راستہ ہے۔

درصل اہل ہنود کو مذہب کی جانب رغبت نہین ہے دُنیا نے اُنکو اسقدر غافل اور ملوث کر رکھا ہی
کہ وہ رات دن معاش کی فکر مین سرگردان اور پریشان رہتے ہین اور کچھ خیال اُنکو اس بات کا نہین
ہی کہ موت سر پر سوار ہے دنیا رہنے کا مقام نہین ہے یہان کا قیام ایسا ہی ہے جیسا اسٹیشن کا قیام
کہ وہان مختلف اقوام کے لوگ جمع ہو جاتے ہین کوئی دو گھوڑونکی اور کوئی چار گھوڑون کی اور کوئی
ایک گھوڑے کی بگھی مین سوار ہو کر وہان اُترتا ہے اور کوئی پیادہ پا اپنا استر بستر بھی سر پر لیے
جانے کے ارادے سے آتا ہی وہان اس تھوڑے سے قیام مین اگر کسی کو بیٹھنے کے واسطے کرسی
اور کھانے کو شیرینی اور میوے ملے تو کیا اور جو کسی نے بے فرش زمین پر پڑکر باسی روٹی کھا
دو گھونٹ پانی پیکر گذر کی تو کیا گاڑی کا سفر سب کو برابر ہے اور وہ اسٹیشن کا مکان ہمارا نہین ہمارے
باپ کا نہین جسپر ہم کوئی فخر یا گھمنڈ کرین۔

رسمی اور تقلیدی طور سے اہل ہنود مذہبی عمل کرتے ہین مگر دلی سعی اور تجسس مذہب کی جانب
مطلق نہین ہے اور وہ آنکھ اُٹھا کر بھی نہین دیکھتے کہ ہم کیا کر رہے ہین۔

صاحبو! اس ناپائدار زندگی پر جو تم بپھرے ہوے اور مغرور پھرتے ہو اسکے قیام اور اسٹیشن
کے مقام مین صرف تفاوت تو اسیقدر ہی کہ اسکے قیام کے منٹ اور اسکے قیام کے برس اور مہینے ہین
فطرت نے تمکو اسقدر آگاہ اور متنبہ کیا ہی جسکی انتہا نہین ہزارون مشاہدات اور بدیہیات کو تمھاری
عبرت کے لیے ہر دم پیش نظر کر دیا ہی کہ کسی طرح سے تمھاری آنکھین کھلین اور تم اس بدمست خواب سے بیدار
ہو اور خدا کی جانب دل لگاؤ اور اسکے پاس پہونچنے سے پہلے اُسکے احکام اُسکے فرمان اُسکے اوامر

اُسکے نواہی سے واقف ہو جاؤ اور اُسکے مطابق تعمیل کرنے کو اپنی نجات کا باعث سمجھو لیکن تم ایسی میٹھی نیند مین مست اور سرشار ہو کہ کروٹ تک نہین لیتے گویا کہ سانپ سونگھ گیا ہے جھوٹے اور وضعی مذہب کی پیروی کرتے ہو اور اُسپر ایسا تمنے اعتماد کر رکھا ہے کہ چھان بین چھوڑ اُسکی کچھ نہین کرتے کھانے اور پینے کی احتیاط کو تمنے اپنا مذہب سمجھ رکھا ہے اصول کی تمکو خبر تک نہین کہ مذہبی اصول کیا ہین۔

یہ کھانے پینے سونے جاگنے چلنے پھرنے کی خواہش تو حیوانات مطلق مین بھی ہے پھر کیا تم اُنکی ہی برابر رہنا چاہتے ہو جس منشا اور مطلب کے لیے تمکو دنیا مین بھیجا گیا ہے اور آدمیت کا خلعت تمکو پہنایا گیا ہے صاحبو! اُسکا دل سے خیال رکھو اور اُس سے غافل مت رہو۔

عمر مین تمکو ایسی ناکافی نہین دی گئین کہ جسمین تمکو دنیوی امور سے فرصت نہ ملتی ہو کہ تم گیان دھیان مین تھوڑا سا وقت صرف کرو بہت سا حصہ تمہارے اوقات کا محض فضول اور مشاغل لاعنی مین برباد جاتا ہے۔

تمھاری مجلسون مین دنیا بھر کے بکھیڑے ہزار طرح کے جھگڑے طے ہوتے ہین اور رات دن دنیا کے کمانے مین تمکو آرام کی فرصت بھی نہین ملتی مگر تم کبھی بھولے سے بھی اس طرف غور نہین کرتے کہ مہادیو اور سری کشن کون تھے اُنکے افعال اور اقوال کیا تھے اُنکی تعظیم اور پرستش کیون کی جاتی ہے اُنکے واقعی حالات کیا تھے دیوتا اور اوتار کا عقیدہ قابل تسلیم ہے یا نہین اس سے ذات باری تعالی پر کیا الزام عائد ہوتا ہے

مندرون مین جو مورتین سلاوٹون کے ہاتھون کی گھڑی ہوئی ہین وہ عظمت اور ڈنڈوت کی قابل کیسے ہو سکتی ہین۔

دریا کے پانی سے اشنان کرنے سے کیسے گناہ رفع ہو سکتے ہین سری ماتا اور گنگا جی کسطرح ہمارے گناہون کا بار اُٹھا سکتی ہین دیوی کیا ہے کالی بھوانی کون بلا ہے۔

سب سے اعلی فرض انسان کا یہ ہے کہ وہ معرفت الہی کو دریافت کرے جب اسی کا حال

تمکو معلوم نہوا تو یہ زندگی اور مال دولت سب اکارت ہے۔

دنیا مین رہکر تمنے کیا کیا پیٹ تو اپنا جانور بھی بھر لیتے ہین اس حالت مین تم اُنسے بھی بدتر ہو کیونکہ اُنسے کوئی مواخذہ نہین اور تم سے ہر ایک بات کی گرفت ہوگی۔

یہ دولت اور یہ ثروت اور یہ حکومت کچھ کام نہ آئیگی اُلٹا وبال جان اور آفت کا طوفان اُٹھائیگی اُسوقت کا افسوس تمکو کچھ فائدہ نہ دیگا۔

تمنے دُنیوی امور مین اپنے باپ دادا کا چلن بالکل چھوڑ دیا کوئی برہمن اور مہاجن ملازمت نہین کرتا تھا اب قوم کی قوم نوکری پر جان دیتی ہے پوشاک خوراک تمھاری سب بدل گئی کوٹ پتلون سوڈھا واٹر۔ برانڈی کا علی العموم رواج ہے اسکو ہر گز آبائی طرز کے خلاف نہین سمجھتے اور نہ ایسا عمل کرنے مین کوئی دوس خیال کرتے ہو لیکن مذہبی عقائد وہی چلے جاتے ہین اور برہمنون کے دام فریب سے رہا ہونے کو جی نہین چاہتا اسی گمراہی مین خود مبتلا ہو اور اپنی آیندہ نسلکو بھی اسی گمراہی کی وصیت کرتے ہو۔

درصل اہل ہنود مین وہ مادّہ ہی نہین ہے دوسرے مذہبونکی تحقیق تو وہ کیون کرنے لگے ہین خود اپنے مذہب کی پُستکین اور پوتھیان بھی وہ نہین بانچتے

جو عبادت وہ کرتے ہین اُس پر یہ غور نہین کرتے کہ ہمارے یہان کیا سند اس عقیدے اور عبادت کی ہے یہ جو طریقہ پوجا کا رائج ہی کہانتک پایۂ ثبوت رکھتا ہی یہ نوش ہے یا نیش زہر ہے یا امرت۔

دنیوی ترقی کے واسطے وہ بڑی بڑی کوششین کرتے ہین اور واقعی دنیا کی ترقی مین وہ بہت بڑھے ہوے ہین لیکن جیسے وہ دنیا کمانے مین دیگر اقوام ہند سے سبقت لے گئے ہین ویسے ہی مذہب مین سب سے ہٹے اور پس ماندہ ہین اُس کی جانب ذرا بھی اُن کو رغبت نہین جہان اُن کو ہمیشہ رہنا ہی۔

تھوڑی سی بے بنیاد زندگی کے لیے دنیوی علوم حاصل کرکے بڑے بڑے پاس کرتے ہین مگر دائمی زندگی کے لیے ایک کتاب بھی نہین پڑھتے۔

سنسکرت[1] جسمین اصول اُنکے دھرم کے ہین اُس سے محض نا آشنا ہین اور وہ نام کو رہگیا ہے نہایت ہی کم مقدار کے آدمی اُسکی تحصیل کرتے ہین اور جو کرتے ہین وہ جوتش حاصل کرکے دنیا کماتے ہین اصول اور عقائد پھر بھی حاصل نہین کرتے۔

ایک زمانہ عنقریب ایسا آنے والا ہے کہ اُنکی مذہبی پستکلین اور وہ چارون بید[2] جنکو وہ آسمانی کتاب سمجھے ہوئے ہین ترجمہ ہوکر شائع ہو جائینگے اس وقت اُنکو یہ راز سربستہ خود بخود کھلجائیگا

[1] (سنسکرت) اصل اسکی سہنسکرت ہے سہنس قدیم مازندرانی زبان کا لفظ ہے ساکنان مازندران دنیا مین دیو بولے جاتے تھے اسی واسطے وید کو دیوتاؤن کی زبان لکھا جاتا ہے سہنس کے معنی ہزار کے ہین اور کرت کے سریانی زبان مین بار۔ مرتبہ اور مدت کے ہین چونکہ یہ زبان طوفان نوح علیہ السلام سے ایک ہزار برس کے بعد جاری ہوئی اسواسطے یہ نام ہوا اسمین سریانی۔ عبرانی۔ عربی۔ دیہاتی۔ پہاڑی وغیرہ زبانین شامل ہین قدیم زبان آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک سریانی تھی طوفان کی چھٹی صدی مین ہود عبیر نے جو قوم عاد کا پیغمبر تھا زبان عبرانی جاری کی ساتوین صدی مین ہود عبیر کے پوتے یعیرب نے عبرانی کو نئی تبدیلیون کے ساتھ فصیح بناکر عربی جاری کی اور پارسی زبان جو سنسکرت سے مشابہت تمام رکھتی ہے اُسکی وجہ یہی ہے کہ ملک پارس مازندران سے ملا ہوا ہے اور پارسی پارس بن ہوشنگ نبیرۂ کیومرث بن سام بن نوح علیہ السلام نے طوفان کی پانچوین صدی کے اخیر مین جاری کی۔

[2] (بید) مولف وجہ تپر کا احمیر اور دیگر مورخ اقراری ہین کہ بیاس جی نے اپنے شاگردون رج۔ یجس۔ سامن۔ اتھرونا سے زندواوستا کا ترجمہ کرایا جسکی تعلیم اُنھون نے زردشت سے بلخ جاکر حاصل کی تھی اُن چارون ویدون کو اپنے شاگردون کے نام سے موسوم کیا رج سے رگوید۔ یجس کے نام سے یجروید۔ اور سامن سے سام وید اور اتھرونا کے نام پر اتھرین وید نام رکھے گئے اور بیاس جی کا خطاب ویدبیاس ہوا ان ویدون کو تالیف ہوئے ساڑھے تین ہزار برس ہوئے زندواوستا کے مضامین کے مطابقت ویدون کے ماخذ کی شاہد ہے اور جبھی سے اہل ہنود مین آگ کی تعظیم شروع ہوئی۔

وید کے معنی علم۔ دانائی۔ واقفیت کے ہین۔

اور وہ جان لینگے کہ ہم اور ہمارے بزرگ سخت گمراہی مین تھے اور جسکو ہمنے امرت سمجھا تھا وہ بالکل سنکھیا تھا اور جسے سنکھیا گمان کرکے نفرت کرتے تھے وہی امرت نکلا۔

اچھے کو بُرا بُرے کو اچھا سمجھے		کتنی یہ بُری سمجھ ہے اچھا سمجھے	

برہمنون نے ایک چالاکی یہ کی کہ تاریخی حالات یہان کے اور نیز اپنے قلم بند نہین کیے ضرور ہے کہ یہان خدا پرست اور مقدس بزرگ بھی ہوے ہون اور اُنھون نے لوگونکو ہدایت کی ہو کیونکہ اہل ہنود مین کوئی بات کسی مذہب کی اور کوئی کسی مذہب کی جو پائی جاتی ہے جسکا حال آگے معلوم ہوگا اُسکی وجہ یہی ہے۔

یہ بھی قیاس مین نہین آتا کہ جو طریقہ عبادت کا اُسوقت رائج ہے وہ قدیم ہے بلکہ عبادت کا طریقہ بھی مختلف رہا ہے۔

راجہ رام چندر جی کے زمانے اور اُنسے پہلے عہد مین پرستش کا دوسرا طریقہ ضرور ہوگا اسی طرح سری کرشن جی کے بعد اور اُنسے سابق کے زمانے مین عبادت اور ہی وضع پر ہوگی۔

مگر اسمین شک نہین کہ علی العموم مورتی پوجن اہل ہنود کا اصول رہا ہے اور کھانے پینے کی احتیاط کو عقائد پر مقدم رکھا گیا ہے۔

جو کسی نے مہادیو کی پرستش ترک کرکے راجہ رام چندر جی یا سری کرشن جی کا نام جپنا شروع کیا تو اُس سے کوئی تعرض نہین کیا گیا لیکن کھانے پینے مین اگر کوئی بے ضابطگی وقوع مین آئی تو اُسکو ہندو دھرم سے فوراً خارج کیا گیا غرض کہ اہل ہنود کے یہان مہتم بالشان امر کھانا پینا ہے جو دوسری قومون کے میل جول اور ربط ضبط کے لیے ایک بڑی دیوار حائل ہے برہمنون کو مذہب سے تو غرض بھی نہین جو اُسکی پابندی کا خیال ہوتا اُنکو تو اپنی دچھنا اور برہم بھوج سے سروکار تھا اسواسطے اُنھون نے اُسی کا زیادہ التزام کیا عقائد مذہبی کی اُن کو کیا پروا تھی۔

گوشت کی وید مین کہین ممانعت نہین ہے بلکہ **ماس بھوجن** کو سب کھانون مین افضل
لکھا ہے اور سب اوتار اور دیوتا نے گوشت کھایا ہے لیکن برہمنون نے یہ سمجھکر کہ دنیا کی کل اقوام
اُسکو برغبت تمام کھاتی ہین ذبیحہ کو گناہ قرار دیا کہ یہ جیو ہتیا ہے تاکہ غیر اقوام سے اہل ہنود
پرہیز اور نفرت کرین اسی مین اُنکا مدعا وابستہ تھا چھتریون کی گوشت خواری کے مجبورًا
وہ روادار ہوئے کیونکہ وہ فرمانروا اور جنگجو قوم تھی اس سے اُنکو مستثنےٰ کر دیا گیا۔
یہ بھی ایک تعجب کی بات ہے کہ برہمن۔ چھتری۔ بیس اور شدر ایک مذہب کے تابع اور پیرو کار
اور پھر اُنکے باہم کھانے پینے اور عبادت مین یہ اختلاف اور پرہیز اور اصرار کہ برہمن چھتری کے
یہان کا کھانا نہین کھا سکتا اور نہ بنیا شدر کے ہاتھ کا کھانا کھا سکتا ہے۔
چھتریون کو گوشت مباح اور برہمن اور بیس کو حرام۔ لیکن برہمن ہین بڑے ہوشیار گو کچھ لوگون
نے اس عمدہ غذا کے کھانے سے پرہیز کیا تاکہ اسکا رواج ہو مگر **قنوجی کشمیری
بنگالی**۔ برابر خوش جان فرماتے ہین اور شدر ہین تو کوئی پرہیز ہی نہین ہے البتہ
بیچ مین مارے گئے بیچارے بنیے کہ عمدہ غذا سے بھی محروم رہے اور برہمن کے درجے کو بھی
نہین پہونچے گوشت چھوڑنے سے بالکل بُزدل ہو گئے۔
ہندوستان کی جمیع اقوام مین بنیون سے زیادہ ڈرپوک کوئی قوم نہین ہے تلوار بندوق
تو بڑی چیز ہین میدان مین ایک اچھوت یا دوسری قوم کا نہتا آدمی دس بنیون کو
جو چاہے سو کر سکتا ہے۔
یہ قوم ہرگز لڑائی کے کام کی نہین رہی جرأت اور بہادری نام کو اُن مین نہین ہے یہ طفیل برہمنون
کا ہے جنھون نے اُنکو اس درجہ نامرد اور بُزدل بنایا ہے۔
اُنکی نسل خدا کو رکھنے منظور تھی جو پیشوایان مذہب نے گوشت کے ساتھ جانورون کا دودھ
بحال رکھا اُنکو تو یہ سمجھ نہین تھی کہ دودھ خون سے بنتا ہی جو برہمن مہاراج اسکا بھی اظہار
کر کے دودھ کو حرام کر دیتے تو بس بنیون کا خاتمہ ہوا تھا۔

گوشت کی ممانعت پہلے اس طرح سے نہین تھی بڑے بڑے بھگت اور رشی برغبت تمام اسکو کھاتے تھے غالبًا دوسرے عہد برہمنی مین گوشت کھانے کا انتظام کیا گیا بودھ والون کے یہان گوشت خواری اور مورتی پوجن جرم تھا انکے دھرم مین دونون کا عمل درآمد تھا جو تومین بودھ مذہب کی یہان مغلوب ہوکر رہین مورتی پوجن برہمنون کا انکو اختیار کرنا پڑا اور گوشت نہ کھانے کا طرز برہمنون کو بودھ والون کا پسند آیا ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ فریقین کے باہم ایک مدت تک جدال وقتال رہی تو اُس پر یہ فیصلہ ہوا کیونکہ ہمارے پاس وہ صلحنامہ نہین ہے جو اُنکے باہم ہوا تھا مگر اسمین شک نہین کہ جب برہمنون نے دوبارہ بودھ والون پر غلبہ پایا اور ہزارون لاکھون کو اس ملک سے نکالدیا تو جو لوگ یہان بودھ مت کے رہے وہ بہر نوع دب کے رہے اور دبنے کی حالت مین فریق غالب نے سخت شرائط پر ان لوگونکو اس ملک مین رہنے کی اجازت دی ہوگی برہمنون کا اصل اصول بُت پرستی تھا اسی شرط کو انھون نے بودھ والون سے منظور کرایا اور بودھ والون کا بڑا اصول جیو رکھشا تھا وہ برہمنونکو قبول کرنا پڑا جسکی تعمیل سب سے زیادہ بنیون نے کی خواہ آپس کی مجانست اور موانست نے جو عرصے کے بعد ایک جگہ رہنے سے ہوگئی بت پرستی کا رواج بودھ والون مین کردیا جیسے پردے کا رواج اہل ہنود مین قطعی نہین تھا اور لباس بھی انکا اور ہی وضع کا تھا مسلمانونکی مجانست سے انھون نے پردے کی رسم اختیار کی اور انھین کا لباس زیب تن کیا۔

اب جو بودھ مت والے **جین دھرم** کے نام سے مشہور ہین وہ بھی علانیہ بُت پرستی کرتے ہین اور **پارسناتھ جی** کی مورت اپنے مندرونمین نصب کرتے اور پوجتے ہین جسطرح سے برہمن چوبیس اوتار کو خدائی مین شریک کرتے ہین ایسے ہی وہ چوبیس تیرتھنکر کی نسبت یہ عقیدہ رکھتے ہین اور بھجن گاتے اور پوجا کرتے ہین الغرض برہمنون نے بودھ والونکو بھی اپنی مت کا کرلیا جیسے وہ مشرک ہین ایسے ہی جین والے ہین۔

جیو ہتیا کی احتیاط مین تو اس درجہ مبالغہ اور غلو کیا ہے کہ موُنھ کو ہردم بندھا رکھتے ہین

اپنے ہاتھ سے روٹی نہین پکاتے صاف پانی نہین پیتے میلے کچیلے برتنون کا دھوون گھرون سے مانگ کر لیجاتے ہین اُسی کو پیکر زندگی بسر کرتے ہین جوتا نہین پہنتے نہ بال سر پر رکھتے ہین کہ جوئین پڑینگی غسل بالکل نہین کرتے اور نہایت ناپاک رہتے ہین انکے افعال اور اقوال ناشایستہ ناگفتہ بہ ہین -

ان مین سے جو فریق ایسا ہے وہ بالکل تارک الدنیا علانیہ رہتا ہے عورتین بھی اس مذہب کی سر منڈوا کر اس پنتھ مین شامل ہو جاتی ہین اور آزادانہ طور سے رہتی ہین اور بے پردہ در بدر روٹی مانگتی پھرتی ہین -

یہ ڈونڈیہ پنتھ عجیب قسم کا ہے -

بھیک مانگنا جو بدتر گناہ ہے وہ اُنکے نزدیک اعلیٰ درجے کا حُسن عمل ہے -

کسی کو کوئی ظلم یا کبیرہ گناہ کرتے ہوئے دیکھکر روکنا انکے یہان بڑا گناہ ہے -

یہ لوگ گھر واسہ بھی نہین کرتے عورتین اور مرد مجرد رہنا ثواب سمجھتے ہین مگر عورتون اور مردون کا ایک جگہ مجتمع رہنا گناہ نہین خیال کرتے

جب اس پنتھ مین کوئی مرد یا عورت داخل کی جاتی ہے تو اس پنتھ کے گرو جمع ہوتے ہین اور بڑی خوشی کرتے ہین عورت کے سر کے بال کھسوٹ کر اوسکا سر صاف کر دیتے ہین اور پھر اپنے طریق مین اُسکو داخل کر لیتے ہین -

اہل ہنود کی بیوہ عورتین اکثر اس پنتھ مین شامل ہو جاتی ہین - اور خویش و اقارب سے کنارہ کر کے گھر بار چھوڑ کر ایسے لوگون مین جا ملتی ہین اور انھین کے ساتھ زندگانی بسر کرتی ہین -

اب مین ناظرین کو اس جانب متوجہ کرنا چاہتا ہون کہ جن کو اپنے مذاہب کی نسبت یہ دعویٰ ہے کہ ہمارے مذہب موافق قانون فطرت ہین اور ہم خدائی دین کے تابع فرمان ہین -

یہود ـ نصاری ـ مسلمان تینون مذہبون کے دعویدار اپنے اپنے مذہب کو دین حق اور بموجب فطرت کے کہتے ہین اور تینونکے پاس جو مذہبی قانون ہے اُسکو آسمانی کتاب تبلاتے ہین اور یہ تینون مذہب تمام روے زمین کو گھیرے ہوے ہین کسی ایک مُلک یا ایک قطعہ زمین مین محدود نہین ہین ـ

یہ تینون مذہب خدا کو خدا سمجھتے ہین اور انبیا کے اور اُنکی رسالت اور وحی کے قائل ہین اور قیامت کا ہونا بھی مانتے ہین ـ

تاریخ سے اِن تینون مذہبونکی اصلیت ابتداے آفرینش بنی نوع انسان سے پائی جاتی ہر اور تینون کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ سب سے پہلا انسان حضرت آدم علیہ السلام اس زمین پر آیا جسقدر انسان ہین سب اُسی کی اولاد ہین اُسی کو مجوس آباد اور دیگر مشرکین آد اور مہادیو کہتے ہین ـ

اُسکی پیدائش اور دنیا مین آنا اور وحدانیت اور رسالت کا قائل ہونا بھی تینون مذہبونکے نزدیک ایک ہی طرحسے ہے جسمین کچھ تفاوت نہین ـ

آدم علیہ السلام کی رسالت بھی تینونکے نزدیک مسلم ہر اور تینونکے یہان ایک ہی نام ہی ـ یہود کے یہان موسیٰ علیہ السلام تک اور نصاری کے یہان حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اور اہل اسلام کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک نزول وحی کی حد ہے ـ

ان تینون کی کتابین آسمانی ایک دوسری کی تصدیق اور واقعات کا حال ایک ہی وضع اور نام سے ظاہر کرتی ہین ـ

توریت مین تشبیہات زیادہ زبور ـ انجیل مین کم اور قرآن بالکل مفصل ہے ـ

توریت ـ زبور ـ انجیل مین کنایون اور اشارات مین اکثر مطالب کا

اظہار کیا گیا ہے جسکے سبب کسی نے کچھ اور کسی نے کچھ مطلب سمجھا اور باعث اختلاف
کا ہوا لیکن **قرآن** مین اصولِ ایمان کو جن پر مذہب کا دار و مدار ہے ایسی وضاحت
اور تفصیل سے بیان کیا ہے کہ جس سے سامع کو کوئی اشتباہ کسی قسم کا نہین رہتا نہ تاویل
کی ضرورت ہوتی ہے ـ

فروعات مین بعض بعض کلمات البتہ اس طرح کے ہین کہ جنکے معنی مین تاویل کی جاتی ہی
اور کوئی کچھ اور کوئی کچھ معنی لگاتا ہی مگر اس سے کوئی دقت واقع نہین ہوتی بلکہ باعث
آسانی اور سہولیت کا ہے کہ عاقل جس پر چاہے عمل کرے ـ

سب سے پہلے ہمکو وہ اصول قائم کرنے چاہیین کہ جو ازروے فطرت مذہب کے لیے
نہایت ضروری اور مہتم بالشان امور ہین پھر دیکھنا چاہیے کہ وہ کس مذہب مین
پائے جاتے ہین اور کس مین نہین ـ

اول اصول اور لب لباب اور سب سے بڑا مسئلہ خداوند جل و علی شانہ کے وجود کا ہی
کہ ہم اُسکی ذات کو تسلیم کرین کہ وہ مالک اور خالق روے زمین اور تمام عالمون کا ہے
اور وہ ہم سے ہر قسم کا مواخذہ کرنے والا اور ہمکو عذاب و ثواب دینے والا ہے کسیکو اُسکے
حکم مین دخل نہین سب اُسکے تابع فرمان ہین ایک ذرہ نے اُسکے حکم کے ہل نہین سکتا
اور جو اوصاف اُسمین ہین وہ کسی مین نہین ـ

یہ ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ فطرت خود ہمکو بتلا رہی ہے کہ کوئی ہمارا خالق ایسا ہے کہ جسنے
یہ کارخانہ بنایا ہے اور سب کا وہ مالک ہی اسی کی بادشاہت آسمانون اور زمین مین ہے
اور جو کچھ اُسکے اندر ہے وہ اُسی کے قبضۂ قدرت مین ہی وہ سب سے نرالا اور یگانہ ہی نہ کوئی
اُسکا شریک و عدیل ہے اور نہ کوئی مصاحب اور وزیر ـ

وہ قدیم ہے جسکو کبھی کسی قسم کا تغیر تبدل نہین ہوگا جس حالت مین ہے اُسی حالت
مین ہمیشہ رہے گا ـ

نہ اُسکے واسطے مکان کی ضرورت ہی نہ قیام کی حاجت - نہ وہ جنم لیتا ہی اور نہ اولاد رکھتا ہی
نہ اُس کے ماں باپ ہے اور نہ بیوی اور نہ خاندان نہ خویش نہ اقارب - وہ انسانی
صفات سے بالکل مبرا اور منزہ - اور فطرتی اوصاف سے قطعی مُعّرا -
تمام عالم رائی کے دانے کی برابر ہر دم اُسکے پیش نظر ہے -
نہ وہ کسی کی عبادت کا محتاج ہے اور نہ ارام و راحت کی اُسکو احتیاج -
سب کو فنا ہے مگر وہ ذات جیسی ہے ویسی ہی ہمیشہ رہیگی نہ اُسکے واسطے پہلے سے
کوئی وقت ہی اور نہ آیندہ کے لیے اُسکو وقت کی ضرورت ہے -
وقت بھی اُسکی ایک مخلوق ہے جیسی کہ روح اور جمیع کائنات اُسکی مخلوقات ہی -
جب تک ہم ایسی ذات کو بصفات بالا تسلیم نہ کرینگے فطرت کا مسئلہ حل نہین ہوگا -
کیونکہ جب کسی چیز صنعتی یا علمی پر ہم نظر ڈالتے ہین تو ہمارا فطرتی خاصہ یہ ہے کہ ہمکو اس
شئے کے دیکھنے سے اُسکے واضع اور صانع کی قابلیت کا اندازہ فورًا دریافت ہوجاتا ہی -
جسوقت کوئی کل یا کوئی کتاب ہماری نظر سے گذرتی ہے تو اُسکو دیکھکر ہم اُسکے
صانع اور مصنف کو گو آنکھ سے نہ دیکھین مگر عقل سے ہمکو اُسکی لیاقت اور قابلیت کا
علم ہوئے بدون نہین رہتا پھر کیا وجہ کہ لاکھون کروڑون قدرتی اشیا کو ہم دنیامین
اپنی آنکھ سے دیکھین اور اُسکے صانع حقیقی نے جو لاکھون صنعتین قسم قسم کی اسمین خفیہ
او رعلانیہ رکھی ہین اُنکو دیکھکر اُسکے صانع سے منکر ہوجائین -
ایسا کرنا فطرت کے محض خلاف ہوگا -
ہماری عادت ہی یہ واقع ہوئی ہے کہ ایک نقش کے دیکھنے سے بھی فورًا نقاش کا خیال
یقین کے ساتھ ہمارے دل مین آجاتا ہے -
پس یہ خیال عین فطرتی خیال ہے جو ہم سے کسی حالت اور کسی وقت مین کسی طرح
سے رفع نہین ہوسکتا -

دنیا مین ہمکو کوئی شے اور کوئی وجود ایسا نہین ملتا جو خود بخود ہو گیا ہو اور کوئی اُسکا صانع نہو سب اشیا دنیا کی اُسی وقت بنی ہین جب اُن کے صانع پہلے پیدا ہو گئے ہین اس لیے مقتضاے فطرت دنیا مین یہی امر ہے کہ ہم خالق عالم کے وجود کو سب سے اوّل تسلیم کرین۔

جب یہ معلوم ہو گیا کہ بے شک اس موجودات کا کوئی خالق ہے اور اُسکی ذات کے وجود کو تسلیم کرنا مقتضاے فطرت ہے تو اب اُسکے اوصاف ہمکو از روے فطرت دریافت کرنے چاہیین کہ وہ کن اوصاف کے ساتھ متصف ہے۔

سب سے اعلیٰ اور افضل قدرت کا نمونہ انسان ہے اسپر نظر ڈالو کہ یہ کیا تھا اور کیا سے کیا ہو گیا۔ اگر غور کرو تو قدرت نے بڑی ہی شان اور جلوہ گری کا اظہار کیا ہے کہ ایک قطرۂ منی سے جو محض ناپاک تھا اور جسکے نام لینے سے بھی نفرت آتی ہے حضرت انسان کو کس صناعی کے ساتھ پیدا کیا ہے کہ خون سے تو منی بنائی تھی پھر وہ رحم عورت مین جا کر خون ہو گئی اور اُسکے اثر نے حیض کے خون کو اپنی جانب کھینچنا شروع کیا وہ خون جو ماہوار عورت کے شکم سے جاری ہوتا تھا اب وہ رحم مین جمع ہونے لگا اور جمع ہونے سے اُسمین غلظت آگئی غلیظ ہو کر ہڈیان گوشت کے ساتھ بننی شروع ہوئین اور پھر ایک ہی چیز نہین صدہا چیزین اپنے اپنے موقع پر اور کس خوبی کے ساتھ اُنھین ناپاک اور متنفر چیزونکے میل سے بنین جنکے دیکھنے سے کراہیت اور حقیقت پر نظر کرنے سے نہایت ہی حیرت اور تعجب ہوتا ہے۔

وہی مرد اور عورت کا خون ہے جس سے ہڈیان علحدہ بن رہی ہین بال علحدہ دانت ناک آنکھین۔ کان۔ ہاتھ۔ پاؤن۔ سر۔ ناخن وغیرہ اعضاے ظاہری اور اندرونی اعضاے دل۔ جگر۔ دماغ وغیرہ علحدہ بن رہے ہین جن مین سے ایک کی شرح کے لیے بھی دفتر چاہیے اور پھر کسقدر جلد کہ نو مہینے مین یہ مضغۂ گوشت اچھی طرح سے بن سنور کر دم کے دم مین سلامتی کے ساتھ صاف ستھرا عالم شہود مین جلوہ گر ہو گیا۔

الحمد لواہب العطایا والشکر لصانع البریۃ	اس شور نے کیا مزہ چکھایا جسنے ہمین آدمی بنایا

یا تو یہ حالت تھی کہ اسکی اصلیت کو کوئی دیکھ بھی نہین سکتا تھا نام لینے سے بھی گھن آتی تھی
یا اب یہ کیفیت ہے کہ گود مین لیتے ہین چومتے ہین چاٹتے ہین آنکھون سے لگاتے ہین اور
یہ زندہ ہے سبکو دیکھتا ہے مگر مُردے سے بدتر نہ اسکو یہ خبر ہے کہ مین کون ہون اور یہ کون
لوگ ہین جو مجکو آنکھون پر لیے پھرتے ہین اور کہانسے آیا ہون اور کس حال مین تھا نہ اپنے
جسم کی سدھ ہے نہ کسی چیز کی خبر نہ اُٹھائے سے اُٹھے اور نہ بٹھائے سے بیٹھے۔
دنیا مین آگئے مگر کسی کام کے نہین پھر جو اُسنے بڑھنا اور نشو و نما پانا شروع کیا تو اچھا قوی زبردست
خوب صورت تنومند جوان بنگیا۔
اب کسی کو نظر مین نہین لاتا غرور جوانی پر منڈلا رہا ہے ایسا نشے مین سرشار ہے کہ نہ اپنے فرائض
کا خیال ہے اور نہ کسی طرح کا ملال کہ مجکو اس دنیا مین آکر کیا کرنا ہے اور کس غرض سے مجکو یہان
بھیجا گیا ہے کس قدر جھگڑے اور کتنے بکھیڑے میرے جی کو لگے ہوے ہین کچھ پروا نہین
اپنے زور مین مست اور اپنی نیند کے نشے مین متوالا ہو رہا ہے۔
موت کا فرشتہ سر پر چڑھا ہر دم موت کا حکم سُنا رہا ہے مگر یہ غافل پڑا ہوا کروٹ تک نہین لیتا۔
یہ بھی ایک دریا کا سا چڑھاؤ تھا جو وقت معین کے بعد اُتر گیا اب اعضا ضعیف ہو گئے نہ وہ
جسم مین توانائی رہی اور نہ دل مین وہ امنگ نے ورازمائی محض ناقابل مردے سے بدتر ہو گیا
اور ایکدن آخر کو ہزارون حسرتین اور لاکھون تمنائین دلمین لے جا کر راہیِ مُلک بقا ہوا۔
یا تو اس ذراسی زندگی پر بڑے بڑے انتظام اور بڑے بڑے کام کر رہا تھا اور زمین و آسمان کے
قلابے ملا رہا تھا یا اب دیکھنے کو بھی اسکا کوئی نشان نظر نہین آتا یہ بھی معلوم نہین کہ کہان گیا
اور کیون چلا گیا آرام مین ہے یا تکلیف مین۔
مان باپ زن و فرزند سب سے ایسا گیا کہ نہ اُسکو اُنکی خبر اور نہ اُنکو اُسکی اطلاع۔

جنکی خاطر یہ اپنی جان قربان کرتا تھا اور رات دن اُنکے آرام کے لیے سرکھپاتا تھا اور کچھ پروا
اس بات کی نہین تھی کہ ایک دن یہ محبت اور یہ الفت میرے جی کا وبال ہوگی وہ کچھ بھی
اسکی غمگساری اور ہمدردی نہین کرسکتے۔

یہ ہے اور اُسکے اعمال نہ کوئی اسکا رفیق اور نہ کوئی عزیز یہ سب ظاہری دنیا سازی کی باتین ہین
اور غفلت کا پردہ آنکھون پر پڑا ہوا ہے۔

عاقبت کی خبر تو خدا جانے دنیا مین دیکھو تو آدمی کا کوئی بھی ہمدرد اور غمخوار نہین ہے۔

جب تک اسکے ہاتھ کو وسعت ہی دشمن بھی دوست اور انتہا درجے کے مہربان ہین جسوقت
تنگی آئی گھر کے عزیز و اقارب بھی اسکے دیکھنے کے روادار نہین وہ بھی ہر دم تحقیر اور خونخوار
نگاہ سے دیکھنے لگتے ہین خود اپنے زن و فرزند کو یہ بار خاطر گذرتا ہے۔

یہ سب کہنے کی باتین ہین سب غرض کے آشنا اور وقت پر دھوکا دینے والے ہین۔

آدمی ناحق اور بے فائدہ اُنکی محبت کے نشے مین دیوانہ ہو رہا ہے دنیا مین دوست صادق
اسکا ایک بھی نہین۔

دراصل اسکا اصلی اور سچا دوست جو ہردم اسکے اچھے برے حال کا خبرگیران اور ہرصورت
اور ہر موقع کا نگران خواہ یہ کیسی حال مین ہو اسکو یہ اچھا ہی معلوم دیتا ہے اور وہ اسکے جمیع امور
جسمانی روحانی کا متکفل نہ اس سے کسی چیز کا خواہان نہ اس پر نظر کہ ہندو ہے یا مسلمان اپنے
خزانہ سے ہر دم اسکو مالامال کرنے لیے آمادہ۔ اور دمبدم نگاہ لطف و کرم زیادہ۔ وہ ذات
اسی خداوند وحدہ لاشریک کی ہی جسنے اسکو پیدا کیا ہی او عدم سے عالم شہود مین لایا ہے۔

وہی سکا معاون اور مددگار اور بگڑی کا بنانے والا اور وہی اسکو ہر بلا سے بچانے والا ہے۔

دنیا مین دل لگانے اور جان فدا کرنے کی قابل اگر کوئی ذات ہی تو وہ خدا کی ہی ذات ہے
جسکا کوئی عدیل نہین لیکن اُسکے اکرام اُسکے انعام کا معاوضہ جان قربان کرنے سے بھی نہین
ہوسکتا بقول مرزا غالب

جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی	حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہوا

بڑی بڑی مشکلات مین وہ آن کی آن مین ایسی دستگیری اور فریادرسی کرتا ہے کہ آدمی کو
ازخود بالیقین معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ اُسی کا کام ہے اور اُسی کے فضل سے یہ مشکل حل ہوئی ہے۔
اُسوقت سارے دہریون اور فلسفیون کے اقوال جو خداوند کریم کے منکر ہین باطل اور یک
قلم مردود ہوجاتے ہین۔

فطرت کا جوش جب زور کرتا ہے اور آدمی کو اپنی اصلی حالت پر لے آتا ہے تو ہر ایک ملحد
اور منکر خدا سے اُسکی قدرت کاملہ کا اقرار کرادیتا ہے۔

جو لوگ مصائب زدہ خصوصًا جہاز کے سفر کردہ ہین اُنسے اس امر کو کوئی دریافت کرے۔

اس قدرت کے دیکھنے کا انکو بہت ہی زیادہ اتفاق پڑتا ہے اور جو اہل باطن عارف باللہ
ہین وہ تو قدرت کے جلوے مین ہردم محو رہتے ہین۔

روحانی خیالات اُسی وقت صاف اور عمدہ اور پاکیزہ ہوتے ہین کہ جب دل صاف ہو
اور دل کا صاف کرنا ریاضت اور نفس کشی پر منحصر ہے جس قدر نفس امارہ کو مارا جائیگا
اور لذات اور خواہشات لایعنی سے اُسکو روکوگے اسی قدر قلب صاف ہوگا اور جب تک
یہ مکدر ہو رہا ہے اُس وقت تک انوار الٰہی کا پرتو اثر انگیز نہین ہو سکتا۔

اللہ رب العالمین کا فیض عام ہے اور وہ تمام عالم پر محیط ہے۔

یہ امر نہین ہے کہ اُسکا جلوہ کہین پڑتا ہے اور کہین نہین ہر جگہ اسکا جلوہ روشن ہے لیکن
جو اجسام اُسکی قابلیت رکھتے ہین اُنپر زیادہ اثر ہوتا ہے اور جو کم قابلیت رکھتے ہین اُنپر کم
اور جو بالکل نہین رکھتے اُنپر مطلق اثر نہین ہوتا۔

دیکھو! آفتاب کیسا جسم روشن ہے مگر تاریک اور مکدر جسم کو وہ ہرگز روشن نہین کر سکتا
جن اجسام کی سطح صاف اور چمکیلی اور شفاف ہے وہ کیسے روشن معلوم ہوتے ہین۔

پانی اور آئینے پر غور کرو کہ اُنمین کدورت نہین ہوتی تو اُنکا یہ حال ہوتا ہے کہ خود آفتاب

ہی اُن مین نظر آنے لگتا ہے۔
کہان آفتاب کا جسم اتنا بڑا کہ جسکی برابر ہم کسی جسم کو تشبیہ تک نہین دے سکتے اور کہان ایک ذرا سے ظرف کا پانی اور ایک چھوٹا سا آئینہ جسمین آفتاب سما جاے اور ہمکو نظر آنے لگے اس سے صاف ظاہر ہے کہ کچھ چھوٹے بڑے اور ادنیٰ اور اعلیٰ پر منحصر نہین ہے وہ جلا اور صفائی کا خواہان ہی جہان یہ صفائی ہوگی اُسی جسم مین وہ اپنا انعکاس ڈالیگا۔
قلعی اُسی برتن پر اچھی ہوتی ہے جسمین کلوث نہین رہتی اور جسمین میل بھرا ہوتا ہے کیسی ہی قلعی کرو کبھی وہ برتن اجلا نہین ہوتا یہ قصور قلعی کا نہین ہے دراصل قصور اُس برتن کا ہے۔
لیکن اس بیان سے یہ نہین سمجھنا چاہیے کہ خداوند تعالیٰ کا جلوہ کسی کو نظر آتا ہے البتہ اُس کا جلوہ عالم پر پڑتا ہے مگر۔

ہر جائی ہے تیرا جلوہ لیکن	دیکھا تو کہین نظر نہ آیا
تجکو ہی سزا ہے کبریائی	کرسی کا نہ عرش کا یہ پایا

اوپر جو ہمنے انسان کی پیدایش اور اُسکی زندگی کا حال قلم بند کیا وہ اُسکا ایک جسمی خاکا تھا اب جو اُسمین فطرتی اوصاف ہین انپر غور کرو جنکے سبب یہ تمام مخلوقات مین معزز اور محترم ہے۔
قدرت نے جو اوصاف اسکو عطا فرمائے ہین اُنمین سے ایک بھی کسی غیر مین نہین پایا جاتا۔
(۱) یہ کہ اُسکو روح دی گئی ہے جو کسی کو نہین دی گئی شاید بعض آدمیون کو یہ خیال گزریگا کہ دیگر حیوانات و نیز نباتات مین بھی روح ہے اسلیے ہم تبلاتے ہین کہ روح سواے انسان کے کسی مین نہین ہے اور حیوانات اور نباتات مین روح ہرگز نہین اُنمین ایک قوت روان ہے جسکے سبب وہ چلتے پھرتے اور نشو و نما پاتے ہین جسکو **جان** یا **جیو** کہتے ہین۔
روح اور **جان** کا امتیاز دریافت کرو۔
روح ایک جوہر لطیف ہی جو تبلاتی ہے کہ یہ کام نیک اور یہ کام بد ہے وہ کسی حالت مین بدکام سے خوش نہین ہوتی بلکہ مکدر رہوتی ہے اسکا اندازہ ہر شخص کرسکتا ہے کہ نیک کام

کرنے کے بعد روح پر غور کرو تو اُسکو ایک طرح کی فرحت اور خوشی حاصل ہوتی ہے اور بدکام کرنے سے گو حظ نفس ہو مگر روح پر کلفت کا اثر دیر تک رہتا ہے پس یہ روح ہی ہے جو نیک و بد افعال سے خوش اور غمگین ہوتی ہے اور یہی **نفس ناطقہ** ہے۔

جس قدر عمدہ اور پاکیزہ خیالات دل مین حلول کرتے ہین وہ روح کا اثر ہے عقل روح نہین ہے وہ روح کی مشیر اور اُسکی صلاح کار ہے۔

فطرت نے روح کی حفاظت کے واسطے نگہبان اور مددگار اور محافظ دیے ہین انہین عقل اعلی ہے۔

روح تمام جسم کے رگ و ریشہ مین دائر اور سائر ہے رنج و راحت جو کچھ پہونچتا ہے وہ روح کو ہی محسوس ہوتا ہے۔

حواس خمسہ باصرہ۔ سامعہ۔ لامسہ۔ ذائقہ۔ شامہ جنکو حواس ظاہری کہتے ہین اور وہم خیال حس مشترک وغیرہ باطنی حواس سب روح کے تابع فرمان ہین۔

اگر یہ کہو کہ یہ قوتین دیگر حیوانات مین بھی پائی جاتی ہین کہ وہ بھی دیکھتے۔ کھاتے۔ پیتے اور سُنتے ہین اور باطنی حواس سے اپنی مضر اشیا کو دریافت کر لیتے ہین اور اُس سے اپنے کو بچاتے ہین اور اپنے آرام و آسایش کے لیے صدہا طرح کے بندوبست کرتے ہین جس سے بخوبی عیان ہے کہ جیسے حواس انسان کو دیے گئے ہین ویسے ہی دیگر جانور و نمین موجود ہین۔

لیکن حقیقت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فطرت نے موافق اُنکی حفاظت کے اُنکو سمجھ دی ہے جیسی سمجھ انسان کی ہے ویسی اُنکو ہرگز نہین دی گئی اگر ایسی سمجھ اُنکو دی جاتی تو وہ کبھی انسان کے بس مین نہ آتے بلکہ آدمی کا دنیا مین رہنا مشکل کر دیتے۔

ایک ذائقہ کی قوت پر نظر کرو کہ آدمی کے ذائقے اور حیوانات کے ذائقے مین نہایت تفاوت ہے یہ نباتات گھاس لکڑی وغیرہ آدمی کو تلخ اور بدمزہ معلوم ہوتی ہے اور چارپایون کو شیرین اور خوش گوار کہ وہ مزہ کے ساتھ برغبت تمام کھاتے ہین اور بعض چارپائے اُس کو سونگھتے تک نہین۔

شیر۔ بھیڑیئے۔ چیتے اور لومڑی وغیرہ کے روبرو کیسی ہی سبز گھاس اور پتے رکھو وہ کبھی نہین کھائینگے اُنکی غذا گوشت ہے۔
گاے۔ بیل بھینس وغیرہ گوشت کھانے سے بالکل متنفر ہین اس سے معلوم ہوتا ہی کہ آدمی کے اور انکے ذائقے مین ضرور تفاوت ہی اور جو ذائقہ آدمی کو دیا گیا ہے وہ ذائقہ ہی اور ہے اور حیوانات کو بھی جو ذائقہ دیا گیا ہے وہ بھی مختلف ہی چیل اور گدھ کے روبرو مٹھائی مٹی کی برابر ہے خواہ کسی قسم کی ہو پھر جو چیزین وہ کھاتے ہین اُنکی ماہیت سے قطعی بیخبر ہین صرف اسقدر ادراک اُنکو ہے کہ یہ ہماری خوراک ہے۔
یہ ہرگز نہین سمجھتے کہ یہ گھاس یا درخت کے پتے ہین یا زراعت کے ڈھکنے اور کیسے اُگتے ہین اور کسطرح سے ہمارے کھانے مین آئے ہین اُنکو کھانے سے غرض ہے۔
باصرہ کی قوت بھی اُنکی ایسی ہی ناقص ہے کہ وہ جس چیز پر نظر کرتے ہین اسکی اصلیت کو نہین سمجھ سکتے اگر وہ اصلیت کو جانتے تو اپنے سے ادنیٰ جانور کو دیکھکر کیون خوف کھاتے۔
گھوڑے اور اونٹ کو دیکھو کہ کیسے قوی جانور ہین اور ادنیٰ جانور بیل اور گدھے اور خرگوش تک کو دیکھکر بھڑک جاتے ہین گاڑی کی گڑگڑاہٹ سے بالکل بے قابو ہو جاتے ہین۔
شیر سب سے زیادہ بے باک اور دلیر جانور ہی مگر آگ کے دیکھنے سے کوسون بھاگتا ہے۔
ہاتھی جو نہایت قوی ہیکل ہے ایک پٹاخے کی آواز کی سہار نہین کرسکتا۔
یہی حال اُنکے دیگر حواس کا ہی اور وہم وخیال تو اُنکو مطلق نہین ہے نہ وہ اپنی حالت پر غور کرسکتے ہین نہ کوئی منصوبہ کسی طرح کا اپنے دل مین باندھ سکتے ہین نہ خود واقف ہین کہ ہم کون ہین کسی طرح کے نیک و بد کی اُنکو تمیز نہین بمقابلہ انسان کے اُنکی زندگی ایسی ہی جیسی نباتات کی کہ وہ نشو ونما پاتے اور آدمی کے کام آتے ہین اُنمین جو قوت ہی وہ جب زائل ہو جاتی ہے تو وہ بے جان ہو کر گر پڑتے ہین مثل انسان کے اُنکی جان قائم نہین رہتی کہ دوسرے عالم کی سیر کرے۔
اور یہ قوت جمادات مین بھی پائی جاتی ہے صرف اُنکی قوت اور حیوانات کی قوت مین اسقدر

تفاوت ہی کہ ان مین روانی ہے اُن مین نہین وہ نشو ونما پاتے ہین اور یہ نہین۔
ان کی توالد تناسل پر نظر کرو تو یہ وصف بھی اُن مین ایسا نہین ہے جیسا آدمی مین ہے
عورت کو حیض ہوتا ہی اور حیض کے خون سے بچہ بنتا ہی حیوان مطلق مین یہ بات نہین پائی جاتی۔
اُنکی شہوت بھی وہ شہوت نہین ہے جو آدمی مین ہے نر اور مادہ کو جفتی کی خواہش اُسیوقت تک
رہتی ہے جب تک نطفہ قرار نہین پاتا جہان نطفہ ٹھر گیا نر مادہ کو اور مادہ نر کو سونگھتی تک
نہین اور آدمی کو ہر حالت مین بدستور وہی خواہش رہتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آدمی کی جو
خواہش ہے اور ہے اور حیوانات کی خواہش صرف بضرورت نسل ہے۔
پھر ایک تفاوت یہ ہی کہ جب تک اُنکے بچّے پرورش نہین پاتے اُسوقت تک بچے حیوانات کو
اور حیوانات بچونکو نہین چھوڑتے بڑے ہونے پر وہ بالکل اجنبی ہو جاتے ہین۔
غرضکہ روح جسکے واسطے یہ سب کارخانہ قدرت نے قائم کر رکھا ہے صرف حضرت انسان ہی کا
حصہ ہے اور اسی کے باعث یہ جملہ مخلوقات مین اشرف المخلوقات کہلاتا ہی اور اسی واسطے اسکے لیے
جزا و سزا ہے اور اسی مین کوئی بڑا اسرار الٰہی ہے جسکو ظاہر نہین کیا گیا۔
روح روح مین بھی تفاوت ہی ایک روح ایماندار (فرمان بردار) بندونکی ہے اور ایک روح کافرون
(نافرمانون) کی ہے جو روح فرمان بردارون کی ہے اسمین بھی کئی درجے ہین۔
ایک تو وہ ہین جو دل سے خداوند تعالیٰ اور اُسکے احکام کو تسلیم کرتے اور مانتے ہین مگر عمل
نہین کرتے اور مغلوب النفس ہین۔
دوسرے وہ ہین کہ درمیانی چال چلتے ہین بہت سے نیک اور بہت سے بدکام اُنسے سرزد ہوتے ہین
تیسرے وہ اللہ کے بندے ہین جو ہر دم نیکیون مین مشغول اور مصروف ہین اور خالق
عالم کی نافرمانیون سے کوسون بھاگتے ہین اور وہ سابق بالخیرات ہین کہ نیکی کرنے سے
کسی وقت اُنکو سیری نہین ہوتی۔ اس تیسرے فریق مین سے ایک فریق اُن بندگان
عالی شان برگزیدہ کا ہے جنکا انتخاب خود قدرت نے کیا ہے خواہ کوئی صورت کسی قسم

کی ہو وہ گناہ پر اما دہ نہین ہو سکتے ہر حال اور ہر وقت مین وہ تابع فرمان خداوند ذوالجلال کے رہتے ہین یہی وہ فطرتی اثر تھا جسنے **یوسف** علیہ السلام کو **زلیخا** جیسی حسین اور دلربا شاہزادیسے ایسی حالت مین کہ جسمین انسان بے اختیار ہو جاتا ہے گناہ سے باز رکھا۔

کافرون کو دیکھو کہ دُنیا کے معاملات مین وہ کیسے سنجیدہ اور سریع الفہم کہ بڑے مشکل عقدون کو ایک نگاہ مین حل کرتے ہین اور ایسے چالاک اور ہوشیار ہین کہ کسی عیّار کے دام فریب مین نہین آسکتے مگر مذہب کی جانب سے ایسے کودن اور بے مغز کہ مطلق غور نہین کرتے اور اُن کو ذرا بھی خیال نہین ہوتا کہ ہمارا مذہبی عقیدہ درست ہی یا نادرست۔

اُنکو خواہ کوئی کیسی ہی ترغیب دے اور کیسی ہی دلائل اور براہین اُنکے روبرو کوئی پیش کرے وہ اُس جانب مائل ہی نہین ہو سکتے اور اُس طرف کا اُنکو خیال بھی نہین آسکتا ورنہ اقتضاے فطرت انسانی یہ ہے کہ جس امر مین یہ اپنا کچھ بھی فائدہ سمجھتا ہے اُسکی جانب بجان و دل متوجہ ہو جاتا ہے اور اُسکے موانع کا دفعیہ بڑی کوشش اور سعی کے ساتھ کرتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ایسے بڑے فائدہ کے لیے یہ راغب نہین ہوتا اور ایک عارضی اور ناپائدار نفع کی خاطر ہر دم اپنی اوقات گرانمایہ کو ضائع کر رہا ہے۔

جو انسان ذراسی عقل بھی رکھتا ہے اُسپر کوئی مقدمہ فوجداری کا خدانخواستہ دائر ہو اور وہ اگرچہ ہنوز ماخوذ بھی نہوا ہو لیکن اس خیال سے کہ شاید جرم ثابت ہو جاے اور مین سزایاب ہو جاؤن ایک دم چین سے نہین بیٹھ سکتا خواہ اُسکا گھر برباد ہو جاے اور زن و فرزند کیسے ہی فاقے سے مرین یہ اپنے بچاؤ کیواسطے اپنی محنت اور خرچ مین کمی نہین کر سکتا۔

گو یہ اچھی طرح سے جانتا ہو کہ جو جرم مجھپر لگایا گیا ہے اُسکی سزا دائم الحبس نہین پھانسی نہین صرف چندروز کی سزاے قید یا جرمانہ ہے مگر وہ ہرگز اُس سے غافل نہین رہ سکتا اور خواہ اُسکو کیسا ہی یقینی ذرائع سے اطمینان دلاؤ وہ مطمئن اور فارغ البال نہین ہو سکتا۔

موت کا حکم خدا کے گھر کا ہر دم منادی کر رہا ہے اور باآواز بلند سبکو پکار رہا ہے کہ موت کیواسطے

ہوشیار اور خبردار ہو جاؤ اور ہزارون لاکھون کو اپنی آنکھونکے روبرو روز مرّہ مرتے ہوے دیکھتے ہین پھر بھی کچھ پروا نہین ہوتی اس عارضی زندگی کو حیات ابدی اور سرمایہ جاودانی جانتے ہین۔ پس اسکی وجہ یہی ہے کہ اُن کفار کی روح از روے فطرت وہ جوہر لطیف نہین ہے کہ جو ایمان داربندونکی ہے ایماندار دل ایماندار روح ہردم اور ہر لحظہ اسی ذکر و فکر مین مصروف و مشغول رہتی ہے۔
مرد مومن دار آخرت کی درستی اور صلاح کے لیے دنیا کو مزرعۂ آخرت سمجھکر مونہ لگاتا ہے ورنہ دل سے ہرگز راغب نہین ہوتا اور یون کہتا ہے۔

مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہردم　　جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا

وہ نفیس اور پاک روحین خواہ کسی قوم اور ملت مین جنم لین اور کیسے ہی جان و مال کے خطرے اُنکو پہونچین وہ خدا کو نہین بھول سکتین۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیسے بُت پرست اور اشد کافر کے گھر مین جنم لیا تھا کہ تمام خاندان اور قوم کے آدمی اور بادشاہ تک خدا کے منکر تھے اور انھون نے قسم قسم کے عذاب بھی دیے اور بادشاہی قہر و غضب سے بھی سب طرح سے ڈرایا مگر وہ ہرگز اُنکے ڈرانے سے نہین ڈرے اور بہت جوش اور مبالغہ کے ساتھ بتون کی توہین اور اُنکے عقیدے کی تذلیل نہایت جرأت اور جوان مردی سے کرتے رہے۔
وہ کیا چیز تھی جسکے باعث اُن بت پرستون ملحدون جاہلون کو پکار پکار کر کہتے تھے کہ ”اے قوم! اس گمراہی اور جہالت سے باز آؤ اور وحدہ لاشریک جس نے تمکو اور تمھاری قوم کو پیدا کیا ہے اُسکی عبادت کرو۔“
”وہ تمھارا اور تمھارے باپ دادا کا رب ہے۔“
کیون بتون کی پرستش سے عذاب الٰہی اپنے اوپر لیتے ہو اور کس واسطے اس تبہ کار عقیدے سے اپنے مکان ہمیشہ کے لیے دوزخ مین بناتے ہو۔
وہ روح پاک تھی جو ایسی بدکار قوم سے نکل کر علیحدہ ہو گئی اور اُسنے قوم کو للکارنا اور پکارنا شروع کیا

اور قوم کے اور اپنے خاندان کے لعن وطعن اور رسوائی کا مطلق لحاظ و پاس تک نہین کیا اور نہ قہر سلطانی سے خوف آیا۔

جن لوگون کا دل خدا کی جانب سے غافل اور دنیا مین مشاغل ہے اور وہ مذہب کی تلاش اور تفتیش کچھ نہین کرتے آبائی تقلید پر مرمٹے ہین اور اُنکو کسی وقت یہ خیال نہین آتا کہ ہمارے عقائد مذہبی کیسے ہین قدرتی ہین یا مصنوعی باپ دادا جو گذرتے چلے گئے وہ محقق تھے یا مقلد مرنے کے بعد خاص ہماری ذات سے سوال ہوگا آبائی تقلید ہمکو کچھ فائدہ نہین دیگی۔

اگر ہمارے باپ دادا گمراہ اور خلاف حکم خدا ہوے تو اُنکا اتباع ہمارے لیے سم قاتل ہوگا اور پھر ہم دوسری بار دُنیا مین نہین آئینگے جو تلافی مافات کرسکین صرف ایک دفعہ کی زندگی اعمال اور عقائد کے لیے عطا کی گئی ہے۔

فطرت کا یہ خاصہ ہی نہین ہے کہ مرنے کے بعد دوسری مرتبہ پھر دُنیا مین کسی کو بھیجا جاے آج تک کوئی مردہ لوٹ کر نہین آیا عدم کا رستہ وہ ہے جسکی واپسی نہین۔

جنکو یہ خیالات نہین آتے وہ اچھی طرح سے یقین کرین کہ اُنکی روحین از روے فطرت خبیث ہین جنکو دوزخ مین جھونکدیا جائیگا۔

گو وہ یہان چند روزہ زندگی مین دنیا کا مزہ اُٹھالین اور جو جو دل کی حسرتین ہین وہ ایک وقت معین تک جب تک کہ اُنکو موت نہین آتی ہے بخوبی نکال لین مگر مرنیکے بعد وہ یہی فریاد کرینگے کہ ہاے "کیا اچھا ہوتا کہ ہم دنیا مین مٹی ہوتے"!

وہ حکومت اور دولت اور وہ عیش جب سب خاک مین ملجائیگا تو کچھ بھی یاد نہین آئیگا صرف ایک خواب و خیال سا رہجائیگا اس وقت وہ یہ کہینگے کہ "ہمکو ہمارے باپ دادا اور سردارون اور دنیا کے جاہ و حشم نے برباد کیا" ہم جسکو نوش سمجھتے تھے وہ سراسر نیش تھا جسکو امرت خیال کیا تھا وہ زہر ہلاہل تھا اور سردار اسی طرح سے اُنکو نادم اور شرمندہ کرینگے کہ تمنے ہمکو کھویا۔

کاش اُس دولت اور ثروت کی عوض ہم دُنیا مین محتاج اور ذلیل ہوتے فاقے کرتے ہر قسم کے

مصائب اُٹھاتے لوگ ہمکو ذلیل رکھتے دولت - ثروت - حکومت کچھ ہمکو ندی جاتی صرف ہم خدائے واحد کی عبادت کرتے اور اس دام فریب مین نہ آتے تو آج کیون اس بلا مین مبتلا ہوتے دنیا کی ہزار مصیبتون اور آفتون کو ہم جھیل لیتے یہ عذاب ہمکو ندیا جاتا -

لیکن اُس وقت کا یہ افسوس کچھ فائدہ ندیگا اور اُس پچتانے سے کچھ حاصل نہوگا -

(۲) انسان کو عقل عطا ہوئی ہے جو کسی کو نہین دی گئی اور قدرت نے یہ جوہر نفیس اور بے بہا بھی اُسی کو بخشتا ہے حیوانات مطلق مین یہ ادراک نہین ہے -

یہ عقل وہ چیز ہے کہ جہان ہماری نگاہ نہین پہونچ سکتی جسکو حواس ظاہری نہین پاسکتے وہان وہان یہ پہونچ جاتی ہے اور اصل کا پتہ لے آتی ہے -

یہی اشیا کو اور انکی حقیقت کو کماینبغی دریافت کرتی ہے اور طرح طرح کے تجربونسے نتائج نکالتی ہین حیوان مطلق کو جو سمجھ دی گئی ہے وہ اُس سے کسی چیز کی اصلیت یا حقیقت کو ہرگز دریافت نہین کرسکتے صرف انکو اتنی ہی سدھ ہے کہ وہ اپنی خوراک اور آرام کی چیزون کو جانتے ہین اور اپنے مُضر کو پہچانتے ہین انسان کی عقل ہے کہ عالم بالا تک کی اشیا کو دریافت کرتی ہے اور انکی حقیقت معلوم کرکے قسم قسم کی اشیا اور چیزین بناتی ہے -

جس قدر آرام و آسایش کا سامان اس عالم مین پھیلا ہوا ہے وہ عقل کا ہی زور ہے -

اگرچہ بعض چرند پرند اپنے لیے عمدہ مسکن اور گھونسلے بنالیتے ہین لیکن وہ اُس عقل سے بہرہ نہین رکھتے جو انسان مین ہے وہ ایک طرح کا گھونسلا یا مکان بنانا اُنکا فطرتی خاصہ ہے کہ جب وہ بنائینگے اسی قسم کا بنائینگے -

چڑیا اپنی وضع کا اور دیگر اپنی وضع کا گھونسلا بنائیگا دوسری وضع کا ہرگز اُس سے نہین بن سکیگا -

انسان ہے کہ روزمرہ نئی ایجاد نئی وضع نیا طرز ہر ایک امر مین اپنی عقل خداداد سے کرتا اور بناتا رہتا ہی -

انسان کی عقل غیر محدود اور حیوان مطلق کی سمجھ بالکل محدود ہے -

انسانی خواص

(٣) انسان کو علم دیا گیا ہے جو دیگر حیوانات کو نہین دیا گیا۔

(٤) سخاوت۔

(٥) شجاعت۔

(٦) امانت۔

(٧) دیانت خاص انسان ہی کا حصہ ہے جس سے کل جانور محروم ہین۔

یہان دو وصف **شجاعت** اور **امانت** کی ہم تشریح کرینگے باقی کی صراحت کی ہم ضرورت نہین دیکھتے۔

شجاعت

شجاعت

شجاعت اس جوانمردی اور بہادری کا نام ہے کہ جہان موقع جان کے لڑانے اور خطرے مین ڈالنے کا ہو وہان آدمی جرأت کرے اور کچھ خیال اُسکو اپنی جان کے جانے کا نہین رہے۔

یہ وصف انسان کا کس وقت برانگیختہ ہوتا ہے **اوّل** حفظ آبرو **دوم** حفظ جان **سوم** حفظ مال **چہارم** حفظ دین۔ انمین سے تین وصف تو دیگر حیوانات مین مطلق نہین ہین حفظ جان کے واسطے وہ بھی حملہ آوری کرتے ہین جیسے شیر۔ چیتیا۔ ہاتھی۔ سانپ۔ بچھو وغیرہ کہ اپنی جان کے خوف سے وہ آدمی کو مار لیتے ہین وہ شجاعت نہین ہے انسان کی بہادری سے اُسکو کوئی مناسبت ہی نہین ہے وہ حملہ آوری انکا خاصہ ہی ہے خواہ اُنکا دوست ہو یا دشمن اور موقع ہو یا بے موقع انکو حملہ آوری سے غرض ہو

	مقتضائے طبیعتش این ست		نیش عقرب نہ از پئے کین ست	

شیر اپنے پرورندہ کو اور ہاتھی فیلبانکو اکثر مار ڈالتا ہے جو خاصہ ان جانورونکے اندر ہے اُسکو شجاعت نہین کہتے ہین جُبن اور تہوّر کا جو وسط ہے اُسکو شجاعت کہتے ہین جس سے حیوان مطلق کوسون دور ہین۔

امانت

امانت

یہ بار امانت آدمی پر ہی ڈالا گیا ہے اور اسی نے اس بار امانت کو اپنے سر پر اُٹھایا ہے

یہ وہ بار ہے جسکا بجز انسان کے کوئی متحمل نہین ہو سکتا

انسان کو جو روحانی اور جسمانی طاقتین اور حواس ظاہری اور باطنی عطا فرمائے گئے ہین یہ سب امانت ہین اور زن و فرزند خویش و برادر جس قدر بنی نوع انسان ہین سب کا بار اسکے ذمے ڈالا گیا ہے اور ہر ایک کا حق اسپر لگایا گیا ہے۔

آنکھ امانت - کان امانت - ہاتھ پاون امانت جملہ اعضا امانت ہین کہ انکو یہ ضروری کام مین لگائے بیہودہ اور لغو امور مین ذرا لگایا اور خائن کہلایا۔

سکرات مین انکو مصروف کیا اور مجرم ہوا برخلاف دیگر حیوانات کے کہ وہ اس سے بالکل آزاد ہین اور کوئی بار امانت اُنکے ذمے نہین ہے۔

دنیا مین وہ صدہا حرکات کرتے ہین کسی جانور کو مارتے کسیکو مجروح کرتے کسیکی زراعت برباد کرتے ہین کسیکا گھی - دودھ - مکھن وغیرہ کھا جاتے ہین اور ہزار طرح کے نقصان کرتے ہین مگر قانوناً اُنسے کبھی کوئی مواخذہ نہین کیا جاتا اور آدمی ہے کہ اگر بی بی کو نان و نفقہ نہ دے اولاد کی پرورش نکرے ماں باپ کی خدمت مین کمی کرے عزیز و اقارب کو اُنکے حقوق نہ دے اُس سے فوراً باز پرس ہوتی ہے۔

پھر یہی نہین ہزار طرح کے بار اسکے علاوہ اُسکے ذمے ہین سب جانور غیر مکلف ہین اور یہ ذرا سا بندہ ضعیف البنیان مکلف۔

آسمان - زمین - خاک - باد - آب - آتش - سورج چاند وغیرہ مین سے کوئی بھی ایسا شکنجے مین جکڑا ہوا نہین ہے جیسا کہ انسان ہے پیٹ کے فکر کے سوا لاکھون طرح کے تفکرات اسکی جان کو لگے ہوئے ہین۔

آج بی بی کے پاجامے اور کرتی کی فکر ہے تو کل بیٹے کے انگرکھے اور جوتے کی۔

اولاد کی پرورش اُنکی تعلیم ماں باپ کا نان و نفقہ اور اُنکی خدمت بھائی بہنونکے حقوق غرضکہ دُنیا بھر کا بار اسی خاک کے پُتلے پر ڈالا گیا ہے۔

"آسمان بار امانت نتوانست کشید	قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند"

(۸) انسان فاعل خود مختار ہے اپنے اقوال اور افعال مین وہ پورا آزاد ہے اور اِس آزادی ہی کا باعث ہی جو زمانہ بھر کے جھگڑے دنیا بھر کے بکھیڑے اسکے پیچھے لگے ہوئے ہین حیوانات مین یہ وصف نہین ہے وہ خود مختار ہرگز نہین صرف اپنی خورش اور آشایش کا انتظام وہ اسی فطرتی قاعدے سے کر سکتے ہین کہ جو اُنکے لیے مخصوص ہے۔

(۹) انسان مین ہمدردی ہے ہر ایک کے رنج و راحت مین یہ شریک ہوتا ہے اپنی قوم اپنے خاندان اپنے عزیز و اقارب کے سوا تمام بنی نوع انسان اور حیوان کے آرام کے لیے ہزارون تدبیرین اور کوششین کرتا ہے اُنکی اصلاح اور فلاح کے لیے جان و مال خرچ کرتا ہے اور اپنی زندگی کا نتیجہ اور ذاتی فرض ہمدردی کو سمجھتا ہی یہ وصف نہایت ہی اعلی اور افضل انسان مین ہے۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرو بیان

یہ چند اوصاف مذکورۂ بالا جو ہمنے انسان کے ظاہر کیے اُنکے ملاحظے سے ثابت ہی کہ قدرت نے جو اوصاف فطرتی انسان مین رکھے ہین وہ کسی کو عطا نہین فرمائے جسقدر مخلوقات ہی سب مین انسان ممتاز ہے اور جو صنعتین کہ انسان بناتا اور ایجاد کرتا ہے اُن مین انسان کا کوئی وصف نہین پایا جاتا۔

ہزارون کلین اور لاکھون طرح کی چیزین انسان کی بنائی ہوئی موجود ہین اور بعض کلین ایسی ہین کہ لاکھون آدمیون کے زور کا کام دیتی ہین لیکن انسانی وصف اُن مین مطلق نہین ہے۔
گھڑی اگرچہ وقت تبلاتی ہے مگر انسان جیسا تنفس اس مین نہین ہے گھنٹہ ہر چند کہ آواز دیتا ہے لیکن آدمی کا سا نطق اُس مین کہان۔

جس طرح سے انسان کی مصنوعی اشیا قسم قسم کا کام دیتی ہین اسی طرح سے قدرت نے انسانی ضروریات کے لیے حیوان مطلق بنا دیے ہین وہ چلتے ہین پھرتے ہین کھاتے ہین

پیتے ہین جاگتے ہین سوتے ہین گرمی سردی سے موثر ہوتے ہین بولتے ہین چھپاتے ہین دیکھتے ہین سونگھتے ہین سُنتے ہین چھوتے ہین مگر جیسے وصاف انسانین ہین وہ اُنمین نہین۔
ایک قوت ناطقہ انسان کی ہے کہ جیسے دریا کا دہانہ کھولدیا اور وہ روان ہو رہا ہے اور ایک بولنے کا خواص حیوانات مین ہے کہ جسقدر اُنکو قدرت نے سکھادیا ہے وہی اوازین وہ بول سکتے ہین اور جو انسان کی بولی اُنکو سکھائی جاے تو اُسکے مفہوم کی کچھ خبر اُنکو نہین ہوتی۔ **طوطا** اور **مینا** کو آدمی کی بولی سیکھ جاتے ہین لیکن مفہوم کو ہرگز دریافت نہین کرسکتے اور جو سکھایا جاتا ہے نہ اُس سے تجاوز کرسکتے ہین۔ یہی حال اُنکے دیگر خواص کا ہے۔
جب یہ معلوم ہوگیا کہ جو اوصاف انسان مین ہین وہ حیوانات مین نہین اور جو حیوانات مین قدرت نے اوصاف رکھے ہین وہ دیگر مخلوقات مین نہین پائے جاتے اور خود آدمی جن چیزون کا صانع ہے اُنمین بھی کوئی وصف آدمی کا نہین پایا جاتا **تو اب یہ مسئلہ** "کہ
"خداوند جلّ وعلیٰ شانہ بیٹا رکھتا ہے" یا
"وہ رحم عورت مین حلول کرتا ہے"
محض غلط اور صریح بہتان ہے اور فطرت کے خلاف
جس حالت مین کہ اُسنے انسان کو باین صفات بنایا کہ اُسکے سے اوصاف کسی مین نہین رکھے تو خود وہ انسانی صفات سے کیسے متصف ہوسکتا ہے۔
یہ عقیدہ اُسکی قدرت کاملہ کو دھبہ لگانے والا اور خدائی زور کا مٹانے والا ہے۔
جن لوگون کا یہ عقیدہ ہے کہ ایک ذات مین تین وصف ہون کہ

وہ خالق بھی ہو۔
پروردگار بھی ہو۔
قہار بھی ہو۔

محال ہے۔

اسواسطے وہ تین خدا علیحدہ علیحدہ مانتے ہین۔

(۱) برہما پیدا کرنے والا۔

(۲) بشن پرورش کرنے والا۔

(۳) مہیش (مہادیو) قہر کرنے والا۔

یہ اُنکی سخت غلطی ہے وہ آدمی کی حالت پر نظر کرین کہ وہ ایک ذات ہوکر کتنے اوصاف رکھتا ہے کہ سخی ہے۔ دولتمند ہے۔ عالم ہے۔ بہادر ہے حسین ہے۔ سنتا ہے۔ دیکھتا ہے۔ لکھتا ہے پڑھتا ہے۔ چلتا ہے۔ پھرتا ہے۔ موجد ہے صدہا ہزارہا اوصاف ایک ذات مین موجود ہین یہ تو محال نہین اور خداوند تعالی مین ان تین صفتونکا ہونا محال و ناممکن سمجھا جاے محض دعوی باطل ہے۔

اسی طرح سے جو یہ سمجھے ہوئے ہین کہ اب (باپ) ابن (بیٹا) روح القدس (جبرئیل)

یہ تینون وجود ہین جو مالک اور خالق زمین و آسمان ہین۔

یہ عقیدہ بھی فطرت اور قانون قدرت کے خلاف ہے کیونکہ باپ یا بیٹا ہونا انسانی خاصہ ہے اگر خدا کو باپ تصور کیا جایگا تو وہ انسانی صفات سے جو الوہیت کے شایان نہین ہے متصف ہوگا اور جیسا خاصہ توالد تناسل کا انسان مین ہے وہی خدا کی ذات مین ماننا پڑیگا۔

اگر یہ لوگ اللہ او مسیح دونون کو قدیم جانتے ہین تو بیٹا ہونا ہی اس کے منافی ہے اسلیے کہ بیٹے کے لیے ضرور ہے کہ باپ کے بعد ہو اور یہ شان ہے حادث کی اور دونونکو حادث کہین تو خدا تشریف لیگئے اور اگر باپ کو قدیم بیٹے کو حادث جانین تو باپ بیٹے مین مجانست نہ رہی مغایرت آگئی کچھ کام نہ نکلا بہر طور مقدمات دلیل فاسد اور دعوی باطل ہے۔

یہ عقیدہ مذہب کے اصل اصول کو ہی نسیاً منسیاً کیے دیتا ہے۔

اس لیے کہ سب سے پہلا اور اعلی مسئلہ مذہب کا یہی ہے کہ بندہ یہ جانے کہ ہمارا مالک اور خالق کون ہے جب یہی اُسکو دریافت نہوا اور پہلے ہی مقام مین یہ بھٹک کر رہگیا تو آگے اسکا جانا معلوم۔

اس عقیدے مین چند عقائد ہین۔

ایک تو وہ جو **اقنوم** یعنی تین وجود کے قائل ہین جسکا بیان ابھی ہم کر آئے ہین۔
دوسرے وہ ہین جو یہ کہتے ہین کہ ان تینون یعنی **باپ۔ بیٹا۔ روح القدس** سے ذات باری کا وجود ہے۔
اسکی دلیل اُنکے نزدیک یہ ہے کہ بغیر تین امر کے واحد کا وجود محال ہے جیسے ایک کا ہندسہ کہ وہ درحقیقت دیکھنے اور سمجھنے مین تو ایک ہے مگر اس مین طول بھی ہے عرض بھی ہے نگن بھی ہے اسی طرح سے خدا کا وجود سمجھو۔
تیسرے وہ ہین کہ جنکا یہ عقیدہ ہے کہ خداوند تعالی نے بندونکی مغفرت کے لیے دُنیا مین اپنا بیٹا **مسیح** علیہ السلام پیدا کیا کہ وہ کفارہ سب گنہ گارون کے گناہ کا ہو جاوے اور اُسکے سبب سے وہ سبکو بخشدے جو اُسپر ایمان لائین۔
یہ تینون عقیدے جو تمام یوروپ مین ایک دراز عرصے سے چلے آتے ہین جسکو ہزار برس سے زیادہ گذر گئے فطرت کے خلاف ہین۔
پہلا عقیدہ تو اہل ہنود کے مذہب کی موافق ہے کہ ان مین جو لوگ **برہما۔ بشن مہیش** کو خدا کہتے ہین ویسے ہی یہ **اقنوم** کو یعنی جیسے برہما۔ بشن۔ مہیش خدائی کے مالک ہین اسی طرح سے انکے نزدیک باپ۔ بیٹا۔ روح القدس خالق عالم اور رب العالمین ہین پس ایک خدا کے تین خدا ہین۔
اس عقیدہ کا خلاف فطرت ہونا ہم اوپر بیان کر آئے ہین یہان یہ اظہار کرتے ہین کہ اس عقیدے کے لوگ موحد نہین مُشرک ہین۔
کسی نے کسی دیوتا کو خدا مانا کسی نے **کالکا دیوی** اور ماتا کو پرمیشر جانا اور کسی نے اُسکا بیٹا بنا کر بیٹے کو اور روح القدس کو اُنکی خدائی مین شریک سمجھا نتیجہ اور مآل کار دونکا ایک ہی۔
یہ عقیدہ جو اہل ہنود کے مذہب سے ملتا ہے شہادت دیتا ہے کہ یا تو اہلِ ہنود کے پیشواؤنے عیسائیون سے یہ سبق لیا ہے یا عیسائیون نے اُنسے۔

ہند اور یونان مین بھی ایک زمانے تک جو تعلق رہا ہے وہ کسی تاریخ دان سے پوشیدہ نہین کیا عجب ہی کہ مثل تناسخ کے یہ مسئلہ یونان کے عیسائیون سے اہل ہنود نے سیکھا ہو اور یہان آکر اپنے مذہب کی مطابق یہ شکل بنالی ہو۔

تاریخ پکار رہی ہے کہ ساتوین صدی عیسوی تک **مصر - روم - یونان** مین عیسائی اور **ایران** مین بت پرستی - آتش پرستی کا مذہب درباری مذہب تھا اور ملک **عرب** مین گو کوئی مستقل سلطنت اُس وقت مین نہین تھی مگر **نصاریٰ - یہودی مشرکین** سب لوگون کے مذہب کا مجموعہ **عرب** تھا اور ہندوستان مین رعایا برایا اور دربار کا مذہب علی العموم بت پرستی تھا۔

چونکہ ان ملکون کا سلسلہ آپس مین ملا ہوا ہے ایک ملک سے ایسے عقائد دوسرے ملک مین اور اُس سے تیسرے ملک مین پھیل گئے یہی وجہ ہے کہ اہل ہنود کا مذہب مجموعہ تمام مذاہب کا ہے تھوڑی بہت سبکی تقلید کو اپنا شعار کیا ہے۔

ایک[١] تو وہ ہین کہ جو برہما - بشن - مہیش کو خدا مانتے ہین۔

دوسرے[٢] وہ ہین کہ چوبیس[٢٤] اوتار اور تینتیس[٣٣] کروڑ دیوتا کو خدا جانتے ہین۔

تیسرے[٣] وہ جو **آگ** کو دیوتا اور خدا سمجھتے ہین۔

چوتھے[٤] وہ ہین کہ ان سبکے سوا **دیوی** کو خدا جانتے ہین اور دیوی بھی ایک نہین صدہا دیوی ہین۔

پانچوین[٥] وہ ہین کہ چوبیس **تیتنگر** کو خدا کہتے ہین اور پارسناتھ جی کی پوجا کرتے ہین۔

یہودی اور عیسائی **بیت المقدس** کی زیارت کرتے اور اُسکو **بیت اللہ** سمجھتے تھے۔

عرب کی قومین **خانہ کعبہ** کو اپنا زیارت گاہ جانتی تھین اور احرام باندھکر وہان جاتی تھین اور سر منڈاتی بال کتروانی تھین **آب زمزم** وہانسے لاتی تھین جیسا کہ اہل اسلام مین ابتک رائج ہے۔

اہل ہنود نے اُسکی جگہ **ہردوار** مقرر کیا جو بعینہٖ **بیت اللہ** کا ترجمہ ہے۔

یہ بھی وہان بال منڈاتے اور احرام باندھتے اور گنگا جل کی شیشیان وہان سے بھر کے لاتے ہین پہلے یہود۔نصاریٰ زکوۃ یا صدقے کے مال کو باہر نکال کر رکھتے تھے ایک قدرتی آگ کا شعلہ اسکو جلا دیتا تھا اہل ہنود نے اسکی جگہ ہوم قائم کیا جو ابتک انکے یہان ہوتا ہے اور صدہا من گھی۔تیل۔غلہ وغیرہ آگ کی نذر کیا جاتا ہے۔

بیاس جی جو بید کے مصنف ہین انھون نے **ایران** مین جا کر مذہب **زردشت** اختیار کیا اور یہان آکر آتش پرستی کا رواج دیا جسکی تصدیق پارسیونکی کتابین کرتی ہین۔

جب سے اہل ہنود **آگ** کو **اگن دیوتا** کہنے لگے اور راجپوتانے مین عام وخاص **آگ** کو **باسدیو** کہتے ہین۔

یہ سب گل کھلایا ہوا اسی عقیدۂ تثلیث کا ہے۔بعض قصے بھی انکے **اہل کتاب** کے قصون سے ملتے ہین **ہرناکس** اور پہلاد کا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود بادشاہ کے قصے سے مشابہت تام رکھتا ہے اور اسی واقعہ کی یادگار **ہولی** کا تہوار ہے جسکی صورت امتداد زمانہ اور جہالت کی وجہ سے کچھ کی کچھ ہوگئی ہے۔

ایسی ایسی مذہبی باتین تبلا رہی ہین کہ مغربی ملکون کے میل جول سے جو کسی زمانے مین تھا برہمنون نے وہی عقائد اس ملک مین جاری کردیے اور انمین کسیقدر ردوبدل کردیا۔

تناسخ جسکو **آواگون** کہتے ہین **یونان** کے دہریون کا مسئلہ تھا جو اہل ہنود نے اختیار کرلیا اسی طرح حبس نفس بھی انہین سے بعض کا شیوہ تھا جو یہان رواج پا گیا اور اسکو عبادت تصور کرلیا جس پر آجکل کے **آریہ** زور دے رہے ہین۔

اہل ہنود کی بہت سی باتین یہود ونصاریٰ اور زردشتیون سے ملتی ہین۔

یہود ونصاریٰ نے حضرت **عزیرؑ** اور حضرت **عیسیٰؑ** کو خدا کا بیٹا بنایا تو اہل ہنود نے بجائے اسکے **اوتار** مقرر کرلیے کہ خود ذات باری نے حلول کیا ہے اور سرکشون کی تنبیہ کے لیے جنم لیا ہے۔

یہ خیال اور یہود و نصاریٰ کا عقیدہ دراصل ایک ہے۔
لطف یہ ہے کہ خود نصاریٰ کے علما اس مسئلے مین حیران ہین اور وہ کوئی دلیل اسکی اپنے پاس نہین رکھتے صرف آبائی تقلید سے اسکی پابندی کرتے ہین۔ زیادہ افسوس دانایان فرنگ کی دانائی پر آتا ہے جنھون نے ادنیٰ حالت سے اعلیٰ درجے کی ترقی کی ہے اور وہ اپنی کتابون اور تاریخون کے دیکھنے سے تجربہ کار اور واقف کار ہوگئے ہین کہ اس آبائی تقلید کی وجہ سے انکی قوم نہایت تاریکی مین پڑی ہوئی تھی اور علی العموم اوہام باطلہ مین مبتلا اور رسم کی پابند تھی جب تک ان عقائد موہومہ جاہلانہ کو ترک نہین کیا گیا ترقی کا زینہ ہاتھ نہین آیا۔
دنیا کی اصلاح انھون نے خوب کی دولت و عزت مین آج وہ تمام قومون سے سبقت لے گئے ہین مگر مذہب مین ہنوز انکا قدم پیچھے ہے۔
سب باتون مین اپنا طرز آبائی بدل دیا نہ وہ کھانا ہے نہ وہ لباس نہ اگلا طریق معاش جو بات ہے نئی وضع اور نئے انداز کی لیکن مذہبی خیال وہی چلے جاتے ہین اور تثلیث کے باطل عقیدے پر بلا دلیل جمے ہوئے ہین۔
یہ غور نہین کرتے کہ یہ عقیدہ شرک کا ہے جس سے مذہب باطل ہوتا ہے خداوند تعالیٰ کو جب تک وحدہ لاشریک نہین تسلیم کیا جائیگا دین حق نہین سمجھا جا سکتا ہے۔
دوسرا عقیدہ جو یہ ہے کہ بدون تین کے واحد کا وجود نہین ہو سکتا جیسے ایک کا ہندسہ کہ وہ دراصل ایک ہی مگر اُس مین طول و عرض بھی ہے اسیطرح سے خدا سمجھو کہ وہ خود اور **مسیح** اور **روح القدس** فی الحقیقت ایک ذات ہے۔
یہ عقیدہ اور پہلا عقیدہ نفس الامر مین تو ایک ہے ظاہرا اسکی شکل جداگانہ معلوم ہوتی ہے ورنہ یہ عقیدہ پہلے عقیدے کی ایک دلیل ہے ہان اتنا تفاوت ضرور ہے کہ وہان تین وجود علیحدہ علیحدہ تسلیم کیے گئے ہین اور یہان ہر سہ وجود کا ایک وجود مانا گیا ہے

اور سمجھانے کے لیے ایک مثال دی گئی ہے جسمین صریح مغالطہ ہے کہ ایک کے واسطے صرف طول اور عرض کو لازم کرکے محدود کردیا حالانکہ اسی پر حصر نہین ہوسکتا جس شئے کے لیے طول اور عرض کو لازم کروگے اُسکے واسطے جسم اور جہت اور مکان اور زمان اور رنگ او وضع بھی از روے فطرت ماننی پڑیگی صرف تین پر حصر نہین ہوسکتا۔

جو یہ خیال گذرے کہ اگر خداوندتعالی کو ہم واحد ہی تسلیم کرین اور اُسکی ذات کو بیٹا اور روح القدس سے پاک او منزہ سمجھین تب بھی از روے فطرت یہ قباحت جواوپر بیان کی رفع نہین ہوسکتی اور ہمنے تو تین پرہی حصر کیاہے تمکو زیادہ معبود ماننے پڑینگے۔

لیکن جسوقت حالت مین ذات باری تعالی کو آپ یہ تسلیم کرینگے کہ وہ بالکل فطرت انسانی وحیوانی و انجمادی سے پاک ۔ مبرّا اور نرالا ہے اور وہ ذات ہی اسطرح کی ہے کہ جو ہمارے وہم اور گمان سے اعلی ہے جسقدر اجسام ہماری نظر سے گذرتے ہین وہ بات کسی ایک مین بھی نہین پائی جاتی اور ہمکو اسقدر فہم نہین کہ اگر اُسکی حقیقت ہمارے ذہن نشین کی جاوے تو ہمارے قیاس اور ادراک مین وہ آجائے۔

آفتاب اور شعلے کا مٹھی مین آنا اور سمندر کا کوزے مین سمانا جیسا ناممکن ہے ایسا ہی ذات باری تعالی کی ماہیت ہمارے ادراک اور وہم اور قیاس مین آنی محال ہے۔

دنیا مین اُسکا سا کوئی جسم اور کوئی شے ہم نہین دیکھتے اُسکی ذات تو اُسکی ہی ہے اُسکے اوصاف پر نظر کرو کہ وہ کن اوصاف سے موصوف ہے تو یہ خدشہ دل سے رفع ہوجائیگا۔

حلم اُسکا ایک وصف ہے اور یہ وصف انسان مین بھی ہے مگر خداوندتعالی کے حلم کے روبرو انسان کا حلم بالکل بے حقیقت ہے۔

آدمی کیسا ہی حلیم اور بردبار کیون نہو جہان اُسنے کسی مطیع اور فرمان بردار کو خلاف حکم دیکھا اور غضب مین آیا خداوندتعالی لاکھون نافرمانیان ہزارون سیہ کاریان آدمیون کی ہردم دیکھتا ہے اور ویسے ہی انعام اور اکرام کیے جاتا ہے اور غضب مین نہین آتا۔

خدائے راست مسلّم بزرگواری و حلم	که جرم بیند و نان برقرار میدارد

رحم اسکا اس درجہ وسیع ہی جسکی انتہا کسی نے نہین پائی ادنیٰ اُسکا یہ ہی کہ اگر اس سے التجا کے ساتھ طلب کرو تو وہ خوش ہوتا ہے اور جو نہ مانگو تو نہ مانگنے سے ناراض یہی معنی رحمٰن کے ہین۔

غفور اتنا بڑا ہے کہ جس قصور مین کسیکو پکڑکر اسکی مغفرت کریگا تو وہ مغفرت ایسی ہوگی کہ پھر کسیکو اُس گناہ مین ماخوذ نہین کریگا۔

علیم اس درجہ ہے کہ ہر ایک وقت مین سورج۔ چاند۔ زمین۔ آسمان۔ عرش و کرسی اور ما فیہا کے جملہ حالات سے بھی کما حقہ علم رکھتا ہے اور کیڑے جو زمین پر چل رہے ہین اُنکو بھی جانتا ہے اور اُنکی آرزونکا علم رکھتا ہے۔

قادر اتنا بڑا ہے کہ جب وہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو صرف یہی فرما دیتا ہے کہ "ہوجا" جسکے فرمانے کے ساتھ فوراً وہ کام ہوجاتا ہے۔

غرضکہ اسکے اوصاف مین ہی ہماری عقل حیران اور پریشان ہے جب صفات ہی سکی ہماری خرد مین نہین اسکتین تو ذات مین ہم کیا گفتگو کرسکتے ہین۔

"تو کارِ زمین را نکو ساختی	که با آسمان نیز پرداختی"

صفات تو صفات انسان اُسکی ادنیٰ مخلوق کی حقیقت دریافت نہین کرسکتا۔
یہ اُسکی انتہا درجے کی جسارت ہے کہ وہ ذات الٰہی کی حقیقت دریافت کرنے کے درپے ہوجاتا ہے اور اپنی اصلیت پر نظر نہین کرتا ہے اور یہ نہین جانتا ہے۔

"که خاصان درین ره فرس رانده اند	بلا احصی از تگ فرو مانده اند"

اے در تگ و پوے تو ز آغاز	عنقاے نظر بلند پرواز	فکر تو بدل خیال بگداخت
اوج تو ز مرغ بال بگداخت	دانا که بکنہ اہ او بست	بر کنگرِ شعلہ تار ہو بست
این مرحلہ گرچہ دل نشین ست	ہشدار که بادش آتشین ست	توحید تو ہر کہ راند در میل

بر مور چہ زد عماری فیل	گردیدہ نظر کند بدان سو	مژگان زندش طمانچہ بر رو	
ذاتت صفتِ صفت گرفتہ		حیرت رہِ معرفت گرفتہ"	

اسی واسطے اُسکو "سبحان" کہا جاتا ہے کہ وہ سب سے علیحدہ اور نرالا ہے۔
ایسا یقین کرنے سے کوئی ضرورت ہمکو نہ اُسکے جسیم اور وسیم اور طویل اور عریض ماننے کی پڑتی ہے اور نہ مکان اور زمان اور جہت اُسکے لیے لازم ہوسکتی ہے۔
کیونکہ وہ وجود ہی فطرت سے نرالا ہی فطرت تو اُسکی مخلوق ہے اور وہ خالق۔
اس سے جب ہم یہ سمجھ لینگے کہ اللہ کی ذات موافق فطرت کے نہین ہے اور فطرت خود مخلوق ہے اور وہ اس قاعدۂ فطرت سے علیحدہ اور نرالا ہے تو اُسپر ہم وہ خلقی قاعدہ جو از روی فطرت دیگر اجسام پر چلاتے ہین نہین وارد کرسکینگے اور یہ جانینگے کہ وہ ذات ہی ایک نرالی ذات ہے جسکا نہ کوئی شریک ہے نہ عدیل نہ اُسکے باپ ہے اور نہ وہ کسی کا باپ نہ اُسکو عورت کی ضرورت ہی نہ کسی مرد کی اُس وقت دل خود بخود یہی اقرار کریگا کہ "سبحانک لاشریک یا ہو" اس خیال سے کوئی نقصان عائد نہین ہوسکتا۔
کس لیے کہ خداوند تعالی جو خالق کل موجودات کا ہے وہ ایسا ہی ہونا چاہیے کہ نہ اُسکا کوئی نظیر ہو نہ شریک۔ اگر ہم یہ تسلیم کرینگے تو نظیر اور شریک ہونے کا ثبوت ہمکو دینا پڑیگا جو قطعی محال ہے اور اُنکے اختیارات اور اُنکی جداگانہ قدرتین تسلیم کرنی پڑینگی۔
خداوند تعالی کا کوئی نظیر ہوتا تو آسمان و زمین اتنے عرصے تک ہرگز قائم نہ رہتے وہ مقابل کا حریف اُنکو تہ و بالا کردیتا یا دوسری جگہ اُٹھا کر لیجاتا اور جو کوئی خدائی مین شریک ہوتا تو وہ اپنا کارخانہ ضرور ظاہر کرتا یہ عالم اس طرح سے ہرگز برقرار نہ رہتا۔
ایک پادری صاحب سے کسی نے پوچھا کہ مسیح علیہ السلام خدا کا بیٹا سپوت ہے یا پوت ہے یا کپوت ہے اگر سپوت ہوتا تو اس سے بہتر عالم بنا کر دکھلاتا اور باپ کے کارخانے کو ترقی دیتا مگر عالم بدستور رہی اس سے معلوم ہوا کہ وہ سپوت نہین۔

جو پوت تسلیم کرین تو پوت کے واسطے یہ لازم ہے کہ باپ کی برابر کرکے دکھلائے مسیح علیہ السلام نے کوئی عالم بناکر نہین دکھلایا باپ کے ہی مکان مین اقامت کی اور باپ کے ہی سرمایہ سے زندگی گذاری اس سے ظاہر کہ وہ پوت بھی نہین ہے۔

تیسری صورت کا بیٹا کپوت ہوتا ہے جو باپ کے کارخانے اور سرمائے کو درہم برہم کردے سو یہ کارخانہ دنیا کا ویسے ہی چل رہا ہے اور جہان قائم اور برقرار ہے اس سے ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام کپوت بیٹا بھی نہین ہے۔

اب فرمائے کہ مسیح علیہ السلام جسکو آپ خدا کا بیٹا قرار دیتے ہین کیسے بیٹا ہوسکتا ہے۔

یہ وہ مدلل مسئلہ لاجواب تھا کہ پادری صاحب کو بجز سکوت کے کیا جواب آسکتا تھا۔

تیسرا جو یہ عقیدہ ہے کہ دنیا مین بندونکی مغفرت اور نجات کے لیے خداوند تعالیٰ نے اپنے بیٹے مسیح علیہ السلام کو بھیجا کہ وہ کفارہ سبکے گناہون کا ہوجاے تاکہ جو اُسپر ایمان لائین اُن کو وہ بخشدے۔

یہ خیال بھی فطرت کے خلاف ہے کیونکہ دین ازروے فطرت ہے اور خاص غرض دین کی یہی ہے کہ سب بنی نوع انسان خدا کو مانکر اُسکا خوف کرین اور گناہ سے بچتے رہین کیونکہ نظام عالم جبھی قائم رہسکتا ہے کہ علی العموم مذہبی خیال لوگونکو ہو ورنہ اس خیال کے نرکھنے سے نہ دنیا مین امن ہوسکتا ہے اور نہ مخلوق کو آسایش۔

اسی خیال نے یہ سب باتین کر رکھی ہین جس سے دنیا مین یہ بہار آرہی ہے اور لوگ اگرچہ مختلف مذاہب رکھتے ہین مگر قتل۔ چوری۔ زناکاری۔ دغا فریب کو سب گناہ کبیرہ سمجھتے ہین۔ وہ کیا چیز ہے جسنے اُنکے دل مین ان امور کو جرم قرار دیا ہے وہ خیال صرف عاقبت کا ہی خیال ہے جو اُنکو خوف زدہ کر رہا ہے اور وہ گناہونکے ارتکاب سے ڈرتے ہین اسی پر امن خلائق کا مدار ہے۔

جب لوگ یہ سمجھ لینگے کہ ہمارے گناہون کا بار مسیح علیہ السلام نے اُٹھالیا ہے تو اُن کو گناہ

کرنے کی جرأت ہوگی اور وہ گناہ کرتے ہوئے ہرگز خوف نہین کرینگے ملک مین کثرت واردات سے فتنہ اور فساد پھیل جائیگا امن و آسایش نام کو نرہیگی۔
قدرت نے جو مذہبی خیال سبکے دل مین ڈالا ہے وہ باطل ہو جائیگا اور نظام عالم مین برہمی پڑجائیگی پس جو مذہب معصیت اور گنہگاری سے لوگونکے دل کو اطمینان دلاتا ہے وہ مذہب عین فطرت کے خلاف ہے۔ کیونکہ اقتضائے فطرت یہی ہے کہ کوئی کسی کا بار گناہ نہین اٹھا سکتا۔
کرے کوئی اور بھرے کوئی محض انصاف کے خلاف ہے۔ یہ مسئلہ ایجاد بندہ ہی ایسا دین خدائی دین نہین ہوسکتا جسکا بطلان ظاہر۔

"رسالت"

دوسرا اصول مذہب کا "رسالت" ہے

تجربے سے معلوم ہوا کہ عقل جو قدرت نے ہمکو عطا کی ہے وہ ایک ایسا چراغ روشن جسم مین ہے جو ہمکو ہر ایک تاریک اور نورانی جسم کی جہان ہماری نگاہ نہین پہونچ سکتی نہ دیگر حواس پہونچ سکتے ہین خبر دیتی ہے ہر ایک نیک و بد ہمکو اُسکے ذریعے سے دریافت ہوتا ہے۔
جو امر ہنوز ظہور مین نہین آیا اُسکی صورت بنا کر یہ عقل آنکھون کے سامنے کھڑی کر دیتی ہے کہ اگر ایسا کروگے تو ایسا ہوگا۔
وہ ہمکو نیکی کی جانب رجوع کرتی ہے اور بدی سے ہمکو بچاتی ہے۔
اس مین اور اُس خواہش مین جو ہمکو بدی کی جانب راغب کرتی ہے ہمیشہ اختلاف رہتا ہے جب یہ غالب ہو جاتی ہے تو ہم اُس بدی سے محفوظ رہتے ہین ورنہ اُس خواہش نفسانی مین مبتلا ہو کر گنہگار اور مجرم ہو جاتے ہین۔
اس عقل کا فطرتی خاصہ یہ ہے کہ وہ جہانتک ممکن ہو آدمی کی اصلاح اور تہذیب و شایستگی

اور بہبودی مین کوشش کرے اور اُسکو خداوند تعالی کی نافرمانی اور گنہگاری سے بچائے۔
اگر یہ چراغ روشن آدمی کے جسم مین نہوتا تو یہ محض نکما اور ناکارہ تھا۔
جب اس مین فرق آجاتا ہے تو آدمی دیوانہ ہوجاتا ہے اور کچھ بھی اپنا نیک و بد نہین سمجھتا نہ اپنے
مال کی حفاظت کا اُسکو خیال ہوتا ہے نہ جان کے تلف کرنے کا ملال۔
عزت۔ دولت۔ راحت۔ کلفت۔ ذلت کسی کی جانب بھی اُسکی نظر نہین رہتی
درصل یہ عقل ہماری نہایت درجہ محافظ اور صلاح کار اور اعلی درجے کی مفید مطلب چیز ہے۔
لیکن جہان اس مین تمام خوبیان اور سراپا نکوئیان ہین وہان اتنا نقص بھی اُسکو لگا ہوا ہے کہ
یہ خطا سے محفوظ نہین۔
کیسا ہی عقلمند اور ذکی اور فہیم ہو مگر کسی نہ کسی وقت وہ ضرور خطا کھا جاتا ہے اور کوئی رائے
ایسی دیتا ہے جسکا نتیجہ نہایت ہی مضر اور خراب نکلتا ہے۔
یونان کی عقل نہایت مشہور اور مسلم ہے **بطلیموس** وہانکے حکما مین اعلی درجے کا
عقلمند اور دانا حکیم ہوا ہے جسکے مقلد **افلاطون** اور **ارسطو** جیسے مشہور اور نامی
فلاسفر ہو گذرے ہین اسکی رائے تھی کہ زمین ساکن ہے اور آسمان کو گردش ہے۔
یہ عقیدہ تمام دنیا مین پھیل گیا اور ہزارون برس تک لوگ اسی بات کے قائل رہے اور زمین
کے سکون اور افلاک کی گردش پر صدہا رسالے تصنیف ہوئے اور ہنوز بھی کروڑہا آدمی
اسی پر جمے ہوئے ہین۔
بعد مین جو ایک حکیم حاذق اُسی ملک یونان مین **فیثاغورث** ہوا تو اُسکی عقل بطلیموس
کے خلاف اس جانب گئی کہ زمین آفتاب کے گرد پھرتی ہے اُسنے اس طرح سے دلائل روشن کے
ساتھ اس مسئلے کو لوگون کے ذہن نشین کیا کہ بہت آسانی سے لوگ سمجھ کر حیران رہگئے اور
خداوند تعالی کی اس قدرت کو دیکھکر انکی عقل دنگ ہوگئی اور کوئی تردید عمدہ براہین کے
ساتھ اُسکے دعوی کی وہ نہین کرسکے۔

اسکے بعد جو حکما ہوئے سب نے فیثاغورث کی رائے کو پسند کیا اور بطلیموس کی رائے کو باطل -
اس سے معلوم ہوا کہ عقل خطا سے محفوظ نہین ہے اور جسکے واسطے فطرتی خطا لگی ہوئی ہو کہ
وہ غلطی بھی کرتی ہے تو اسپر اعتماد کامل نہین کیا جا سکتا -
دنیا مین کوئی عقلمند یہ دعویٰ نہین کرسکتا کہ میری عقل کبھی خطا نہین کرتی نہ آجتک کسی نے یہ دعویٰ کیا -
جس حالت مین عقل کی یہ کیفیت ہو کہ وہ خطا سے محفوظ نہین اور روح کی شایستگی اور تہذیب کے
لیے دھرم یعنی دین لازمی ہے تو روح کو صرف عقل کے بھروسے پر چھوڑنا اور دین کا مدار عقل پر
رکھنا خلاف فطرت تھا -
کیونکہ جس حالت مین عقل کی نسبت غلطی کا احتمال ہے اور مذہب ایک امر غیبی اور اسرار آلہی
ہے تو لازم ہوا کہ کوئی چیز عقل کے سوا انسان کی روحانی صلاح کے لیے ایسی ہونی چاہیے کہ
جو خطا سے محفوظ ہو اور وہ ایسی چیز ہو جس مین کوئی احتمال کسی قسم کا باقی نرہے اور وہ
منجانب اللہ ہو تا کہ اسکو سب آدمی محکم سمجھ کر یقین کرین اور اس کا اتباع کرنے سے حیات
جاودانی کا لطف اُٹھائین -
اسکے واسطے قدرت نے بندونکی روحانی صلاح کے لیے رفع حجت کی غرض سے الہام کا
قاعدہ مقرر فرمایا جسمین خطا کا احتمال تک نہین ہے -
اسی کا نام پیام آلہی اور اسی کا نام **وحی** ہے پھر جیسا یہ پیام خالص اور خطا اور جملہ عیوب سے
پاک وصاف تھا اُسکے واسطے مقتضائے فطرت لازم ہوا کہ جس پر وہ پیام نازل ہو وہ بھی
ازروے فطرت نہایت سچا اور خالص اور سنجیدہ انسان ہو جسمین گناہ اور نافرمانی کا فطرتی اثر
نہووے اور خدا کے احکام پہونچانے اور اُسکی اشاعت کرنے مین ہردم ساعی اور قوم کا بجان
و دل ہوا خواہ اور سچا ریفارمر ہو -
وہ کسی ذاتی غرض سے غرض نرکھتا ہو خالص خدا کے واسطے لوگون کی تہذیب اور روحانی
اصلاح کرتا ہو وہ خود مقدس ہو ایماندار ہو معصوم ہو -

خداوند تعالیٰ کے احکام کا پورا پابند اور جملہ گناہون سے پاک و منزہ ہو اور ان احکام کی تعمیل مین خواہ اُسکے مال کا خواہ اُسکے اہل وعیال کا یا اُسکی جان کا گو کیسا ہی نقصان ہو اور اُسکو قوم کیسے ہی عذاب دے قسم قسم کے مصائب اُسکو اُٹھانے پڑین خواہ کوئی اُسکو جلتی ہوئی آگ مین ڈالدے یا اُسکے گلے پر چھری پھیر دے مگر وہ اُس کلمہ حق سے باز نہ رہے تمام دنیا اور اُسکی جملہ کائنات کی رائی کے دانے کی برابر بھی اُسکی نگاہ مین وقعت نہو ئے۔

ایسے شخص مقدس کو قدرت نے فطرت کی رو سے اُس الہام اور وحی کے لیے منتخب کیا اور روحی سے اُسکی تصدیق فرمائی کہ "یہ ہمارا نائب اور برگزیدہ بندہ ہے جو کہے اُسکو سنو اور بسر و چشم منظور کرو"

"اگر اسکا حکم نہین مانو گے اور دوسرونکے کہنے سننے کی موافق اُسکے خلاف مین رہو گے تو آسمانی عذاب نازل ہونگے" "دنیا مین رسوائی اور بلا اور آخرت مین دائمی عذاب دیا جائیگا اور روسیاہ ہو کر میدان حشر مین پکڑے ہوئے آؤ گے اور جو اطاعت اور فرمانبرداری کرو گے تو دنیا مین عزت کے ساتھ بسر کرو گے اور عاقبت مین حیات جاودانی اور عیش و کامرانی کا مزہ اور لطف اُٹھاؤ گے"

"ایک ایسے عمدہ اور پاکیزہ عشرت منزل مین تمکو رکھا جائیگا کہ جسکے آرام اور عیش کا لطف تمھاری عقل مین بھی نہین آسکتا ہے"

"فرمان بردار بندون کے واسطے جسقدر آرام اور عیش کی زندگی اعزاز کے ساتھ بعد مرنے کے ہے ویسا لطف اور عیش نہ آجتک کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کانون نے سنا اور نہ کسی کے دل مین ایسا خیال گذرا"

قدرت نے اپنے ایسے منتخب اور رجیدہ اور برگزیدہ بندے کو لقب رسول و نبی کا از روے وحی عنایت فرمایا معجزات اور فطرتی اثر نے شہادت دیدی کہ یہ وہ مقدس اور بزرگ لوگ ہین جو وحی کے لیے منتخب کیے گیے ہین۔

جس وقت آدم علیہ السلام کا ظہور دنیا مین ہوا اسیکے ساتھ ہی وحی کا نزول کیا گیا۔

آدم علیہ السلام جن سے نسل انسان کی چلی اور جنکو مذہب ثلثہ آدم اور مجوسی آباد اور مشرکین آد اور مہادیو کہتے ہین بہشت سے نکالے گئے تھے۔

اگرچہ مشرکین اس طرح سے حضرت آدم علیہ السلام کے دنیا مین آنے کی تصدیق نہین کرتے اور اس بارے مین اُنکے مختلف اقوال ہین لیکن یہود۔ نصاری مسلمان اسپر متفق ہین اور اُنکی آسمانی کتابین اسکی شاہد۔

یہ آدم علیہ السلام سب سے پہلا انسان پہلا نبی پہلا رسول اور سب آدمیونکا باپ ہے۔ جو اس وقت روے زمین پر ہین اور ابتداے آفرینش انسان سے ابتک گذر چکے ہین۔

یہ ضرور ہے کہ جس شخص نے نعماے جنت کا لطف اُٹھایا تھا اور وہ فلک الافلاک کی سیر کر رہا تھا اور مسجود ملائک تھا جب اس تودہ خاک پر پٹکا گیا ہوگا تو کیسا کچھ صدمہ اور غضب کا حادثہ اُسکے دل پر نہ ہوا ہوگا ایسے وقت مین جب تک پیام الٰہی نے اُسکو اُسی مقام کے ملنے کا مژدہ نہین سُنایا ہوگا اُسکا غم فرو نہین ہوا ہوگا۔

اسواسطے اول وحی اُسپر یہی نازل ہوئی کہ "آیندہ ہماری ہدایت پر جو ہم وحی اور الہام کے ذریعے سے وقتاً فوقتاً نازل کرتے رہینگے تو اور تیری اولاد عمل کریگی تو وہی مقام پھر ہمیشہ کے لیے اسطرح سے نصیب ہوگا کہ وہانسے کبھی نکالے نہین جاؤگے سو چند روزہ اُس قیام دنیوی مین ٹہر صبر کرو اور دنیا مین جو ساگ پات۔ غلہ وغیرہ کاشتکاری کے ذریعے سے حاصل کروگے وہی تمہاری غذا ہے جوتو۔ بوؤ۔ کماؤ اور کھاؤ"

اگر اُسوقت وحی یہ رہبری نکرتی تو آدم علیہ السلام کے کھانے پینے رہنے سہنے کا کچھ بھی بندوبست نہوتا۔ اسی وحی نے غلے کا بونا زمین کا جوتنا۔ پیسنا۔ پکانا سب تعلیم کر دیا۔

پھر جب زمین پر آدمیون کی کثرت ہوگئی اور دنیوی امور مین ایجادین ہونے لگین اور خود آدمی اپنی عقل خداداد سے انتظام تمدن کرنے لگے اور بندے خداوند تعالیٰ کی نافرمانی کی جانب مائل ہونے لگا اور فطرتی اصول کے خلاف وہ بت پرستی کرنے لگے اور بعض یہانتک

سرکش ہو گئے کہ وہ اپنے جاہ و حشم پر مغرور ہو کر اپنے کو خدا کہلانے لگے تو اُس وقت وحی اس نافرمانی اور سرکشی کے دور کرنے کے لیے خاص روحانی صلاح کے واسطے نازل ہونے لگی۔ جسکی فرمانبرداری کوئی فریق ہمیشہ کرتا رہا اور وہی فریق فرمان بردار او رخدا پرست کہلایا باقی فریق جو اُسکے خلاف مین رہے وہ منکر اور نافرمان کے نام سے نامزد ہوئے اور پھر اُنمین بہت سے فریق ہو گئے اور نفاق بڑھتا چلا گیا۔

باہمی فساد اور خونریزی نے یہ تفرقہ ڈالا کہ بنی نوع انسان جو سبکو ایک باپ کا بیٹا سمجھتے تھے ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگے اور ایک فریق دوسرے فریق کو غیر جنس خیال کرنے لگا۔

امتداد زمانے نے وہ برادرانہ رشتہ منقطع کر کے تقلید آبائی کو مذہب اور قوم بنا دیا جسکو جہالت نے رنگ برنگ کے جلووں سے وہ رنگ دیا جسکی صورتین اور طرزین آج ہزارون قسم کی ہم دنیا مین دیکھ رہے ہین یہ ہے روحانی خاکہ جسکی اسطرح سے خاک گھر گھر اُڑائی جا رہی ہے اور اُسکو مذہب حقانی اور سچا دھرم یقین کیا جا رہا ہے۔

جب لوگ حقیقت سے دور ہو کر آبائی تقلید پر جم گئے اور پیغمبر وقت کے فرمان کو وہ اپنی ضد اور سرکشی سے جھٹلانے لگے اور اُسکی جان کے لاگو ہو گئے اور یہ وتیرہ اُنھون نے اختیار کر لیا کہ آبائی طریق گو کیسا ہی خراب۔ ذلیل۔ بیہودہ اور محض جھوٹا ہو اُسکو ہرگز ترک نہین کرنا چاہیے نہ اُسکی تحقیق کی ضرورت ہے اور نہ تفتیش کی حاجت اپنے وہم اور گمان سے جو بزرگون نے شیوہ اختیار کیا ہے وہ مسلم اور قطعی فرمانِ ناطق ہے۔

ایسی حالت مین وہ گمراہ اور نئے دین کیسے نہوتے اصل گمراہی کا سبب یہی خیال ہے جس کا نام تقلید آبائی ہے۔

اگر سب لوگ اس ناقص خیال کو چھوڑ دین اور باپ دادا کے قدم بقدم چلنے کی پیروی نکرین تو بہت جلد اور بکثرت وہ راہ راست پر آجائین اور اس گمراہی سے جسنے اُنکی روح کو مکدر اور خراب کر رکھا ہے نجات پائین۔

یہ بحث ہمنے کتاب المہدی مین بھی کی ہے۔

تقلید آبائی کا خیال سب فریق مین ہے لیکن ان لوگون نے جو مذہب کو نہایت ہی اہم اور حیات ابدی کا ذریعہ جانتے ہین اُسکی حقیقت کو دریافت کیا ہے۔

اُنکو خداوند تعالی پر یقین ہے کہ بعد مرنے کے ہم اسیکے روبرو پیش کیے جائینگے اور وہ ہم سے سب طرح کا مواخذہ کرنے والا ہے جسکے روبرو کسیکی قرابت کسی کی حمایت کچھ فایدہ ندے گی جو عذاب و ثواب ہوگا وہ بھگتنا اور اُٹھانا پڑیگا۔

تقلید آبائی کی برابر کوئی دشمن انسان کا نہین ہے اسنے لاکھون کو غارت کردیا کروڑون گھر برباد کردئے ملک کے ملک تہس نہس ہوگئے۔

آدمی کو آنکھین دی گئین عقل دی گئی ہوش و حواس سب اسی غرض سے قدرت نے دیے ہین کہ یہ دوسرونکے بھروسے پر نرہے اپنی سعی اور محنت سے فوائد دارین حاصل کرے۔

جنکو یہ سمجھ ہے وہ ہرگز اُس آبائی تقلید کے دام فریب مین نہین آتے ہین فوراً اُس سے کنارہ کرکے علیحدہ ہوجاتے ہین اور شب و روز اُنکے خیالات عالم بالا کی جانب لگے رہتے ہین جیساکہ مسافر بار بار گھڑی کو چلنے کے وقت کے انتظار مین دیکھتا ہے اسی طرح سے یہ کبھی اپنے قوی پر کبھی عضا پر کہین بالون کی سفیدی پر کہین بدن کے ضعف پر نظر کرکے امادہ ہوتے ہین کہ اب انگی مین زیادہ وقفہ نہین اور جسقدر رکنے سے ہوسکتا ہے وہ اپنا کوئی وقت ضائع نہین کرتے سفر کی تیاری مین ہردم مستعد رہتے ہین اور جو کام کرتے ہین وہین کا فائدہ سمجھکر کرتے ہین اوران کو کچھ خیال اور کسی نفع یا نقصان کا نہین ہے وہ دنیا کے غم اور عیش کی کچھ پروا نہین کرتے بڑا فکر اُنکے دل کو وہین کا لگا ہوا ہے جہان اُنکو ابداً لآباد رہنا ہے۔

ایک دراز عرصے تک فرمان بردار بندے رسالت ہی جانتے رہے اور خدا کی توحید اور انبیا کی رسالت کے وہ قائل رہے۔

پہلا اصول جو قائم کیا گیا وہ یہی تھا کہ "ایک خدا کے سوا کوئی معبود نہین ہے"

اسی اصول کو سب ایماندار بندون نے تسلیم کیا اور ایک ہی خدا کی پرستش ملک در ملک ہوتی رہی۔ انبیا کا فریق جو ہر ایک ملک اور علاقے مین پیدا ہوا وہ بھی منادی کرتا رہا کہ خدائے واحد کی عبادت کرو اور کسی کو اُسکے حکم مین شریک مت سمجھو۔

طبائع کا اختلاف فطرتی خاصہ ہے سب سے پہلے اختلاف ان فرمان بردارون مین اُن لوگون نے کیا جو موسیٰ علیہ السلام کے پیرو کار تھے کیونکہ اس سے پہلے اختلاف اس فریق مین نہین پایا جاتا۔

اس فرقے کے اکثر آدمیون نے اپنی جہالت اور ضد سے حضرت مسیح علیہ السلام کی رسالت سے انکار کیا اور اونکی جان کے دشمن ہوگئے اور اپنے اور عیسائیون کے عندیہ مین اُنھون نے مسیح علیہ السلام کو سولی پر چڑھا دیا اور اپنے اختلاف اور انکاری حجتین اور دلیلین قائم کرنی شروع کین۔

موسیٰ علیہ السلام کو نبی آخرالزمان اور عُزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اُنھون نے قرار دیا۔ سب سے اول قانون فطرت کو یہودیون نے توڑا کہ خداوند تعالیٰ جو کسی کا باپ یا بیٹا ہونے سے مُبرا ہے جو شان اُلوہیت کے خلاف ہے اُسکو صاحب اولاد تسلیم کرلیا۔

یہ مسئلہ اور عقیدہ تو پہلے ہی شائع ہوچکا تھا اور عیسیٰ علیہ السلام کو قدرت نے اپنا کرشمہ دکھلانے کے لیے بدون باپ کے پیدا کیا پھر عیسائی کیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار نہ دیتے۔

اُنھون نے بڑے مبالغے اور دلائل کے ساتھ علانیہ اس عقیدے کا اعلان کیا اور اپنے عقیدے کو محکم اور مدلل کرنے کے واسطے یہ اجتہاد کیا کہ انبیا معصوم نہ تھے وہ سب گنہ گار اور خطا کار تھے۔

اس لیے لازم ہوا کہ ایسی ذات عالم شہود مین جلوہ گر ہو جو گناہ کی سزاوار اور مرتکب جرم کسی طرح نہوسکے سو خدا کا ہی درجہ باقی رہگیا تھا اسواسطے یہ مغالطہ دیا گیا کہ خداوند تعالیٰ نے انبیا کو جب معصوم نہ دیکھا تو بندون کی ہدایت اور گناہون کے کفارے کے لیے اپنے بیٹے مسیح علیہ السلام

کو دنیا مین بھیجا اور سب انبیا پر جنکو وہ رسول اور نبی یقین کرتے تھے الزام لگانے شروع کیے
اور وہ قاعدۂ فطرتی عصمت کا جو انبیا کے لیے مخصوص تھا یک قلم شکست ہو گیا۔
ان لوگون نے یہ غور نہین کی کہ فطرت کی رو سے بیٹا باپ سے بڑھکر یا اُسکی برابر ہونا چاہیے اور جبکہ
خدا کا بیٹا تو کسی طرح سے بھی باپ سے کم ہونے کی لائق نہین ہے اگر ہم یہ عقیدہ رکھینگے تو خدا کی خدائی
جو شرک سے مبرا ہے باطل ہو جائیگی اور ایک خدا کے دو خدا ماننے پڑینگے جو خلافِ فطرت ہے۔
پھر **عیسیٰ** علیہ السلام مان کے پیٹ سے تولد ہوئے کھانا ویسے ہی کھاتے تھے جیسے سب آدمی
کھاتے ہین دیگر حوائج انسانی کی اُنکو ایسی ہی ضرورت تھی جیسی سب آدمیون کو ہے گرمی سردی برابر
اُنکو پہونچتی تھی اور بقول یہود و نصاریٰ اُنکو قوم نے قتل کیا زمین اپنی جگہ پر آسمان اپنے مقام پر
اسی طرح سے قائم رہے سورج اور چاند بدستور چلتے اور اپنے اسی اندازے پر دورہ کرتے رہے
بیٹے نے اتنا بھی نہین کیا کہ ایک ستارہ بھی ایک جگہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ رکھدیتا یا کوئی نئی
مخلوق بنا کر دکھلاتا یا اس مخلوقات مین کوئی تغیر یا تبدل ہی کرتا خدا کے بیٹے ہونے کی لائق کے
جو کام تھے اُن مین سے ایک بھی تو نہین کیا اور قوم نے ادنیٰ آدمی کی مثال اُس کو گرفتار
کر کے سولی پر چڑھا دیا۔
واقعی قانون فطرت خدا کا ہی بنایا ہوا ہے اور یہ کسی کے اختیار مین نہین ہے اور کوئی اُسکے
حکم مین ذرا بھی دخل کسی طرح کا نہین رکھ سکتا وہی مالک اور سب کا خالق ہے۔
مسیحی ایک وقت مین تثلیث کے خیال سے بالکل علحدہ تھے اور **مسیح** علیہ السلام کو
خدا کا بندہ اور برگزیدہ پیغمبر جانتے تھے۔
ایک عرصے کے بعد یہودیون کی چپقلش اور باہمی معرکہ آرائی نے اُنہین یہ خیال ڈالدیا کہ عیسیٰ ع
بندہ نہین خدا کا بیٹا ہے جسکو بعض بعض جاہلون نے تسلیم کر لیا اور پھر یہ عقیدہ عام ہو گیا۔
یہ امر مسلم ہے کہ **عیسائی** جو بکثرت **یوروپ** کے خطے مین آباد ہین یک قلم جاہل اور ناخواندے
تھے ایک ہزار برس کا زمانہ یوروپ کا **ڈارک ایجیز** (تاریکی کا زمانہ) کہلاتا ہے جسمین علوم کی تعلیم

بالکل اُٹھ گئی تھی اور جہالت نے ہر چہار طرف سے اُن کو گھیر لیا تھا۔
علوم سے علی العموم اہل یوروپ کو کلی نفرت تھی علم پڑھنا قانوناً جرم تھا اور سب کا یہ خیال تھا کہ علم پڑھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے ایسی حالت مین ایسے پوچ اور ناقص عقیدے کو زیادہ رواج ہو گیا اور جہالت کے باعث نسلاً در نسلاً یہ اعتقاد جمتا اور پھیلتا چلا گیا۔
جہالت جب غالب ہو جاتی ہے تو وہ انسان کو صلاح سے دور ڈالدیتی ہے اور ناقص خیال اور ناقص عقیدے دلون مین حلول کرتے چلے جاتے ہین۔
جس حالت مین عیسائی علوم کو چھوڑ بیٹھے تو اُن مین وہ قوت نرہی کہ وہ ایسے ناقص خیالات جاہلانہ کو علمی زور سے دفع کرتے مذہب پاک جو اُنکا تھا وہ مذہب نرہا پابندی رسم ورواج ہو گیا۔
پہلے عیسائی خدا کے احکام کے پابند تھے اب وہ تقلید آبائی کے تابع ہو گئے۔
مذہب کا حال علم سے ہی کھلتا ہے اور ہر شے کی کیفیت علم کے ذریعے سے ہی دریافت ہوتی ہر ناخواندہ آدمی واقعی نصف وحشی ہے۔
کوئی قوم ہو جہان اُسکے سر سے علم کا سایہ علیحدہ ہوا اور اُس قوم پر ادبار آیا ناواقفیت کی حالت مین یہ ٹھوکرین کھائیگا۔ بہکیگا اور گمراہ ہو جائیگا اور جب اُسکو بوجہ لاعلمی اصلیت کی خبر ہی نہو گی تو ناچار رسم ورواج اور تقلید آبائی کی پیروی کرنی پڑیگی۔
کچھ عیسائیون پر ہی منحصر نہین ہے کہ اُنمین اختلاف پڑگیا اور اپنے مقدس اور خالص دین مین اُنھون نے افراط تفریط کردی اور اپنی خود رائی سے مذہب کے جاہل علمانے اُسکو خراب کر دیا بلکہ یہود ۔ مجوس اور اہل اسلام کی بھی یہی حالت ہے کہ ان فرقون مین جسقدر جہالت نے اپنا دخل کیا ہے اور جسقدر وہ علوم سے دور ہو گئے ہین اُسی قدر اُنکے مذاہب کو نقصان پہونچے ہین اور اصلی عقائد مین فرق آگیا ہے۔
یہودی اور عیسائیون مین اسقدر خون ریزیان اور معرکہ آرائیان ہوئی ہین کہ جسکی نظیر دوسری قوم مین نہین مل سکتی دفتر کے دفتر اُنکے جدال و قتال کے واقعات سے بھرے ہوئے ہین۔

جب تک یہودی اپنی سلطنت کو ہمیشہ کے لیے کھو نہین بیٹھے لڑائی سے باز نہین رہے ایسی حالت مین ایک دوسرے کے خراب اور برباد کرنے اور اپنے دعوی کی تصدیق کی غرض سے مذہبی کتابون مین اُنھون نے تحریف کردی -

اسی وجہ سے وہ آسمانی کتابین اُنکی قابل سند نہین ہین اور اسوقت جو توریت - زبور - انجیل عہد عتیق اور عہد جدید کے نام سے اہل کتاب کے ہاتھ مین ہین وہ توریت - زبور - انجیل نہین ہین جو موسیٰ علیہ السلام اور داود علیہ السلام اور عیسی علیہ السلام پر نازل ہوئی تھین -

اُن آسمانی کتابونمین پولوس یہودی نے بالکل ردوبدل کردی اور یہی دین عیسوی کی خرابی اور بربادی کا بانی ہے جو پولوس مقدس کے نام سے عیسائیون کے یہان پکارا جاتا ہے - خاص انجیل مُقدس حواریونکے کلام سے معمور ہے جو حواریونکے کلام کو بھی کلام الٰہی سمجھتے ہین - بڑی نادانی اور سخت غلطی کی بات ہے کہ جس حالت مین یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا کہ کتب آسمانی جن کلمات کے ساتھ انبیا پر نازل ہوئی تھین یہ وہ کتابین نہین ہین اور آدمیونکی طبع زاد اور ایجاد ہین تو اب اُنکے اوپر اعتماد کرنا اور اُنسے نجات کی اُمید رکھنا اہل یوروپ کی دانشمندی سے نہایت بعید ہے اور یہی باعث ہے کہ دو حصے یوروپ ملحد ہوچلا ہے اور مذہب سے آزاد ہوتا جاتا ہے -

یہ ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ یہودی - عیسائی - مسلمان اپنے اپنے مذہب کو بموجب فطرت بتلاتے ہین اور پہلے نوشتون اور دنیا کی تاریخونسے ثابت ہے کہ یہ مذاہب قدیمی ہین اور ان تینون مذہبونمین جیسا اتفاق اور اُنکے عقائد ملے جلے ہین ایسے اور مذہبونکے نہین اور ازروی فطرت ہمکو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دین حق انھین مذہبونمین ہے اور انھین کے اصول کچھ دل کو لگتے ہین - باقی مذاہب جو دنیا کے پردے پر ہین وہ محض لچر اور بیہودہ ہین جنکو فطرت قبول نہین کرسکتی اور وہ کوئی مذہبی پابندی نہین ہے بلکہ وہ ملکی رسم و رواج اور باپ دادا کی لکیر کے فقیر ہین اور انھون نے جو مذہبی تاویل کی ہے وہ اُنھین مذہب ثلاثہ کے اصول اور فروع کی تاویل ہے سُو دو مذہب یہودی اور عیسائیونکے اوّل اور دوم اصول کا حال خلاف فطرت ہونا ناظرین کو ملاحظہ بیان بالا سے

معلوم ہو گیا ہوگا کہ وہ دھوکے مین پڑ گئے اور اُنھون نے سب سے اعلیٰ مذہبی اصول کو توڑ دیا اور گو اُنھون نے بُت پرستی اشیاپرستی نہین اختیار کی مگر عقیدے مین وہ مشرک ہو گئے۔

جن لوگون کی عقل سلیم اور رائے سنجیدہ تھی اور وہ کتب آسمانی کے نکات اور غوامض کو اچھی طرح سے سمجھتے تھے وہ اس بلا مین مبتلا نہین ہوئے اور اُنھون نے اُس قانون فطرت سے جو مذہب کے لیے قدرت نے عطا کیا ہے تجاوز نہین کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بے پدر پیدا ہونے سے اُنکو کوئی تعجب نہین ہوا اور وہ سمجھ گئے کہ جس خدا مین یہ قدرت ہے کہ اُسنے ایک جوڑے کو بدون ماں باپ کے پیدا کر دیا اُسکے نزدیک بے باپ کے کسی کا پیدا کرنا کیا بڑی بات ہے۔

اگر اس سے زیادہ بھی خداوند تعالیٰ اپنی قدرت کا نمونہ دکھلائے جب بھی کوئی عجب نہین ہے وہ سب طرح کی قدرت رکھتا ہے۔

اس سے زیادہ حیرت انگیز نمونہ اُسکی شان کبریائی کا دن اور رات ہی کہ جسوقت دن ہوتا ہی تو یہ کیفیت ہوتی ہے کہ تاریکی کا نام نہین رہتا تمام عالم ایسا روشن ہو جاتا ہی کہ غور کرنے سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ اب یہ روشنی کہین جا سکتی ہے لیکن چار پہر کے بعد وہ کالی رات ڈرانی یک بیک آجاتی ہی کہ اُس روشنی کی نمود تک باقی نہین رہتی۔

یا تو تمام دنیا مین اُجالا اور چہل پہل ہو رہی تھی اور سب آدمی چرند پرند وغیرہ اُچھل کود کر رہے تھے یا اب ایک سناٹے کا عالم چھایا ہوا ہے اور تمام دنیا مین اندھیرا پڑا ہوا ہے گویا کہ کوئی ذی روح نہین ہے اور دنیا بالکل ویران اور ایک اُجڑا جہان ہے۔

اُس وقت ایسی حالت ہوتی ہے کہ یہ خیال بھی نہین ہوتا کہ اب عالم مین پھر ویسی ہی چمک دمک ہو جائیگی اور وہی بہار اور وہی رونق رفتہ از سر نو پھر آجائیگی لیکن دس بارہ گھنٹے کے بعد ایک نئی حالت پلٹ جاتی ہی نہ ستارونکی چمک کا نشان رہتا ہی اور نہ اندھیرے کا نام۔

یا تو تمام دنیا مردہ پڑی ہوئی تھی یا اب سب جگہ نور کا عالم اور حیوان چرند پرند ایک شور و غل

کر رہے ہین گویا ابھی زندہ ہوئے ہین۔

اس طلسم سے جو ہر روز ہوتا ہے کچھ تعجب نہین ہوتا ایک حضرت **مسیح** علیہ السلام کے اس طرح

پیدا ہونے کو اعجوبہ خیال کر کے متحیر ہو رہے ہین۔

یہ بھی فطرتی خاصہ ہے کہ جس شے کو انسان روز مرّہ اپنی نظر سے دیکھتا ہے اُس سے وہ متعجب نہین

ہوتا اور نہ عبرت ناک ہوتا ہے کیسا ہی قدرت کا کرشمہ ہو اُسکے ہر وقت کے دیکھنے سے

مساوات ہو جاتی ہے۔

آدمی کا مرنا سچ پوچھو تو نہایت ہی خوفناک اور حیرت انگیز ہے کہ ابھی چلتا تھا پھرتا تھا بولتا تھا

کھاتا تھا پیتا تھا خوشیان کر رہا تھا یکبارگی ایسا ساکت ایسا بیہوش ہو گیا کہ کسی بات کی خبر

نہین سب اُسکی خاطر روتے ہین پیٹتے ہین چلاتے ہین کسی کی آواز نہین سُنتا۔

یا تو ایک پتے کے کھڑکے سے چونک پڑتا تھا یا اب ایسا بےحس و حرکت پڑا ہے کہ بجلی کا کڑکا

ہو تب بھی اُسکو کچھ خبر نہو۔

ایسی ایسی نشانیان دنیا مین ہزارون اور لاکھون فطرتی ہین اگر انسان غور کرے۔

جس حالت مین **یہودی** اور **عیسائیون** کے اصل اصول ہی باطل ہین یعنی **توحید** اور

رسالت تو دیگر عقائد سے گفتگو کرنا محض فضول ہے۔ "قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا"

بے شک اہل **یوروپ** علی الخصوص **جرمنی** اور **انگریز** دانا ہین۔ عقیل ہین

محقق ہین۔ غیر مقلد ہین۔ حکیم ہین۔ آزاد ہین۔ مورخ ہین۔ مبصر ہین۔ معقول پسند ہین

غرضکہ انسانی قابلیت مین وہ اعلیٰ پایہ رکھتے ہین مگر مذہب مین وہ نہایت بودے۔ پورے غافل

دُنیا پرست اور ناعاقبت اندیش ہین۔

روحانی ترقی مین ابھی تک اُنکا قدم پیچھے ہے اسمین اُنھون نے سوا اسکے کہ مذہب کی

جانب سے بدظن ہو گئے اور دہریہ بنگئے اور کچھ فائدہ حاصل نہین کیا۔

ہزارون لاکھون کروڑون آدمی یوروپ اور امریکا مین ایسے ہین کہ وہ کسی مذہب کے پابند نہین

وریہین

اور اُسکو وہ خیالی ڈھکوسلا سمجھتے ہین -
اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ عیسائیت کو نہایت سنجیدہ اور پاک مذہب سمجھے ہوئے تھے جب اُسکے قبائح پر اُنھون نے غور کی اور اُسکو خلاف فطرت پایا تو یہ گمان کرلیا کہ جب ایسا شایستہ مذہب بھی برحق نہین ہی اور اُسکا اصول فطرت کے خلاف ہی تو اب دنیا مین اس سے بہتر اور برتر کوئی مذہب نہوگا پس یہ عقیدۂ مذہبی ہی باطل ہے اور اس بارے مین سعی اور کوشش محض بیکار -
یہ فطرتی اثر ہے کہ ابتدا سے جسکو آدمی نہایت معتبر اور سچا سمجھتا ہے اور پھر بہت عرصے کے بعد اُسکا بطلان یقینی ذریعون سے پایۂ ثبوت کو پہونچ جاتا ہے تو وہ سبکی جانب سے بدگمان ہوجاتا ہے اور یہ سمجھ لیتا ہی کہ سب ایسے ہی ہونگے کوئی اعتبار کے لائق نہین ہے وہ بدگمانی اُنکی سدراہ ہوجاتی ہی -
لیکن اُنکو یہ ہرگز نہین خیال کرنا چاہیے کہ مذہبی خیال ہیچ ہی اور دنیا مین کوئی مذہب حق نہین ہے -
پہلا خیال لامذہبی کا ملحدانہ اور بیہودہ خیال ہے جسکو کوئی طبع سلیم نہین قبول کرسکتی -
تاریخی واقعات جو بدیہیات ہین وہ مذہب کی اصلیت کو پکار پکار کر اعلان کررہے ہین جنکو اقوام سابقہ نے برتا اور بھگتا ہے -
انبیا سے جو جو معاملات قوم کے ہوئے ہین وہ ایسے صاف اور روشن ہین جن مین کوئی محل اشتباہ کا نہین ہے -
ملک کے ملک اور قوم کی قوم اُنکی شہادت متواتر دے رہی ہے - اگر مذہب کی کوئی اصلیت نہوتی تو اُسکی خاطر قدرت اتنے زور کبھی نہ لگاتی کہ اپنی بنائی ہوئی مخلوق کو بوجہ نافرمانی اور الحاد کے دم کے دم مین غارت اور برباد کردیا شہر کے شہر بستیونکی بستیان یکبارگی ملیامیٹ کردین وہ کون لوگ تھے جو اسطرح کے ناگہانی عذاب اور آسمانی آفات سے مارے گئے وہ اسی خیال کے آدمی تھے جو یہ کہتے تھے کہ مذہب کوئی چیز نہین ہے ایک خیالی اور فرضی امر ہے انبیا اور رسول پے بہ پے اُنکے پاس آئے اور اُنکو سب طرح سے سمجھایا متنبہ کیا ڈرایا مگر وہ اپنے فلسفی علم کے گھمنڈ پر اُنکی تکذیب فلسفیانہ وضع سے کرتے رہے جسکے باعث وہ خدائی قہر

اور غضب کے مورد ہوئے غضب الٰہی اُن پر نازل ہوا اور وہ بے نام و نشان دنیا سے جاتے رہے اور دائمی عذاب کے سزاوار ہوئے۔

دوسرا خیال کل مذاہب کی جانب سے بدگمان ہونے کا خداوند تعالیٰ پر الزام کا باعث ہے جو الزام سے منزہ اور پاک ہے۔

اسکی تشریح پیشتر ہم کر آئے ہین کہ جیسے اُسنے جسمانی زندگانی کے لیے ہزارون لاکھون طرح کے سامان اس دنیا مین کیے ہین روحانی زندگی جو دائمی اور حیات ابدی ہے اُسکے واسطے خداوند تعالیٰ نے کچھ نہین کیا یہ خیال نہایت محال ہے۔

ایسے لوگون سے جو مذہب کو نہین مانتے ہمارا ایک ہی سوال ہے کہ وہ مذہب کو فرضی اور خیالی تصور کرتے ہین اگر وہ اصلی اور نہایت ضروری امر ہوا تو اُنکے اس خیال کا انجام کیا ہوگا مذہبی خیال رکھنے کا نتیجہ بہرحال عمدہ اور بہتر ہے۔

صاحبو! وہ بات اختیار کرو جسکا مآل کار تمھارے حق مین بہتر ہوا ور تم کو مرنے کے بعد پچھتانا اور افسوس کرنا نہ پڑے۔

اب **نوح** علیہ السلام جیسا پیغمبر تمکو ہدایت کرنے نہین آئیگا کہ عالم مین **طوفان** برپا کر دے حضرت **ابراہیم** علیہ السلام سا نبی موجود نہین جو آگ مین پڑکر سارے دہریون اور فلسفیون کی عقل خاک مین ملا دے۔

جناب **موسیٰ کلیم اللہ** تمھارے سمجھانے کے لیے **کوہ طور** سے نہین آئینگے کہ عصا کا اژدہا اور جیب سے ید بیضا نکالکر تمکو خائف اور متحیر کر دین۔

جناب **داؤد** علیہ السلام از سر نو زندہ نہین ہونگے جو لوہے کو موم کر کے تم کو دکھلا دین۔

کیا تم حضرت **مسیح** علیہ السلام کا انتظار کر رہے ہو جن کا نزول ابھی نہین ہوگا۔

اسلام

امر سوم

امر سوم جسپرمین ان اوراق کو ختم کرنا چاہتا ہون یہ ہے کہ ہم کس ذریعے سے باسانی دریافت کر سکتے ہین کہ یہ مذہب حق ہے۔

تھوڑی سی دیر کے واسطے ناظرین باتمکین اس حقیر تحریر کو بہ نظر انصاف توجہ کے ساتھ ملاحظہ فرمائین اور غور کرین کہ جو کچھ ذیل مین عرض کیا گیا ہے وہ از روے فطرت صحیح ہے یا غلط۔

مختصر طور سے اہل انصاف اور خدا کے ماننے والون کے روبرو چوتھا **مذہب اسلام** پیش کیا جاتا ہے۔

فطرت کی کسوٹی پر جیسے دیگر مذاہب پرکھے گئے ہین اسی طرح اسلام بھی پرکھا جائیگا۔

اس مذہب کے مدعی بڑے دعوی کے ساتھ **اسلام** کو خدائی مذہب موافق فطرت کے بتلاتے ہین اور وہ یہ دعوی کرتے ہین کہ **اسلام** ہی قدیم مذہب منجانب اللہ ہے۔

یہی مذہب حضرت **آدم** علیہ السلام کا اور یہی حضرت **ابراہیم و موسی و عیسی** علیہم السلام کا تھا جسمین اب لوگون نے اپنی نافہمی سے اختلاف کر رکھا ہے۔

اختلاف فطرتی خاصہ ہے اسی واسطے آدمیون کی طبائع مختلف ہین بڑے بڑے دانا اور حکما کی رایون مین قدیم سے اختلاف چلا آتا ہے۔

اسی وجہ سے آدمیون کی عقل پر مذہب کو نہین رکھا گیا اور جن مذاہب کے آدمیون نے ایسا کیا ہے وہ خدائی مذہب سے دور ہوتے چلے گئے ہین اور ان مذاہب مین صدہا عیب پڑ گئے ہین پس یہ عقدہ صرف عقل کے زور سے حل نہین ہو سکتا۔

لیکن ہمارا ہادی ہمارا رہبر سواے عقل کے اور کوئی نہین ہر نیک و بد کا حال اسی کی بدولت

سچا مذہب

ہمکو معلوم ہوتا ہے مذہب ہو یا فطرت اُنکے حالات واضح اور منکشف کرنے کا آلہ ہمارے پاس عقل ہی ہو سکتا ہے اور اسی سے ہمکو سب جگہ کام لینا چاہیے۔

اسمین شک نہین کہ عقل غلطی سے محفوظ نہین اور جو چیز ایسی ہے کہ وہ خطا بھی کرتی ہے اور غلطی اُسکی مسلم اور بدیہی ہے جسکو روزمرہ ہم دیکھتے اور برتتے ہین تو اُسپر کلی اعتماد اور پختہ بھروسا نہین کیا جا سکتا خاصکر غیبی معاملون مین اسی واسطے ہمنے اس سے قطع نظر کرکے فطرت کو اختیار کیا ہے کہ جو بدیہیات سے ہے اور اُسمین کوئی احتمال غلطی اور کمی بیشی کا نہین ہے کیونکہ قادر مطلق نے ہر چیز کو فطرت پر بنایا ہے اور فطرت ہی قانونِ قدرت ہے۔

اس لیے قدرتی مذہب وہی ہے جو فطرت سے ملتا ہو کیونکہ مذہب قانون الٰہی کا نام ہے۔

دین حق کے لیے مندرجۂ ذیل شرائط از روے فطرت ہین جس مذہب مین یہ شرائط ہونگے وہی سچا مذہب اور خدائی دین ہے باقی باطل۔

اسلام کو ہم انھین شرائط کے ساتھ جانچینگے۔

شرط اول۔ سچے مذہب کے اصول جو قدیم سے قائم کیے گئے ہون وہ بدستور قائم رہین کیونکہ مذہب قانون الٰہی کا نام ہے اور قانون الٰہی مین تبدیلی نہین۔

شرط دوم۔ وہ مذہب عام ہو یعنی سبکو ایک نگاہ سے دیکھے کسی نسل یا قوم کی ترجیح کا روادار نہو۔

شرط سوم۔ اُسکا اعلان اس کثرت کے ساتھ دنیا مین شایع ہو رہا ہو کہ کسی کو یہ عذر نرہے کہ ہمارے پاس وہ ہدایت نہین پہونچی۔

شرط چہارم۔ اُس مذہب کا قانون اور اُس قانون کی پابندی اس درجہ سہل اور آسان ہو کہ غریب سے غریب اور ضعیف سے ضعیف بھی اُسکا بار اُٹھا سکے۔

شرط پنجم۔ قانون از روے فطرت قدرتی ہو یعنی اُسکے احکام یہ ظاہر کرتے ہون کہ یہ احکام بموجب اقتضاے فطرت ہین۔

اُس قانون مین اصول عقائد اور عبادت۔ طریق تمدن۔ حُسن معاشرت۔ جزا۔ سزا۔ اوام

نواہی کے مفصل درج ہون اور کل مذہبون کا تذکرہ۔

شرط ششم۔ جو کتاب آسمانی ہو وہ اول سے آخر تک اُس قدرتی مذہب کی تائید اور اسکے پیشواؤن کی تصدیق صاف طور سے کرتی ہو اور اُس کتاب کے آسمانی ہونے کا اظہار اُسمین اچھی طرح سے کیا گیا ہو۔

شرط ہفتم۔ اُس کتاب مین یہ اظہار صاف لفظون مین کیا گیا ہو کہ یہ دین حق ہمیشہ کے لیے خدا کو پسند ہے اور اب اسی پر سبکو عمل کرنا چاہیے جو کوئی اُسکے خلاف دوسرا مذہب اختیار کریگا وہ قبول نہین کیا جائیگا۔

شرط ہشتم۔ تمام ملکون مین جو وہ آسمانی کتاب شائع ہو اُسمین ذرا بھی تغیر۔ تبدل۔ کمی اور بیشی نہو تحریف سے بالکل محفوظ ہو۔

شرط نہم۔ اُس کتاب مین یہ اعجاز ہو کہ بلاغت کے سوا ہدایت اور تہذیب اور شائستگی مین بے نظیر ہو منکرین کو خوف اور عبرت اور عاملون کو بشارت دیتی ہو۔

شرط دہم۔ جسپر وہ کتاب نازل ہوئی ہو اور جس طرح اور وضع سے اُسکا نزول ہو اُسکا اظہار بھی اُس کتاب مین کیا گیا ہو اور وہ شخص جسپر کتاب نازل ہوئی ہو برگزیدہ۔ نہایت سنجیدہ اور معصوم ہو۔ قدرت نے یہ قاعدہ قدیم سے رکھا ہے کہ ہر ایک کام کے لیے کوئی خاص شخص ہو کیونکہ جب تک اُسکے واسطے کوئی خاص منتظم نہو گا کام انتظام نہین پائیگا۔

سو دین کے انصرام کے لیے انبیا کو منتخب کیا گیا جسکی تصدیق ثلاثہ مذہب یہود و نصاری اور مسلمان کرتے ہین لیکن یہ قاعدہ یہودیون کے نزدیک **موسیٰ** علیہ السلام پر اور عیسائیون کے نزدیک حضرت **عیسیٰ** علیہ السلام پر اور اہل اسلام کے عندیہ مین **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔

اگرچہ عیسائی حضرت **عیسیٰ** علیہ السلام کو نبوت سے زیادہ درجہ خدا کے بیٹے ہونیکا دیتے ہین اور اُنکو معصوم یعنی گناہون سے پاک خیال کرتے ہین مگر بہر حال اس خیال سے وہ قاعدۂ قدرت جو مذہب

کے واسطے انبیا کی رسالت کا ہی تینون مذہبونکے رو سے شکست ہوتا ہی اور یہ امر فطرت کے خلاف ہے
جس سے یہ تردد ہوتا ہے کہ جو قاعدہ قدیم سے چلا آتا تھا کہ یکی بعد دیگرے اور نیز ایک ہی زمانے
مین انبیا اور پیغمبر ظاہر ہوتے جو خلقت کو ہدایت کرتے تھے وہ قاعدہ کیون دنیا سے جاتا رہا۔
"خدا کے قاعدے مین تبدیلی نہین ہے" کیونکہ قانون قدرت مین ہم انقلاب نہین دیکھتے
صدہا ہزارہا سال سے زمانے مین جو فطرتی اثر ہے وہ کسی ایک شے مین سے بھی محو نہین ہے
توالد۔ تناسل۔ دن۔ رات۔ گرمی۔ جاڑہ۔ برسات آدمیونکی خورش پوشش و دیگر خواہشین
کسی ایک مین بھی تو تبدیلی نہین نہ کبھی دن کی رات ہوئی نہ رات کا دن ہوا نہ آسمان پر سے
بنے بنائے آدمی اور جانور زمین پر آپڑے نہ کبھی زمین کے حیوانات آسمان پر اُچھل کود کے جا پڑے۔
یہ تو بڑی باتین ہین کبھی یہ بھی تو نہین ہوا کہ بن مانس مہذب انسان بنگئے ہون یا اُسکے برعکس۔
مکڑی جسطرح سے پیدا ہوتی ہے اُسی طرحسے اسکی پیدایش جاری ہی اور مکھی کی اپنے دستور کی موافق۔
جب یہ قانون فطرت تبدیل نہین ہوا تو وہ قانون روحانی کیسے بدلا گیا۔ اور کبھی **توریت**
اور کبھی **زبور** اور کبھی **انجیل** اور کبھی **قران** نازل ہونا کیا معنی۔
ایک دفعہ ایک کتاب نازل فرمادینی تھی کہ اُسی مین کلی و جزوی مسائل مذہب کے ہوتے۔
بار بار کتابین کیون نازل فرمائی گئین اور کس واسطے ہزارون انبیا مبعوث ہوئے۔
جس طرحسے تمام دُنیا کے روشن کرنے کو آفتاب ماہتاب بنادیے ہین جو مچھلیون کی طرحسے
آسمان مین تیرتے ہوئے نظر آتے ہین اسی طرح سے تمام عالم کی ارواح کی درخشندگی کیواسطے
ایک ہی نورانی نسخہ کافی تھا۔
اس سے تو اہل ہنود اپنے ویدون کی نسبت دعوی سے کہ سکتے ہین کہ وہ موافق فطرت ہین کہ
اجتک وہی چار وید چلے جاتے ہین جو برہما جی کے مکھ سے نکلے ہین اور جس مذہب کو دنیا کے
مذاہب ہیچ اور پوچ سمجھتے ہین اُسی کا مذہبی قانون بموجب فطرت ہے۔
مگر غور کرنے سے دریافت ہوتا ہے کہ کسی ایک شے کے چند نام ہونے سے وہ شے مختلف

اور علیحدہ نہین ہوسکتی گندم - انبہ - خرما - نیشکر اگر ہزار قسم کے ہونگے پھر بھی جنس ایک ہی سمجھی جائیگی -

آدمیونکے رنگ اور جسم اور شباہت مین کیسا اختلاف ہی ایک یوروپ کے آدمی ہین ایک روم - ایران - عرب - ہند - افغانستان اور حبش کے جنکے رنگ اور جسم اور وضع مین بہت ہی کچھ تفاوت ہی لیکن سب آدمی ہی ہین -

غرضکہ کسی شئے کے مختلف الاوضاع ہونے سے اُسکی ذات مین انقلاب نہین ہوسکتا ہی -

یہی حال **وحی** اور **رسالت** اور **کتب آسمانی** کا ہی کہ وہ **وحی** کبھی **آدم** علیہ السلام اور کبھی **نوح** علیہ السلام **ابراھیم** علیہ السلام **موسیٰ** علیہ السلام **عیسیٰ** علیہ السلام اور **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور کبھی دیگر **انبیا** علیہم الصلوٰۃ پر مگر منشا او نفس مطلب سب کا ایک ہی تھا -

جسقدر **رسول** اور **نبی** ہوے سب ایک ہی کلمہ کی ہدایت کرتے رہے کہ "**خدا** کے سوا کوئی معبود نہین ہے"

انمین سے کسی ایک نے بھی ایک دوسرے **نبی** یا **پیغمبر** کی تردید یا تحقیر نہین کی جو آیا وہ پہلون کی تصدیق کا کلمہ بھرتا ہوا ہی آیا اور سبکو منجانب اللہ اور برگزیدہ **نبی** آخر دم تک ظاہر کرتا رہا اور جو منادی اگلے کرتے تھے وہی برملا دوسرے نے کی -

اگر ایک **نبی** یا **پیغمبر** ایسا کیا جاتا کہ اُسکو قیامت تک کی زندگی دیجاتی اور وہی سبکو ہدایت کرتا اول تو یہ امر خلاف فطرت تھا -

دوسرے لوگ اسکو عجیب الخلقت سمجھکر ہرگز تسلیم نکرتے اور اُکتا جاتے اور تمام دنیا مین اُسکی سیر وسیاحت دشوار تھی صدہا اعتراض وارد ہوتے -

اسواسطے حکیم علی الاطلاق نے موافق قانون فطرت یہ عمل درآمد فرمایا کہ ہر ایک قوم اور ہر ایک ملک مین ایک ایک دو دو دس دس بیس بیس سو سو ہزار ہزار **نبی** اور **پیغمبر** واسطے ہدایت خلق کے بھیجے

روحانی اصلاح کی غرض سے مبعوث فرمائے اور چھ پیغمبر ایسے اولوالعزم صاحب شریعت عالم شہود مین جلوہ افروز ہوئے جنکے احکام اور ہدایت کی تکمیل دوسرے **انبیا** اور **پیغمبرون** نے بجان ودل کی اُسی کی **وعظ** اور انھین احکام کے **لکچر** وہ ہر قوم اور ملک مین دیتے رہے۔

گو وہ مذہبی قانون کبھی **توریت** کے اور کبھی **زبور۔ انجیل** اور **قران** کے نام سے موسوم ہوا مگر اصول سب کا ایک ہی تھا اور ایک ہی غرض کے واسطے یہ آسمانی کتابین نازل ہوئین **توریت** اگر **قرآن** کی تمہید تھی تو **زبور** اور **انجیل** اُسکا ایک فصل اور باب تھا۔

جس حالت مین **قرآن** کتب پیشین **توریت۔ زبور** اور **انجیل** کی تصدیق کرتا ہے اور اُنھین عقائد کتب منزلہ کو زیادہ وضاحت اور صراحت کے ساتھ تاکید اور تکرار سے لوگون کے دل پر جماتا ہے تو پھر کیسے کہہ سکتے ہین کہ یہ کتب سابقہ کے خلاف ہے۔

ان چارون کتابون کے عقائد پر جن سے ایمان مراد ہے نظر ڈالی جاتی ہے تو بالکل ایک ہی اصول اور ایک ہی عقیدہ اور ایک ہی منشا ان سب کا ہے کوئی ایک عقیدہ بھی تو شکست نہین ہوا۔

آدمی کا قدم جسوقت زمین پر آیا اور اُسکی روحانی اصلاح کے لیے جو اصول قائم کیے گئے اُنھین سے ایک لفظ بھی تو نہین بدلا گیا۔

جس عقیدے کو **توریت** نے ظاہر کیا اسی اصول کو **زبور** اور **انجیل** نے اور زیادہ پختہ کر دیا۔ **قرآن** ایک مجموعہ اُن سب کا اور نیز ایک تفسیر کتب پیشین کی ہے۔

کیونکہ کتب منزلہ مین ایمان کے بڑے اصول یہی قائم کیے گئے تھے **وحدانیت۔ رسالت۔ قیامت۔ حشر ونشر۔ جزا وسزا۔ عبادت خدا۔**

انھین پر بہت زور دیا گیا ہے۔

انھین کی تعلیم حضرت **آدم** علیہ السلام کو اور انھین اصول کی پابندی کا حکم دیگر انبیا علیہم الصلوٰۃ کو ہوا تھا انھین کے محکم کرنے کو صحیفے اور انھین کے شائع کرنے کو کتابین نازل فرمائی گئین۔

انھین کے منوانے کو آسمان سے زمین پر طوفان اُٹھایا گیا اور انھین کے لیے تیھر برسائے گئے۔
انھین اصول کی خاطر زمین کو آدمیون کے خون سے رنگین کیا اور انھین اصول کا عہد و
پیمان بروز **میثاق** لیا گیا۔
انھین کے واسطے مُلک کے مُلک غارت اور برباد کیے گئے اور انھین کی خاطر خاک
کے تپلے مسجود ملائک بنائے گئے
انھین کے وقار کے لیے زمین پر بجلی گری اور انھین کا اقتدار بڑھانے کو ایک قوم دوسری قوم سے لڑی۔
انھین کی اشاعت کو **نفوس قدسیہ** فلک سے اس تودۂ خاک پر تشریف لائے اور
انھین عقائد کی پختگی کے لیے **وحی** اور **الہام** پے در پے آئے۔
انھین عقائد نے بنی نوع انسان مین یہ تفرقہ ڈالا اور انھین عقائد نے کافر و مومن کا مسئلہ نکالا۔
انھین عقائد سے ایک قوم دوسری قوم پر غالب ہوئی اور انھین کے سبب تمام دنیا عزت وجاہ
کی طالب ہوئی انھین عقائد نے ایک قوم کو فاتح دوسری کو مفتوح کھلوایا اور انھین عقائد
نے سیاست مدن دنیا مین پھیلایا۔
انھین عقائد نے تہذیب اور شایستگی کا سبق دیا اور انھین عقائد نے آدمیونکو خدا اور ابن خدا اور اوتار بنایا۔
انھین عقائد سے لوگ گبر و ترسا اور مسلمان کہلائے گئے اور انھین کے لیے دیر و کنشت
کعبہ اور بیت المقدس بنائے گئے۔
یہودی۔ عیسائی۔ محمدی ازروے کتب آسمانی درصل مسلمان ہین اور ان تینون کو اوپر کے
اصول تسلیم کرنے مین کوئی بھی عذر نہین ہے۔
جو مذہب **توریت** ۔ **زبور** ۔ **انجیل** کا ہے وہی **قرآن** کا صرف اعمال یعنی طرز
عبادت مالی و بدنی کے تغیر و تبدل سے وہ مذہب جو قدرت نے عطا کیا متغیر نہین ہو سکتا۔
کیونکہ اعمال ایک قسم کا **ٹیکس** بندون پر ہے جو کبھی زیادہ اور کبھی کم رہا ہے اور یہ بندون کے
اور زمانے کی حالت کے باعث ہی جو مقتضاے فطرت ہے۔

اس لیے کہ آدمی پیدا ہوتے ہی شایستہ نہین ہو گئے تھے اور نہ شایستگی اور راحت کے سامان ہی اُس وقت کلیہ موجود تھے۔

اسواسطے جیسی حالت آدمیون کی تھی ویسا ہی بار عبادت کا اُنپر ڈالا گیا اور جب ترقی کا زمانہ آیا اور آدمیونکی کثرت ہو گئی اُسوقت اُنکی حالت کے مناسب عبادت کا ٹیکس لگایا گیا۔

جو مذہب **آدم** ۔ **موسیٰ** اور **عیسیٰ** علیہم السلام کو عنایت ہوا تھا اُسی مذہب کی تکمیل **قرآن** نے کی اور اُسی عقیدے کا اعلان **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔

دین **اسلام** کوئی نیا دین اور مخالف پہلے دین کے نہین ہے اسلام وہی مذہب ہے جسپر کُل انبیا تھے۔

اسلام کی صداقت کی یہ اعلی درجہ کی بے نظیر دلیل روشن ہر کہ وہ اگلے کل صحیفون اور کتب منزلہ اور جملہ انبیا کی تصدیق کرتا ہے کسی ایک سے بھی تو مخالف نہین ہے۔

پس جو لوگ **قرآن** اور **محمد** صلے اللہ علیہ وسلم کو نہین مانتے وہ گویا پچھلے انبیا اور کتب سابقہ کی تکذیب اور تکفیر کرتے ہین اور قانون الٰہی کو اپنی ضد اور تقلید آبائی سے توڑتے ہین۔

وہ آسمانی مذہب کے پابند نہین ہین اپنی ضد کے تابع ہین۔

اس حالت مین از روے فطرت وہ لوگ بھی اُنھین جیسے ہین جو بت پرستی اور اوہام باطلہ کے دام تذویر مین پھنسے اور جکڑے ہوئے ہین۔

جو اصحاب بلند نظر ہین وہ جانتے ہین کہ چھٹی **صدی عیسوی** تک زمانے کی کیا حالت تھی کس قدر جہان تاریک تھا۔

دن اور رات تو بے شک اسی طرح سے ہوتے تھے سورج اور چاند اپنے وقت مقررہ پر عالم کو اپنا جلوہ دکھاتے تھے مگر روحانی روشنی دنیا سے بالکل جاتی رہی تھی

جہالت اور اوہام نے لوگون کے دلون کو تاریک کر دیا تھا قوم کی قوم اور ملک کے ملک ظلم اور جہل مین ڈوبے ہوئے تھے۔

روحانی زندگانی کا ایک چراغ بھی کہین ٹمٹماتا ہوا نظر نہین آتا تھا۔

اُس اندھیرے کو دور کرنے اور روحانی جلوہ بخشنے کے واسطے قدرت نے از روے قانون
فطرت ایک روحانی آفتاب کا جلوہ سرزمین عرب پر جسکو زمین کا مرکز تصور کرین تو بجا ہے
ایک ایسے اندازہ سے ڈالا جیسے کہ آفتاب کے طلوع سے پہلے صبح صادق ہو کر شفق
نمایان ہوتی ہے پھر آفتاب ایک بادل کا سا ٹکڑا نظر آنے لگتا ہے پھر رفتہ رفتہ اُسکی روشنی
کی صاف اور باریک کرنین عالم پر پڑتی ہین اور یکبارگی کچھ دیر کے بعد تمام جہان منور ہوجاتا ہے
کہین تاریکی کا نام نہین رہتا اور نصف النہار کے درجے پر تو اپنا وہ زور دکھلاتا ہے کہ کوئی
نگاہ اُسکے مقابلے کی تاب نہین لا سکتی۔

جسقدر جلوے اور روشنیان اور تجلیان ہین سب اُسکے روبرو پھیکی پڑجاتی ہین۔

قانون فطرت کا خاصہ ہے کہ ایک چیز کے مقابلے مین وہ دوسری شے پیدا کرتا ہے جیسے
آگ کے مقابلے مین پانی خاک کے مقابلے مین ہوا۔ روشنی کے مقابلے مین تاریکی شرق
کے مقابل غرب جنوب کے مقابل شمال۔ گرمی کے مقابل سردی موجود ہے۔

جب اُسنے تمام اجسام کے روشن کرنے کے واسطے آسمان پر آفتاب کا ظہور کیا تو باطنی حواس
کے لیے زمین پر ایک ایسے روحانی آفتاب کا جلوہ گر کرنا نہایت ہی ضروری اور لابدتھا
جو اندرونی تاریکی اور ظلمت کو دفع کرے جسپر آسمانی آفتاب کچھ شعاع نہین ڈال سکتا۔

ظاہری اجسام کے روشن کرنے کو آسمانی آفتاب اور روحانی خیالات کو منور اور مجلی کرنیکو
یہ زمینی **آفتاب** عرب کے مبارک پہاڑون سے طالع کیا۔

اُس **عربی آفتاب** نے دلون کو روحون کو عالم کے روشن کرکے دکھلادیا
جس سے تمام جہان مین بتدریج اُجالا ہو گیا۔

ایسی روشنی اس کثرت کے ساتھ پہلے زمانے مین ہرگز نہین پائی جاتی۔

اس تیرہ سو برس کے زمانے اور پہلے زمانے کا جو مقابلہ کیا جاتا ہے تو زمین و آسمان کا
تفاوت نظر آتا ہے اور یہ دنیا ایک نئی دنیا معلوم ہوتی ہے۔

بے شک اگلے زمانے مین بڑے فلسفی اور بڑے ہیئت دان اور اعلی درجے کے حکما گذرے لیکن وہ یہ روشنی جسکا ظہور چھٹی صدی عیسوی کے بعد مین ہوا عالم پر نہین ڈال سکے۔
یہ حکمت اور یہ علوم اور یہ صنعتین بتاؤ تو کہان تھین اور یہ زندگی اور امن اور عیش کے سامان کب کسی کے خواب و خیال مین تھے۔
یہ صدقہ اگر انصاف اور تحقیق کی نگاہ سے دیکھو تو اُسی **عربی عبا** کا ہے جسکا نام ملک در ملک پانچون وقت زور کے ساتھ دنیا مین پکارا جاتا ہے اور وحدہ لا شریک کے بعد اگر کوئی اعلی درجہ ہے تو اُسی سب سے اعلی اور افضل **نبی** کا جسنے اپنے جلوے سے تمام جہان کو روشن اور منور کر دیا۔
پہلے انبیا اور پیغمبر جو زمین پر جلوہ گر ہوئے وہ مثل ثوابت اور سیارون کے تھے اور وہ اُسکے پیش بین اور پیش رو تھے جو برابر علانیہ پیش بینی اور اُسکی آمد کی پیشین گوئی کرتے رہے۔
عیسی علیہ السلام سے چونکہ زمانہ اس نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت قریب تھا اسلیے حضرت **عیسی** علیہ السلام نے کھول کھول کر سنایا کہ "آسمانی بادشاہت نزدیک ہے"
"**فارقلیط** آنے والا ہے" "اُسکے ایک ہاتھ مین آتشی شریعت دوسرے مین تلوار ہوگی۔
بڑے بڑے عالی جاہ بادشاہ اُسکے غاشیہ بردار ہونگے" "اُسکی بادشاہت ابدالآباد ہوگی"
انبیا کے حالات جنکو **یہود - نصاری - اہل اسلام** تسلیم کرتے ہین اس بات کے شاہد ہین کہ کوئی نبی ایسا نہین ہوا جسکو علم اور حکمت نہین عطا کیا گیا۔
اُس علم اور حکمت کا ہی یہ ظہور ہے کہ جو دنیا مین اسقدر سامان زندگی ہو رہا ہے۔
تابعین نے انبیا کے نام سے اور مخالفین نے حکما کے لقب سے اُنکو پکارا۔
ان انبیا نے اپنے نورانی جلوے سے نہ فقط دلون کو روشن کیا بلکہ اپنے علم اور حکمت سے کل لازمہ زندگانی کا بہم پہونچایا جس سے یہ ترقی اور روشنی عالم مین پھیلی ہوئی ہے سو دین کے ساتھ ہی علم حکمت عنایت ہوا۔

کسی کو ادویہ اور نباتات اور جمادات کی ماہیت کی تعلیم ہوئی اور کسیکو صنعت اور حرفت کی۔
جس طرح سے دین اور آئین سلطنت کا سلسلہ جاری کیا گیا اسی طرح سے علوم و فنون اُنکے ذریعے
سے دنیا مین جاری اور ساری ہو گئے۔
پہلی صنعتین جو اگلون کی یادگار ہین جیسے **اہرام مصری - دیوار چین**
مصر کی بھول بھلیان وغیرہ اب تک مبصرین کو حیرت ناک کرتی ہین۔
مشائین اور **اشراقین** کے کمالات کسقدر تعجب انگیز اور حیرت افزا ہین۔
یہ سب کرشمے اُنھین انبیا اور رسولون کی برکت کے نمونے ہین جو ہم کو نظر آرہے ہین لیکن
جو ترقی اور روشنی کہ اس تیرہ سو برس مین دنیا مین پھیلی یہ بات کبھی دنیا کو حاصل نہین ہوئی
جیسے دریا کا دہانہ کھول دیا جاتا ہے ایسا ہی حال اس تیرہ سو برس مین ہوا کہ علوم اور رحمت
الٰہی کے بحر ناپیدا کنار نے اپنا منبع کھول دیا جس سے دنیا نہایت درجے کی ترقی پر ہے۔
خداوند کریم نے حضرت **سلیمان** علیہ السلام کے لیے تانبے کا چشمہ بہا دیا جس سے لگن
اور بڑی بڑی دیگین اور بیل تک تانبے کی بنائے گئے اور ہزارون من تانبا ہیکل مین
خرچ ہوا اور سواری بھی اُنکے لیے وہ عطا فرمائی گئی جو ریل سے زیادہ تیز اور حیرت انگیز تھی
اور دو ماہ کا سفر ایک دن مین طے کرتی تھی مگر وہ سواری خاص تھی نہ کہ عام۔
اس زمانے مین ایک نہایت درجے کی کارآمد **دھات** لوہا۔ کوئلہ کا دریا بہا دیا جو تمام
دنیا مین پھیلا ہوا ہے جس سے لاکھون کارآمد چیزین قسم قسم کی بنکر عالم مین پھیل رہی ہین
اور سواری وہ عنایت فرمائی جسکے مقابلے مین پہلی سواری کو کوئی نسبت ہی نہین ہے۔
رحمت الٰہی اسی کا نام ہے کہ عام ہو سو اس زمانے مین وہ رحمت ہر جگہ اور ہر مقام پر موجود ہے
امن ایسا کہ جسکی نظیر نہین آسایش وہ کہ جسکا جواب نہین ہر ایک فریق آزاد اور ہر ایک قوم
اپنے حال مین مست ہے۔
وہ وہ ایجادین اور صنعتین دُنیا مین پھیلین جو کبھی خواب و خیال مین بھی نہین آئی تھین۔

قدرت نے یہ ذخیرہ اسی وقت کے لیے روز ازل سے محفوظ رکھا تھا اور یہ رحمت اسی رسول عربی کی امت کے لیے مخصوص کی گئی تھی جسپر نبوت کو ختم کرنا منظور نظر تھا وہ وعدہ جو کیا گیا تھا کہ "تیرے بھیجنے سے یہی مطلب ہے کہ دنیا کو رحمت سے بھر دیا جائے" کیسا سچا اور پورا ہوا اسی واسطے رحمۃ للعالمین کے لقب سے وہ ختم المرسلین پکارا جاتا ہے۔

یہ قرار پا چکا ہے کہ ہندوستان مین ترقی جسقدر ہوئی ہے اور علوم شائع ہو رہے ہین یہ یوروپ کا پرتو ہے لیکن دیکھنا چاہیے کہ یوروپ مین یہ شایستگی کہان سے آئی اور کس قوم کی بدولت یوروپ اسقدر مہذب اور شایستہ ہوا ورنہ یہی یوروپ پانسو چھ سو برس پہلے نہایت ہی تاریکی مین پڑا ہوا تھا اور سب اقوام سے بدتر اسکی حالت تھی سو یوروپ کے وحشیون اور جاہلون کو یہ تہذیب اور شایستگی بدولت اہل عرب و اہل روم کے حاصل ہوئی جنکے دلون پر جلوہ اس عربی آفتاب کا پڑا ہوا تھا جسنے عالم کے روشن کرنے کو فلک سے جلوہ ڈالا تھا۔

جب تک اہل یوروپ اپنی تقلید آبائی اور پابندی رسم سے دست بردار نہین ہوئے اُسوقت تک اُنکو ترقی کا زینہ نہین ملا اور وہی جہالت کی گھنگور گھٹا اُنپر چھائی رہی۔

جن لوگون نے اُس اولوالعزم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو قہر آلہی کا نمونہ گمان کیا ہے وہ قانون فطرت کو ملاحظہ فرمائین۔

بے شک جب تیرہ برس تک نافرمان بندون نے اُس سچے اور برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا نہین مانا اور اُسکی جان کے اسقدر دشمن ہوے کہ جسکے باعث وہ اپنا مقدس وطن چھوڑ کر جلا وطن ہوا اور پھر وہان بھی اُنھون نے اُس کو امن سے نہین بیٹھنے دیا اور ایک لشکر تیار کر کے اُسپر چڑھائی کی ایسی حالت مین کوئی اہل انصاف ہمکو بتلائے کہ چارہ کار بجز تلوار کیا تھا۔

ہزارون آدمیون کے مقابلے مین سو پچاس آدمی بھی کچھ حقیقت رکھتے ہین اور سات تلوار
اور تین اونٹ کی بھی کوئی مہم ہوتی ہے مگر مرتا کیا نکرتا خداوند تعالی پر توکل کرکے ایسے
خونخوار اور جبری لشکر کے مقابلے کے لیے گنتی کے چند آدمی جنکے پاس صرف سات
تلوارین اور تین اونٹ تھے اپنے ہمراہ لیکر گھر سے باہر نکلا۔
یہ عین مقتضای انسانیت و جوانمردی تھا کہ وہ اس وقت مین اپنے اور اپنے معتقدین کی حفاظت
کا بندوبست کرتا سوا سکے لیئے بجز تلوار پکڑنے کے اور کیا صورت تھی۔
جو یہ سمجھے ہوئے ہین کہ اسلام کا منشا ہی یہ ہو کہ لوگونکو بزور شمشیر مسلمان کیاجاے محض ناواقفیت کا سبب ہے
اسلام نے تلوار کے زور سے بے شک بے نظیر غلبہ پایا مگر ایک متنفس کو بھی اسلام لانے پر
مجبور کرنے کا ہرگز منشار اسلام نہین ہے اور نہ اسلامی تاریخ مین کوئی نظیر ایسی دیسکتا ہے
کہ صرف اسلام نہ لانے کے سبب کسی شخص کی گردن ماری گئی ہو۔
اگر ایسا منشا اسلام کا ہوتا تو اتنے عرصے تک ہر ملک اور ہر قوم پر مسلمانون کا غلبہ ہا مخالف
فرقے کا ایک آدمی بھی دیکھنے کو نہین ملتا۔
واقعی مسلمانون نے مندر توڑے گرجا گرائے ہزارون لاکھون مخالفین کو قتل کیا اُنکے زن
و بچے لونڈی غلام بنائے لیکن یہ حال مخالفت کی حالت مین لڑائی کے وقت ہر ایک قوم کا
ہوا ہے کسی قوم نے غلبہ کی حالت مین ہرگز کمی نہین کی۔
اسلام پر کیا منحصر ہے ملکی لڑائیان جو روے زمین پر ہوئی ہین اُنپر نظر ڈالو کہ ایک قوم نے
دوسری قوم کے ساتھ کیا کیا کیا۔
جنگ مہابھارت مین پانڈوون نے کوروون کا گلا کاٹکر خون تک پیا
اور اُس خون کو پیکر یہ کہا کہ ایسا میٹھا شربت عمر بھر نہین پیا۔
چنگیز خان جو بودھ مت کا پابند تھا اُسنے بالکل نسل انسان کو منقطع ہی کرنا چاہا تھا
سوائے قتل عام اور لوٹ مار کے کوئی کام اُسکو پسند نہین تھا۔

مہاراجہ رام چندر جی نے صرف ایک عورت کی خاطر تمام لنکا کو غارت کیا۔
یہودیون اور عیسائیون نے معبدون مین وہ ظلم کئے جنکو سنکر کلیجہ پھٹتا ہے۔
مسلمانون نے زن و بچے کو کہین قتل نہین کیا مگر یہود و نصاری کی تلوار نے
سبکو ایک کھیت مین شہید کیا۔
بخت نصر۔ کانسٹن ٹین اور بونا پارٹ کے واقعات ملاحظہ کرلو۔
اسلامی تلوار واقعی چل رہی تھی اور لوگون کے سر زمین پر اولون کی طرح گرتے تھے مگر وہ تلوار
ایک بجلی تھی جو رحمت کا مینھ برساتی تھی۔
لوگون کے خون سے جو زمین لالہ گون ہو رہی تھی وہ زبان حال سے بتلا رہی تھی کہ یہان
چمن کھلے گا اور وہ بہار آئیگی جو کبھی دیکھی نہ سنی ہوگی۔
وہی قتل اور خونریزی جسکو آپ نمونہ قہر الٰہی کا خیال کرتے ہین آیندہ نسلون کی ترقی اور
زندگی جاودانی کا باعث ہوگیا۔
آج جو یہ بہار دنیا مین آرہی ہے وہ اسی تلوار کی بدولت ہے جو عربون کے ہاتھ مین تھی۔
وہ ایک مواد فاسد تھا جسنے دنیا کے جسم کو خراب کر رکھا تھا اور یہ مواد فاسد کئی صدیون سے جمع ہو رہا تھا
جسم مین جب تک خلط فاسد رہتا ہے جسم تندرست نہین رہسکتا۔
خود طبیب قسم قسم کی ادویہ سے خلط فاسد کا اخراج کراتا ہے کس غرض سے؟ صرف مریض کی صحت کے لیئے!
وہ فصدین کھلواتا ہے مسہل دیکر خلط فاسد کا دفعیہ کرتا ہے کس مراد سے؟ بیمار کو
شفا دینے کے واسطے ۔
باغبان میوہ دار درختون کی ڈالیان چھانٹ کر برابر کرتا ہے عین شفقت سے۔
باد صرصر یکبارگی درختون کو پت جھڑ کر کے ننگا کر دیتی ہے عین رحمت سے۔
خزان بہار کا خاص سبب ہے اگر خزان نہو تو بہار کا ہونا ناممکن ہے۔
اس سے ظاہر ہوا کہ فطرت نے یہ قانون جملہ مخلوقات کے واسطے بنایا ہے۔

جو لوگ معترض ہین کہ دین اسلام نے خون کی ندیان زمین پر بہائین اور لاکھون جانین تلف کین وہ بہ نظر غور قانون قدرت کو ملاحظہ کرین۔

اب یہ خیال ہوسکتا ہی کہ جب قانون قدرت یہی ہے کہ وہ مواد فاسد اور خلط کاسد کی طرح نافرمان اور سرکشون کو چھانٹتا رہتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اب اُسکا عمل درآمد نہین اور اسلامی شمشیر میان مین ہے۔

بلاشک اسوقت اسلامی تلوار میان مین ہے اور اس حالت مین وہ میانین ہی رہنی چاہیے۔ قانون قدرت کسی حالت مین نہین بدل سکتا مگر وہ کبھی کسی صورت سے اور کبھی کسی وضع سے اپنا عمل کرتا ہے۔

انگلستان مین کوئی مسلمان بادشاہ جہاد کرنے نہین گیا۔

امریکا پر کسی نے فوج کشی نہین کی۔

ہندوستان مین ایک عرصے سے اسلامی تلوار سرنگون ہے۔

مگر **انگلستان** کے شہر **لیورپول** مین ایک غازی **مسٹر کوئلم** اور **امریکا** مین **مسٹر وب** ایک مجاہد ایسا پیدا ہوگیا کہ لاکھون فوج بھی وہ کام نہ دیتی جو ان دو جوان مردون نے کام دیا۔

ہزارون تلوارین اور خنجر وہ کارروائی نہ کرتے جو انکی زبان اور قلم نے کی۔

ان جوان مردون کے قلم اور زبان نے مخالفین کے روبرو اسلام کو سرخرو کرکے دکھلادیا اور ثابت کردیا کہ تمام دنیا مین **اسلام** ہی خدائی مذہب ہی۔

ہندوستان مین صدہا رسالے اور اخبار جو روزمرہ شائع ہوتے ہین جہاد کا کام دے رہے ہین۔

سفر کی آسانی علم کی روانی جہالت کو اُٹھاتی اور مٹاتی جاتی ہے مختلف علوم اور مختلف اقوام کا میل جول اُس تاریکی کو دور کرتا جاتا ہی جو ہزارون برس سے عالم کو گھیرے ہوے تھی

صدہا اشخاص تعلیم پا کر اُن کتابوں کے ترجمے اُردو اور انگریزی شائع کر رہے ہین جنکا حال محض پردے مین تھا۔
جو لوگ اپنی مذہبی کتابون کے حال سے بے خبر اور آبائی تقلید کی زنجیر مین جکڑے ہوے ہین وہ اُس سے نکلنے اور اس زنجیر کے توڑنے کی کوشش مین لگے ہوئے ہین۔
چونکہ جھوٹھ کے پاؤن نہین ہوتے جو جھوٹے مذہب ہین وہ خود بخود ذلیل و حقیر ہوتے جاتے ہین
آریہ اگرچہ راہ راست پر نہین آئے مگر بت پرستی سے تو بیزار اور توحید کی جانب مائل ہو چلے ہین
عیسائی گو جوق جوق مسلمان نہین ہوے لیکن اسلام کی تصدیق تو پکار پکار کر کر رہے ہین
ایسی حالت مین کیا ضرورت شمشیر زنی کی ہے۔
قانون قدرت ایک دوسرے پیرائے مین اپنا عمل کر رہا ہے۔
ابتداے آفرینش مین جہاد نہین تھا اور رسولون کے معجزات دیکھکر ایمان دار لوگ اُنکی تصدیق کر لیتے تھے جب دنیا زیادہ بڑھگئی اور علم و حکمت سے لوگ آگاہ ہوئے اور جادو رمل۔ جو تش دنیا مین پھیل گیا تو معجزات کو بھی سحر گمان کرنے لگے۔
خداوند جل و علی شانہ کے رسولون کو برملا یہ کہتے تھے کہ "یہ جھوٹھا جادوگر ہے" تب خلط فاسد کے دفعیہ کے واسطے جہاد کا حکم نازل ہوا جسکا عمل ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا مگر موقع بموقع جس وقت ایمان دار لوگون کے امن و حفظ جان و آبرو مین خلل اندازی ہوگی اسی وقت اُنکو تلوار پکڑنا فرض ہے۔
وقت ضرورت چو نماند گریز   دست بگیرد سر شمشیر تیز
یہ امر ہر گز نہین ہے کہ جہاد کا حکم اسی وقت تھا اور آیندہ کے واسطے نہین ہے اور جہاد سے کوئی قوم خالی نہین رہی۔
موسیٰ۔ داؤد علیہما السلام کے حالات عیسائی اور یہودیون کے واقعات سری کرشن جی اور رام چندر جی کے تذکرات اسکے شاہد ہین۔

بودھ مذہب والون نے ہندوستان سے بت پرستون اور برہمنون کو کیسا چھانٹا **عیسائیون نے یہودیون** کو اور یہودیون نے عیسائیون کو کسقدر کاٹا۔

کون سی قوم ہے کہ جسنے بحالت قوت دوسری قومون پر جہاد نہین کیا قدیم سے تلوار مذہب کے ساتھ رہی ہے۔

یہ خداوند کریم کی عین رحمت ہے کہ اسنے قہری ارادت سے رجعت فرماکر رحمی ارادت کا عمل فرما رکھا ہے جو خلقت اگلے قہر اور غضب الٰہی سے محفوظ اور مصون ہے۔

جو مضمون تحریر ہو رہا ہے اور جس دعوی کا ثبوت دیا جا رہا ہے وہ عنوان فراموش نہین ہونا چاہیے کہ "سچا مذہب ازروی فطرت وہی ہے جسکے اصول قدیم سے ہین اور اُن مین تبدیلی نہین"

سو **وحدانیت** جو سب سے اعلی اصول مذہب کا ہے اُسکو جیسا **مسلمانون** نے پکڑا ہے اور جسقدر اُنکے یہان اسکا تشدد ہے وہ کسی کے یہان نہین جب تک کوئی شخص دل اور زبان سے یہ اقرار نہین کرتا کہ "خدا کے سوا کوئی معبود نہین" اس وقت تک وہ دائرہ اسلام مین داخل نہین سمجھا جا سکتا۔

دوسرا اسی جملے کا ایک جزو اور ہے جسمین دوسرا اصول ایمان کا ہے وہ کیا ہے! وہ یہ ہے کہ "**محمدؐ خدا کا رسول ہے**"

رسالت کا ثبوت فطرتی اور اُسکی ضرورت قدرتی ہم پیشتر بیان کر آئے ہین یہان اسلام کے اس دوسرے اصول کی یہ بحث ہم کرنا چاہتے ہین کہ قدرت نے **انبیا** کا مبعوث فرمانا کیون موقوف کر دیا اور ایک خاص ذات پر کس وجہ سے **نبوت** کو ختم کیا۔

دن رات۔ گرمی۔ سردی۔ برسات تو بدستور ہوتی ہین الہام مین کیون کمی فرمادی اور وحی آنی کیون بند ہو گئی جب کہ وہ موافق فطرت تھی جس حالت مین اور کوئی قاعدہ نہین بدلا تو یہ روحانی قانون کا اصول کیون تبدیل فرمایا گیا۔

لیکن اسکو بہ نظر غور انصاف اور تحقیق کی رو سے دیکھا جاتا ہے تو اُسکا عمل درآمد پہلے سے ہزار درجہ بلکہ لاکھ درجے زیادہ پایا جاتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لگاکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جسقدر انبیا اور رسول ہوئے ہر ایک انھین چار اصول کا وعظ اور درس دیتے رہے یعنی **توحید۔ رسالت۔ قیامت۔ جزا و سزا۔**

کسی نبی اور پیغمبر نے ان چارون اصول کے **اعلان** اور اظہار کرنے مین کسی قسم کی کوتاہی نہین کی اور سب نے اپنی صداقت کے واسطے معجزے دکھلائے کسی نے پہاڑ سے اونٹنی نکالدی کسی نے عصا کو اژدہا اور اپنے کف دست کو ید بیضا اور کسی نے مُردون کو زندہ کرکے دکھلا دیا۔

مگر جب سحر اور فلسفہ کا روز ہوا تو **معجزات** کے بھی منکر ہو گئے اور **انبیا** کی تکذیب کرنے لگے اور آیندہ کو یہ زمانہ آنے والا تھا جسمین **فرمیسن** اور **مسمریزم** جاری ہونے کو تھے اور **فلسفہ** اور دیگر فنون گھر گھر اور گلی گلی پھیلنے والے تھے۔

یہ **تار برقی** اور **ریلوی** جو آدمی کی صنعت اور ایجاد ہے کتنا بڑا اعجاز ہے اور جب اسکی حقیقت پر نظر کی جاتی ہے تو کچھ بھی تعجب انگیز بات نہین معلوم ہوتی

ایک ایسے شخص کے روبرو جو فلسفہ سے ناواقف ہو اس گاڑی اور تار برقی کا اُسنے کبھی نام بھی نہ سُنا ہو ذکر کیا جائے تو وہ اُسکو معجزے سے بڑھکر سمجھیگا اور نہایت درجہ حیران اور ششدر رہیگا جسکی حقیقت ایک ادنی طالب علم کے روبرو ہیچ ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ پہلے لوگون کی نظر ایک ذراسی بات پر نگئی کہ دھوئین اور بھاپ مین اتنی بڑی قوت ہے اور برق مین یہ اثر ہے۔

کھانا سبکے گھر مین پکتا ہے کوئی عورت ادنی سے ادنی بھی اس بات سے ناواقف نہین کہ بھاپ مین زور ہے صدہا مرتبہ اُنکی ہانڈی کے سرپوش بھاپ کے زور سے الگ جا پڑتے ہین

مگر حکیمانہ نظر پہلے سے سیر نہین گئی جیمس فراٹ کا ہی حصہ تھا جسکو قدرت نے اس غرض کے واسطے انتخاب کیا تھا۔
جیمس واٹ کوئی بڑا فلسفی یا کوئی یونانی حکیم نہین تھا ایک ادنی کوئلے کی کان کھودنے والے مزدور کا بیٹا تھا جسنے یہ دخانی انجن بناکر سب کو حیرت مین ڈالدیا۔
اسی طرح سے ہرسال نئی ایجادین اور نئی کلین کثرت سے جاری ہو رہی ہین جنکو دیکھکر عقل حیران ہوتی ہے۔
پس ایسے زمانے مین کیا اثر اُن معجزات کا لوگون پر ہوتا۔
اس لیے قدرت نے چاہا کہ کوئی ایسا معجزہ دیکر ایک بڑا زبردست اور اولوالعزم پیغمبر دنیا مین بھیجا جائے کہ جس سے بڑے بڑے فلسفی اور فرمسین عاجز ہو جائین اور وہ معجزہ ایسا پایدار اور مستحکم ہو کہ پھر اُسکے مقابلہ مین کسی معجزے کے اظہار کی ضرورت نرہے اور اُسی مین وہ مذہب جو ابتدائے آفرینش سے جاری کیا گیا ہو مکمل کر دیا جائے۔
اصول کے سوا جسقدر اعمال اور طریق تمدن ہین وہ سب بتلا دیے جائین کوئی دقیقہ مذہبی فروگذاشت نکیا جائے جملہ مذاہب کا تذکرہ اور اوامر اور نواہی کے سوا قیامت کے حالات اور جزا و سزا کے بیانات اُسمین مندرج ہون۔
ہدایات اور غیبی اخبار مین وہ اس درجہ بے نظیر ہو کہ اُسکا ثانی تلاش کرنا محال الیقین کیا جائے۔
ایسے سب سے زیادہ زبردست اور اولوالعزم اور افضل پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سرزمین عرب مین مبعوث ہوئے کہ جسکی بڑے بڑے حکیمون اور فلسفیون نے تصدیق کی۔
اُنکے زبردست اور سب انبیا سے بڑھکر اور اعلیٰ ہونے کا ادنیٰ نمونہ معجزہ شق القمر ہے جسکو تمام عرب تسلیم کرتا ہے اور کسی نے آج تک اُسکی تردید نہین کی۔
حالانکہ مخالفین نے اُسکو دیکھکر یہ تو کہا کہ محمد بڑا جادوگر ہے جسنے چاند کو بھی شق کر کے دکھلادیا مگر یہ کسی نے نہین کہا کہ چاند شق ہوا ہم نے نہین دیکھا۔

پہلے نبیون نے **معجزات** دکھلانے مین بے شک کمال کیا ہے اور ہزارون لاکھون معجزے اُنھون نے دنیا کو دکھلائے کسی نے زمین کو اور کسی نے ہوا کو اور کسی نے بحرِ قلزم کو مسخر کر کے دکھلا دیا لیکن آسمان پر کسی کے معجزے کا ظہور نہین ہوا۔

علاوہ ازین پہلے انبیا کے معجزات حاضرین کے مُعاینہ کے لیے ہوتے تھے جنکو قیام نہین تھا وہ ایک وقت کرشمہ قدرت کا ہوتا تھا۔

کوئی **پیغمبر** اپنا معجزہ ہمیشہ کے لیے دنیا کے دکھلانے کو چھوڑ کر نہین گیا جیسا کہ **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا معجزہ چھوڑا جو ہر وقت اور ہر جگہ موجود اور ویسا ہی زندہ ہے وہ اُس سے بھی بڑا **معجزہ** ہے جسکو تمام دنیا **قرآن** کے نام سے پکارتی ہے۔

پس ہم انھین **دو معجزون** کے اعلیٰ اور افضل ہونے پر بڑے زور سے دعویٰ کرتے ہین کہ۔

"محمدؐ کے مانند جگ مین نہین	ہوا ہے نہ ایسا نہ ہوگا کہین"
"یا صاحب الجمال و یا سید البشر لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ	من وجہک المنیر لقد نور القمر بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"
"اُتین مرکزِ دورِ ہفت جدول چابک قدمِ بساطِ افلاک	گرداب پسینِ موجِ اوّل والا گہرِ محیطِ لولاک"

ارباب دانش اور اصحاب بینش ذرا سی دیر کے واسطے دنیا کی تاریخ پر نظر ڈالین اور بغور ملاحظہ فرمائین کہ اس روے زمین پر حضرت **آدم** علیہ السلام کی نسل مین ہزارون **پیغمبر** ہزارون **نبی** ہزارون **ولی** ہزارون **حکیم** لاکھون **فلاسفہ** کروڑون **ساحر** ہو گذرے مگر جس کسی نے کوئی کرشمہ اپنی خرق عادت یا علم اور سحر کا دکھلایا وہ زمین پر ہی دکھلایا آسمانکی جانب کسی نے رخ تک نہین کیا۔

چاند۔ سورج تو بڑی چیز ہین کسی ستارہ پر بھی دسترس نہین ہوا نہ کسی کا **معجزہ** وہان تک پہونچا اور نہ کسی کی **حکمت** اور **جادو** نے یہ کمال دکھلایا۔

سب اقوام کی تاریخین اور سب مذہبون کے دفتر چھان ڈالو کہین ایسا تذکرہ نہین ملیگا جس مین کسی نے آسمان سے ایک بادل کے ٹکڑے کو بھی مسخر کر کے دکھلا دیا ہو۔

یہ ایسا بڑا معجزہ ہزارون شہادتون اور معتبر روایتونسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حالات مین ہم کو ملتا ہے۔

مسیح علیہ السلام کا بے باپ کے پیدا ہونا واقعی حیرت انگیز اور تعجب خیز معجزہ ہے لیکن حضرت آدم علیہ السلام کا وجود بے ماں باپ کے اُس سے کئی ہزار برس پہلے ہو چکا ہے۔

جسقدر انبیا اور رسولون نے اپنے اپنے معجزے دکھلاے اُن مین سے کسی ایک کا بھی نشان عالم مین نہین ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قرآن ہر گلی اور کوچے مین طشت از بام سب کے پیش نظر ہے جسکی عبارت کی بے نظیر فصاحت اور بلاغت اور بے مثل ہدایت اور غیبی اسرار کا اظہار اور اسکی تہذیب اور شایستگی کی متانت پکار پکار کر اعلان کر رہی ہے کہ یہ کلام الٰہی ہے جسکی نظیر نہ آجتک ہوئی اور نہ آیندہ کو قیامت تک ہو۔

ایک معجزہ اُس نبی معظم کے دست مبارک سے ایسا کر دکھایا کہ جسکا نام آسمان پر جلوہ گر ہے اور دوسرا معجزہ زمین پر بندون کے لیے ایسا چھوڑ دیا کہ جو قیامت تک اسی شان اور ہدایت کے ساتھ جلوہ افروز رہیگا۔

ایسا ہی اعلیٰ اور افضل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس لائق تھا کہ جو دین کی تکمیل کرے اور اس کے تابعین اس درجے کے ہون جو تبلیغ احکام الٰہی مین انبیا کا کام دین کیونکہ دنیا بڑھنے والی تھی دس بیس پچاس سو انبیا سے کیا کام چل سکتا تھا۔

انھین دین کے اصولون کو جو ابتدا مین قائم کیے گئے تھے ہر ایک شہر ہر ایک قصبہ ہر ایک گانو مین ہر ملک کے اندر علماء اسلام ڈنکا بجا رہے ہین جسکی آواز ہر کان مین پہنچ رہی ہے یہی کام تھا جسکے واسطے نبی اور پیغمبر مبعوث ہوتے تھے سو وہ کام پہلے سے لاکھ درجے زیادہ تاکید کے ساتھ برابر جاری ہو رہا ہے۔

ایک ایک بچہ گلی گلی اور کوچہ بکوچہ پکار رہا ہے کہ "اے لوگو خدا کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی معبود نہین ہے"

"اسکے حکم مین کسی کو دخل اور اختیار نہین ہے"

"آسمان اور زمین اور جو کچھ اُنکے اندر ہے سب کا خدا مالک ہے"

"جنکو تم اسکا شریک اور اپنے کام کا کفیل سمجھے ہوے ہو اُنکو ایک چھوارے کے چھلکا دینے کا بھی اختیار نہین ہے"

"پاک ہے اللہ ان باتون سے جنکو تم شریک کرتے ہو"

"خدا سے ڈرو تا کہ تم دنیا اور آخرت مین آرام پاؤ"

"دنیا کی زندگی اور اسکی عیش و آرام سب فانی ہین جو خواب و خیال ہو جاینگے آخرت کا لطف اور عیش جو مرنے کے بعد ملے گا وہ ہمیشہ کے لیے پائدار اور باقی رہیگا جسکو کوئی تم سے کبھی نہین لے سکے گا اور جس چیز کو تمھارا دل چاہیگا وہ وہان فوراً ملے گی"

"اس ناپائدار کی خاطر کیون عیش جاودانی کو ہاتھ سے کھوتے ہو"

سیدھا راستہ اختیار کرو اور سیدھا راستہ یہی ہے کہ خدا کے سوا کسی کی پرستش مت کرو اُسکے حکم اور اختیار مین کسی کو شریک مت بناؤ"

"خدا اور اُسکے رسول کی اطاعت کرو"

"از روے فطرت تمھاری نظر اس بات پر جاتی ہے کہ بیشک مالک ہمارا پروردگار ہی پھر اسی پر کیون نہین جمے رہتے آبائی تقلید اور رسم کی پابندی پر کیون عاقبت خراب کرتے ہو"

"موت کا نقارہ سر پر بج رہا ہے اور ہر وقت اور ہر جگہ سے یہ صدا برابر آرہی ہے پھر تم کیون نہین ہوشیار ہوتے"

"خدا اکیلا ہی نہ اُسکے بیٹا ہی اور نہ وہ کسیکا بیٹا ہی اور نہ اُسکے گوت ہی اور اللہ بے پرواہ ہے"

"کیا تمنے یہ سمجھ رکھا ہی کہ تمکو یونھین پیدا کیا ہی اور تم خدا کے پاس واپس نہین جاؤگے"

حضرات یہی باتین تھین جنکو انبیا اور پیغمبر سناتے تھے اور یہی باتین تھین جنکی خاطر خدا کے رسول قوم کے عذاب اُٹھاتے تھے۔

یہی باتین تھین جنکے منوانے کے لیے آسمان سے طوفان اور پتھر برستے تھے۔ اور یہی باتین تھین جنکے واسطے پے بہ پے انبیا اور رسول عالم شہود مین جلوہ گر ہوتے تھے۔

یہی وہ ہدایت تھی کہ جسکو ارباب دانش صاحب قسمت حاصل کرکے نوید جاودانی حاصل کرتے تھے اور یہی وہ وحی اور پیام الٰہی تھا کہ جسکے تسلیم نہ کرنے سے لاکھون قوم کے سردار دُنیا اور آخرت کا دائمی وبال اپنے سر پر لیتے تھے۔

انھین کلمات نورانی نے روحانی زندگی بخشی اور انھین احکام نے عذاب و ثواب کی فرخندگی بخشی انھین دل نواز صداؤن نے اقوام کو مہذب بنایا اور انھین دلگداز آوازون نے عالم مین ہرہونگ مچایا اسی نور نے دنیا مین یہ اُجالا ڈالا اور اسی کے باعث حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت سے نکالا۔

انھین کے اظہار کے لیے وید اور زندوستا بنائے گئے اور انھین کی تاکید کے لیے توریت۔ زبور۔ انجیل اور قرآن نازل فرمائے گئے۔

جس حالت مین رسالت اور نبوت کا کام اس درجہ زور شور کے ساتھ عالم گیر ہو رہا ہے تو پھر کیا ضرورت نبی اور پیغمبر کی ہے۔

فطرت کی عادت ہی یہ ہے کہ کامل اپنی قیمت کامل اور ناقص قیمت ناقص پاتا ہے جو میوہ خام ہوتا ہے اُسکی ویسی قیمت اور پختہ اپنی قیمت پختہ لیتا ہے اور پہلے سے کوئی میوہ یا پھل پختہ اور کامل برآمد نہین ہوتا اول خام اور ناقص ہوکر بعد مین پختہ اور کامل ہوجاتا ہے اسی طرح سے دین پہلے خام اور ناقص تھا جسکو اس نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر کامل اور پختہ کردیا گیا۔

اسی واسطے اُسکے تسلیم کرنے اور عمل کرنیوالے بھی پہلے فرمانبردار بندون سے کامل اور پختہ ہین

جیسے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیا اور رسولون مین اعلی اور افضل ہی اسیطرح اُسکے تابعین بھی کامل دین پانے سے پہلے بندونسے اعلی اور اشرف ہین۔

اسوقت بڑے بڑے بادشاہ اور اعلی درجے کے حکما اور بہادر اور فریبی۔مکار۔ساحر اور شاعرون کا تذکرہ سبکے ہاتھ مین ہی جو مختلف اقوام اور ممالک مین گذرے ہین اور لاکھون قسم کے صاحب کمال اور ذی فنون اور شعبدے باز دنیا مین ہوئے ہین اُن کے حالات کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات سے مقابلہ کرو کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے جو یہ دین جاری کیا تو اسمین ذاتی فائدہ کچھ بھی حاصل نہین ہوا۔

ابتدائی حالت اس برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو فقر و فاقہ اور قوم کی تکالیف مین گذری اور وہ زمانہ کہ تمام ملک عرب اُسکے تابع فرمان تھا اور جان و مال اُسکے اشارے پر قربان کرنا اپنی حیات جاودانی جانتا تھا۔ان دونون حالتون کا موازنہ کرو۔

ایک وہ وقت تھا کہ ہر ایک متنفس جان کا خواہان تھا اور زمین بھی وطن کی دشمن ہو رہی تھی اور اس دوسرے وقت مین لاکھون آدمی جان و مال سے حاضر تھے اس نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج مین ذرا بھی تغیر نہین ہوا۔

جیسا اُس حالت مین وہ اپنے کو مسکین اور غریب بندہ سمجھتا تھا ایسا ہی اب سبکے ساتھ لطف اور اکرام سے پیش آتا تھا اور غریبی گذران کرتا تھا۔

اور جس کلمہ کی خاطر وہ پہلے وقت مین جان کھپاتا تھا اسی کے واسطے وہ اس دوسرے وقت مین نہایت سرگرمی اور جہد بلیغ سے غزوے اور جہاد کرتا تھا اور ہر دم ہمہ تن اسمین مشغول تھا۔

اگر یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سچا اور برگزیدہ منجانب اللہ نہوتا اور اُس ہدایت و تلقین سے اُسکی کوئی ذاتی غرض مقصود ہوتی تو وہ یہ کبھی نکہتا کہ ”مین بھی تم جیسا ایک خدا کا بندہ ہون“ ”مجھ پر اور میری اولاد پر زکواۃ خیرات حرام ہے“

"مین تمسے کوئی اجر نہین چاہتا ہون میرا اجر اللہ رب العالمین پر ہے"

"مین تمکو ایک ہی نصیحت کرتا ہون کہ تم دو دو ایک ایک کھڑے ہو کر سوچو کہ تمھارے اس یار مرکو کچھ جنون تو نہین ہو گیا ہے یہ تو تمکو ایک بڑی آفت سے بچانے کے لیے متنبہ کرتا ہے اور تم سے اجر کچھ نہین مانگتا"

"اگر میرے ایک ہاتھ مین آفتاب اور دوسرے مین ماہتاب دیدو تب بھی مین اس ہدایت خلق اللہ سے جسکا مجکو حکم ہے باز نہین رہسکتا"

یعنی دولت دنیا جس پر مجکو تم للچاتے ہو کیا چیز ہے چاند سورج جن پر تمام دُنیا کے کارخانے کا دار و مدار ہے اور جنکا ہاتھ مین آنا ناممکن ہے اگر یہ بھی مجکو سونپ دو اور میرا انپر قبضہ کرادو تب بھی مین احکام الٰہی کے پہونچانے مین کمی نہین کرسکتا۔

"اگر تم سچے ہو اور مجکو جھوٹا سمجھتے ہو تو قرآن جیسی ایک سورت ہی تین چار یا آٹھ دس آیتون کی برابر بنا لاو"

بھلا ایک ان پڑھ آدمی بڑے بڑے علما۔ شعرا فصحاے عرب کے روبرو کب ایسا دعویٰ کرسکتا ہے یہ وہی غیبی زور تھا جسکی قوت سے وہ احکام الٰہی کی تبلیغ پر مامور ہوا تھا جو یہ دعویٰ کرتا تھا۔

"اے لوگو خدا کی عبادت کرو جو تمھارا اور تمھارے باپ دادا کا مالک ہے"

"اُسی کے آسمان اور اسی کی زمین ہے"

"مین اور تم سب اُسکے ناچیز بندے ہین"

"اُسکی ذات کے سوا کوئی خدائی کے لائق نہین"

"قسم ہے روشن کتاب کی۔ ہمنے بنایا ہے اُسکو عربی زبان کا قرآن۔ تاکہ تم سمجھو اور یہ کتاب لوح محفوظ مین ہمارے نزدیک بلند مرتبہ حکمت والی ہے"

"یہ کتاب اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے اتری ہے۔"

"بے شک آسمانون اور زمین مین ایمان دارون کے لیے نشانیان ہین"

"اور تمھارے پیدا کرنے اور جانورون کے پھیلانے مین یقین لانے والونکے لیے نشانیان ہین"

"اور رات دن کے پلٹنے اور آسمان سے روزی نازل کرنے مین کہ اس خشک زمین کو شاداب کرتا ہے اور ہواؤن کے بدلنے مین نشانیان ہین"

یہان دہریون اور فلسفیون کے سمجھانے کے واسطے "عزیز و حکیم" اپنے دو بڑے وصف ابتداے کلام مین بیان فرماکر از روے فطرت تبلاتے ہین کہ جس زبردست حکمت والے نے یہ قرآن اُتارا ہے اُسکی قدرت کی نشانیان زمین اور آسمان مین بہت ہین جنکو تم آنکھون سے دیکھتے ہو اُنہین غور کرو اور نیز اپنی پیدائش اور جانورونکی پھیلاوٹ کو حکیمانہ اور فلسفیانہ نظر سے دیکھو کہ کس حکمت اور خوبی سے ہمنے تمکو اور جانورون کو بنایا ہے اور کس طرح سے ہم مردہ زمین کو سرسبز اور شاداب کرتے ہین اور دن رات اور گرمی جاڑہ برسات مین ہواؤنکو تبدیل کرتے ہین اس سے ہمارا خالق ہونا ہر ایک شے بیان کر رہی ہے پھر کیسے کہتے ہو کہ کوئی خالق نہین ہے۔

اگر یہ عالم حادث نہوتا اور قدیم سے از خود ایسا ہی بنا ہوا ہوتا تو اسمین یہ تغیرات نہوتے اور اس طرح سے دن رات نہ پلٹتے ہر گھڑی اپنا رنگ نہ بدلتے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی بڑا زبردست حکمت والا ہے جسکے قبضۂ قدرت مین یہ آسمان اور زمین اور ہوا اور مینھ اور دن اور رات کہ جس وضع اور طرز پر وہ چاہتا ہے اُسی طور سے یہ اپنا ظہور کرتے ہین۔

"کسی زلف و رخ کا یہ کام ہے کوئی نازنین لب بام ہے
ابھی شام تھی ابھی صبح ہے ابھی صبح تھی ابھی شام ہے"

کیونکہ جو قدیم ہے وہ حادث نہین اور جو حادث نہین اُس مین تغیر نہین مگر عالم متغیر ہے اس قیاس سے یہ نتیجہ نکلا کہ عالم قدیم نہین۔

"اور بیشک یہ ایسی معزز کتاب ہے کہ جس مین آگے اور پیچھے غلطی کا احتمال نہین جو خوبیان

والے حکیم کی طرف سے نازل ہوئی ہے

"تجھ سے وہی بات کہی جاتی ہے جو تجھ سے پہلے رسولوں سے کہی جاتی تھی"

"جنکے ہاتھ میں اگلی آسمانی کتاب ہے وہ تجکو ایسا پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو"

"یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی اور تحقیق تو البتہ ہمارے بھیجے ہوئے رسولوں میں سے ہے"

"آج مینے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت تمہارے اوپر پوری کر دی اور مینے تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا"

"قسم ہے ستارے کی جبکہ جھکے تمہارا صاحب (محمدؐ) نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بہکا ہے اور نہ وہ اپنی خواہش سے بولتا ہے یہ تو وحی ہے جو اسپر آتی ہے"

"بتلاؤ تو سہی اگر یہ کتاب (قرآن) اللہ کیطرف سے ہو اور تم اسکے منکر ہو چکے" تو اسکا انجام تمہارے حق میں کیسا زہر قاتل ہوگا۔

"تو پھر کوئی ایسی کتاب لاؤ اللہ کے پاس سے جو ان دونوں سے (توریت اور قرآن سے) ہدایت میں بڑھکر ہو کہ میں اسپر چلوں اگر تم سچے ہو"

"کیا انکو یہ کافی نہیں کہ ہمنے تجھپر کتاب نازل کی جو انکے سامنے پڑھی جاتی ہے البتہ اسمیں رحمت اور نصیحت ہے اس قوم کے لیے جو ایمان لاتے ہیں"

"قسم ہے قرآن پر حکمت کی کہ بیشک تو (اے محمدؐ) رسولوں میں سے ہے سیدھے راستے پر۔ قرآن نازل کیا ہوا ہے بڑے زبردست مہربان کا تاکہ اس قوم کو ڈرسناوے کہ انکے باپ دادا کو بھی ڈر نہیں سنایا گیا سو وہ غافل ہیں"

"پھر قرآن کے بعد کون سے بیان پر ایمان لاؤ گے"

صاحبو! ذرا غور کرو کہ یہ باتیں پر حکمت و ہدایت کوئی فریبی مکار۔ جادوگر شعبدہ باز کر سکتا ہے اور ابتداے بنی نوع انسان سے آجتک ایسے ڈوبے ہاکسی شاعر یا ساحر نے اگلے ہیں۔

ایک امّی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ کتاب اللہ کی جانب سے ہے اس مین نہ آگے غلطی ہے اور نہ پیچھے یعنی غلطی سے بالکل محفوظ ہے۔

کوئی ہمکو تبلادے کہ ایسا دعوی کسی عالم۔ فاضل حکیم۔ شاعر نے بھی آجتک کیا ہو جیسا یہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کر رہا ہو۔

جس قدر مصنف اور مؤلف آج تک روئے زمین پر گذرے ہین سب یہی اپنے دیباچہ مین لکھتے آئے ہین کہ "الانسان مرکب من الخطاء والنسیان"۔

ہم فطرتی خطاکار ہین ہماری یہ تالیف یا تصنیف خطا اور غلطی سے محفوظ نہین رہسکتی۔

یہان یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم امّی عرب جیسے سیف اللسان فصیح البیان کے مقابلے مین اپنی کتاب کو کس دعوی کے ساتھ پکار رہا ہے کہ یہ غلطی سے قطعی محفوظ ہے۔

وہ عرب اور اہل عرب کہ جو اپنی زبان کے مقابلے مین سب زبانون کو ہیچ سمجھتے ہین اور غیر زبان والون کو گونگا کہتے ہین کہ بولنا ہمکو ہی آتا ہے باقی غیر زبان والے ہمارے مقابلے مین عجمی (گونگے) ہین۔

بیشک عرب کی ایک باندی اپنے لہجہ کو تغیر کرنے سے پُر لطف نظم کر لیتی ہے۔

عربی زبان نہایت ہی نرم اور شیرین زبان ہے کرختگی اور سختی اور اکھڑپن اسمین مطلق نہین ہے وسعت اسکی اسقدر ہے کہ اونٹ اور خرمے کے اسمین صدہا نام ہین اختصار پر مضامین اور فصاحت اور بلاغت مین وہ اعلیٰ پایہ اور بے نظیر درجہ رکھتی ہے۔

زبان کی وسعت بڑی دلیل اسکی فصاحت اور بلاغت کی ہے تنگ زبان مین ایک لفظ سے بہت کام لیے جاتے ہین اور وسیع مین ہر ایک شے کے لیے علحدہ علحدہ نام ہوتے ہین اور ایک چیز کے صدہا نام ہون یہ اعلیٰ درجے کا کمال اس زبان کا ہے۔

یہی باعث ہو کہ غیر زبان والے اصطلاحات عربی زبان کی علوم اور قوانین مین استعمال کرتے ہین

کیا کوئی جھوٹا شخص تمام عالم کے اولین اور آخرین علما اور شعرا اور حکما اور فصحا کو اُس دعوے

دعو کر سکتا ہے اور وہ پڑھا لکھا مطلق نہو اور نہ کسی اہل علم کی اُسنے صحبت اُٹھائی ہو یوم تمیز سے سب سے الگ کنارہ کش اور آزاد رہا ہو کہ "یہ وہی ہدایتین ہین جو مجھسے پہلے رسول قوم کو کرتے آئے ہین"

کہین جھوٹے خود غرض فریبی مکار شخصون کا یہ وتیرہ ہوتا ہے اور وہ لوگون کی ہدایت مین اس طرح سے بلاغرض جانفشانی کیا کرتے ہین جیسی کہ اس نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کی کہ نہ اپنی جان کا خیال کیا نہ خان و مان کے برباد ہونیکا ملال دل مین آیا۔ وطن چھوڑا گھر بار چھوڑا عزیز و اقارب سے منہ موڑا رشتہ قرابت سب منقطع ہو گیا۔ اُس کلمۂ حق کے کہنے سے خود حضور والا ہزارہا مصائب اور بلا مین گرفتار ہوئے اور اپنے رفیقون کو بھی ایسی مصیبت مین ڈالا مگر کلمۂ **توحید** کو نچھوڑا کہین جھوٹا خود غرض یہ کارروائی مخاصمانہ اور مخالفانہ کر سکتا ہے کہ جس لفظ کے کہنے سے اپنے قرابتی اور ذاتی رشتہ دار بھی جان کے دشمن ہو جائین اور تیغ بکف قتل کرنے کے لیے تلاش کرتے ہوئے پھرین اور وہ اُس لفظ کے کہنے سے باز نرہے اور دن بدن اُسمین مبالغہ اور غلو کرتا چلا جاوے اور اُس مخالفت اور عداوت کی جو باعث کمال خوف اور ہر دم کے خطرے کی تھی کچھ پروا نکرے۔

بادشاہون اور بہادرون نے سلطنت کی خاطر بڑے بڑے مصائب اُٹھائے ہین اور خود بلا مین مبتلا ہوئے ہین اور اپنے رفقا کو بھی ہلاکت مین ڈالا ہے لیکن ذاتی نفع کے واسطے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہونے کے لیے تاج مرصع سر پر رکھنے کی غرض سے بڑے بڑے محل اور عالیشان عمارتون مین عیش کی خواہش سے خزانہ اور جواہرات جمع کرنے کی نیت سے اور پھر اُس دولت و ثروت کے حصول سے حظ زندگانی اور لذات حکمرانی کی اُٹھانے کی وجہ سے اعزاز اور وقار کی طلب مین بیشک مصائب اُٹھائے ہین اور بڑی بڑی لڑائیان اور ہنگامہ پردازیان کی ہین تمام عالم مین ہر لوبانگ اُٹھا کر امن کو یک قلم اُٹھا دیا ہے۔

مگر انھیں خواہشات نفسانی کی امیدوں اور آرزوؤں نے انکو اس معرکہ آرائی اور خونریزی پر آمادہ اور برانگیختہ کیا ہے جنکا ذکر اوپر کیا گیا۔
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تخت تو بڑی چیز ہے کبھی غالیچہ پر بھی نشست نہین فرمائی۔ عمدہ کھانے کیسے ہوتے ہین لطف اور عیش زندگی کیا ہوتا ہے بادشاہت کی حالت مین بھی گیہون کی روٹی کبھی پیٹ بھر کر میسر نہین ہوئی رات کو اندھیرے مین چراغ نصیب نہین ہوا بچھانے کے لیے روئی کا گدیلا تک نہین ملا۔
کھجور کی شاخین تھین اور جسم مطہر کا خواب گاہ کھجور کے صوف تھے اور حضور والا کا تکیہ گاہ۔ تمام تمام رات فاقے سے گذر گئی اور چھٹانک بھر رزق اس بادشاہی کے زمانے مین کہ جب لاکھون کروڑون روپیہ انعام واکرام اور خیرات کیا جاتا تھا ہاتھ نہین آیا پانچ سات چھوارے بھی کچھ چیز ہوتے ہین اگر وہ دستیاب ہو گئے ہین تو بڑی خوشی سے انھین کو نوش فرما کر شب بسر کی ہے۔
عالم شباب مین ایک بیوہ اور ضعیف بی بی پر قناعت کی دوسری عورت کا خیال عرب جیسے ملک مین انکی زندگی تک کبھی نہین آیا جہان ازواج کی تعداد بڑھانے کا علی العموم رواج تھا۔
اخیر مین پچاس برس کے بعد اس معصومہ کے انتقال فرمانے سے جو چند نکاح کیے تو وہ نہ غلبۂ خواہش نفسانی کی وجہ سے بلکہ محض ہدایت اور تلقین کی غرض سے کہ انکو زنانی تعلیم تمدن اور عبادت کی گھر مین دی جاتی تھی اور اپنے تابعین کو بتلایا جاتا تھا کہ اجتماع ازواج مین انکے حقوق کی نگرانی اس طرح سے کرنی چاہیے چنانچہ جسقدر مسائل حیض ونفاس اور زنانہ معاشرت کے ہین وہ سب انھین ازواج مطہرات کی زبانی زبان الہام بیان سے دریافت ہوئے ہین۔
انبیائی معصومین مین یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہوا ہے کہ جسکی ازواج تبلیغ احکام الٰہی آخر دم تک کرتی رہی یہ اجتماع جو عالم ضعیفی مین کیا گیا حظ زندگانی کے لیے نہین تھا جیسا کہ امیر اور راجہ اور بادشاہ کیا کرتے ہین امت کی حال اور آیندہ کے لیے خاوند اور بی بی کو عبادت۔ حسن معاشرت فرمان برداری شوہر۔ رضامندی زوجہ۔ پردہ داری اور تعلیم وتربیت اولاد۔ صبر ورضا کا

طرز بموجب حکم الٰہی بتلانا مقصود تھا سو یہ مدعا واضح اور صاف جیسا اسلام مین ہے کسی دین وملت مین اُسکی نظیر نہین مل سکتی۔

جیسا وہ نبی معظم مردون کو اللہ کے خالص بندے بنانا چاہتا تھا اسیطرح مستورات سے رسم وا وہام باطلہ کے دور کرنیکا منشا تھا تاکہ یہ ازواج امت کی عورتون کے لیے نظیر اور ہادی ہون اور اُنکے حالات صبر اور شکر رضا وتسلیم کے سُنکر قوم کی عورتین اُسکا اتباع کرین۔

یہی باعث ہے کہ مسلمان مستورات انکے حالات سے سبق لیتی ہین اور مصائب اور بلا مین صبر اور استقلال کے ساتھ برداشت کرتی ہین اور انہین کی پیروی کو سرمایہ اپنی نجات کا جانتے ہین۔

جس حالت مین مردون کے لیے ایک بیرونی مدرسہ قائم کیا گیا تھا جس مین روحانی تعلیم کے لیے بلالحاظ قوم اور ملک اور رنگ کے سبکو ایک وضع سے داخل کیا جاتا تھا۔

اس مدرسے کے داخل ہونے کے لیے نہ کوئی نذرانہ مقرر تھا اور نہ کوئی امتحان اور نہ فیس صرف زبان اور دل سے یہی اقرار کرنا اس خدائی کالج کا بپتسمہ تھا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین اور محمد خدا کا رسول ہے۔

اسی کلمہ کا کہنا اصطباغ سمجھا جاتا تھا بلا اس اقرار کے کسی شہنشاہ کو بھی اس مدرسے مین داخلے کا مجاز نہین تھا اور نہ نبی تک کے رشتہ دار ہی بدون کلمہ بار پاسکتے تھے۔

اس صورت مین بہت ہی ضرور تھا کہ ایک اندرونی درسگاہ زنانہ تعلیم کے لیے قائم کی جاے۔ اسکے سواے اسکے اور کوئی صورت نہین تھی کیونکہ جس عصمت اور پردہ کی اسلام تلقین کرتا ہے وہ اسی حالت مین بحال رہسکتا ہے اس سے بہتر اور کوئی صورت ممکن ہی نہین تھی۔

اس نبی معظم کا کوئی کام ہدایت سے خالی نہ تھا جو قول اور جو فعل تھا سب خلقت کی ہدایت کے لیے اور حسبۃً للہ محض اخلاص کی رو سے وہ قوم کا ہواخواہ تھا۔

کوئی ایسا شخص قوم کا بہی خواہ بے غرض قوم پر جان ومال قربان کرنے والا ترکی عجمی۔ نہ عربی۔ رومی مصری حبشی کہ جو اپنی قوم بنانے والا اور اُنکو اپنے عزیز واقارب سے زیادہ لکھنے والا کسی قوم کی تاریخ مین نہین مل سکتا ہے

اُسکی قوم نہ ہاشمی تھی اور نہ قریشی نہ عربی نہ ترکی جو خدا کو معبود اور اصلی مقصود سمجھنے والے اور اُسی کے روبرو سربسجود تھے وہی لوگ اُس نبی کی قوم تھے۔

وہ اُنسے نہ دولت کا خواستگار تھا اور نہ اپنی حکومت کا صرف اس بات کا خواہان تھا کہ وہ خداوند تعالی کو مالک اور خالق جمیع کائنات کا بالیقین سمجھکر اُسکی عبادت کرین اُسکے حکم اور قدرت مین کسی کو شریک نہ بنائین ہر بات اور کام مین اُسی سے التجا اور ہر دم اُسی کی درگاہ مین دعا کرین واہی اور آبائی تقلید کو چھوڑکر روحانی اور اخلاقی اصلاح مین سرگرم اور مستعد ہین مذہب تو وہ پہلے بھی رکھتے تھے کوئی فریق بُت پرستی آتش پرستی انجم پرستی اور اوہام باطلہ کا پابند تھا اور کوئی فریق یہودی اور کوئی نصاری تھا اسلام نے اُنسے قتل۔ چوری۔ زناکاری دُختر کشی کو دور کرکے رحم۔ انصاف۔ حیا۔ عفت اور خداترسی سے مہذب اور شایستہ بنادیا اور روحانی اخلاق سب مین پھیلا دیا عرب کے بدجاہل وحشی یکبارگی ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کردیا ہو بہتر ہوگا کہ اس مقام پر چند صاحبان انگریز عالیشان کی رائے بجنسہ نقل کی جاے۔

سر ولیم میور صاحب لفٹننٹ گورنر جنرل ممالک مغربی وشمالی اپنی کتاب **لائف آف محمد** صلی اللہ علیہ وسلم مین رقم فرماتے ہین جسکا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

"اگرچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر و احکام اسوقت تک تھوڑے سے اور سادہ طور کے تھے جیساکہ بیان بالا سے ظاہر ہوتا ہے مگر اُنھون نے ایک تعجب انگیز اور عظیم الشان کام کیا جبکہ دین مسیحی نے دنیا کو خواب غفلت سے بیدار کیا تھا اور شرک وبت پرستی سے جہاد عظیم کیا تھا اس وقت سے حیات روحانی کبھی ایسی برانگیختہ نہوئی تھی اور نہ ایسا غلو کسی مذہب مین ہوا تھا جیساکہ دین اسلام مین ہوا۔ عرب کے لوگ توہمات اور کفر وضلالت اور بیرحمی و بداعمالی کے دریا مین غرق تھے چنانچہ یہ عام رسم تھی کہ بڑا بیٹا اپنی سوتیلی مان کو بیاہ لیتا تھا اُنکے غرور اور افلاس سے دختر کشی کی رسم بھی اُنمین اُسی طرح جاری ہوگئی تھی جسطرح فی زماننا ہندوون مین جاری ہے۔

اُنکا مذہب حد کے درجے کی بت پرستی تھا اور اُنکا ایمان ایک مسبب الاسباب مالک علی الاطلاق

پر نہ تھا بلکہ غیر مرئی ارواح کے توہم باطل کی ہیئت کا سا اُنکا ایمان تھا انھین کی رضامندی منانے تھے اور انھین کی ناراضی سے احتراز کرتے تھے قیامت اور جزا و سزا جو فعل یا ترک کا باعث ہو اُسکی اُنھین خبر ہی نہ تھی -

ہجرت سے تیرہ برس پہلے تو مکہ ایسی ذلیل حالت مین بے جان پڑا تھا مگر اُن تیرہ برسون نے کیا ہی اثر عظیم پیدا کیا کہ سیکڑون آدمیون کی جماعت نے بت پرستی چھوڑ کر خدائی واحد کی پرستش اختیار کی اور اپنے اعتقاد کی موافق وحی الٰہی کی ہدایت کے مطیع و منقاد ہو گئے -

اُسی قادر مطلق سے بکثرت و بشدت دعا مانگتے اُسی کی رحمت پر مغفرت کی امید رکھتے اور حسنات و خیرات اور پاکدامنی اور انصاف کرنے مین بڑی کوشش کرتے تھے اب اُنھین شب و روز اسی قادر مطلق کی قدرت کا خیال تھا اور یہ کہ وہی رازق ہمارے ادنی حوائج کا بھی خبر گیران ہے -

ہر ایک قدرتی اور طبعی عطیہ مین ہر ایک امر متعلقہ زندگانی مین اور اپنے خلوت و جلوت کے ہر ایک حادثے اور تغیر مین اُسی کے ید قدرت کو دیکھتے تھے اور اس سے بڑھکر اُس نئی روحانی حالت کو جسمین خوشحال اور حمد کنان رہتے تھے خدا کے فضل خاص و رحمت باختصاص کی علامت سمجھتے تھے اور اپنے کور باطن اہل شہر کے کفر کو خدا کی تقدیر کیے ہوے خذلان کی نشانی جانتے تھے -

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اُنکی ساری امیدون کے ماخذ تھے اپنا حیات تازہ بخشنے والا سمجھتے تھے اور اُنکی ایسی کامل طور پر اطاعت کرتے تھے جو اُنکے رتبۂ عالی کی لائق تھی -

ایسے تھوڑے ہی زمانے مین مکہ اس عجیب تاثیر سے دو حصون مین منقسم ہو گیا تھا جو بلالحاظ قبیلہ و قوم ایک دوسرے کے درپے مخالفت و ہلاکت تھے -

مسلمانون نے مصیبتون کو تحمل و شکیبائی سے برداشت کیا اور گو ایسا کرنا اُنکی ایک مصلحت تھی مگر تو بھی ایسی عالی ہمتی کی بردباری سے وہ تعریف کے مستحق ہین -

ایک سو مرد اور عورتون نے اپنا گھر بار چھوڑا لیکن ایمان عزیز سے مُنھ نہ موڑا اور جب تک کہ یہ طوفان مصیبت فرو ہوے حبش کو ہجرت کر گئے پھر اُس تعداد سے بھی زیادہ آدمی کہ اُنھین

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل تھے اپنے عزیز شہر اور مقدس کعبہ کو جو اُنکی نظر مین تمام روے زمین پر سب سے زیادہ مقدس تھا چھوڑ کر مدینہ کو ہجرت کر گئے اور یہان بھی اُسی جادو بھری تاثیر نے دو یا تین برس کے عرصے مین اُن لوگون کے واسطے ایک برادری جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانون کی حمایت مین جان دینے کو مستعد ہو گئے تیار کر دی"

ریورینڈ جی - ایم - راڈویل صاحب مترجم قرآن لکھتے ہین -

"عرب کے سیدھے سادے خانہ بدوش بدو ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کر دیا ہو"

بت پرستی کے مٹانے حیات اور مادیات کے شرک کی عوض اللہ کی عبادت قائم کرنے اطفال کشی کی رسم کو نیست و نابود کرنے بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازواج کی تعداد کو گھٹا کر اُسکی ایک حد معین کرنے مین قرآن بیشک عربون کے لیے برکت اور قدوم حق تھا گو عیسائی مذاق پر وحی نہو"

"گبن نے بیان کیا ہے"

"عیسائی اس بات کو یاد رکھین تو اچھا ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مسائل نے وہ درجہ نشہ دینی اُسکے پیرو وئمین پیدا کیا کہ جسکو عیسیٰ علیہ السلام کے ابتداے پیرو ونمین تلاش کرنا نے فائدہ ہے اور اُسکا مذہب اُس تیزی کے ساتھ پھیلا جسکی نظیر دین عیسوی مین نہین چنانچہ نصف صدی سے کم مین اسلام بہت سے عالیشان اور سرسبز سلطنتون پر غالب آگیا"

جب عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لے گئے تو اُسکے پیرو بھاگ گئے اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجے مین چھوڑ کر چلدیے برعکس اسکے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد و پیش رہے اور اُسکے بچاؤ مین اپنی جانین خطر مین ڈالکر کل دشمنون پر اسکو غالب کر دیا"

"مسٹر کارلائل صاحب فرماتے ہین"

"پس ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز یہ خیال نہین کر سکتے کہ وہ صرف ایک شعبدہ باز اور تہی باطن شخص تھا اور نہ ہم اُسکو ایک حقیر جاہ طلب اور دیدہ و دانستہ منصوبے گانٹھنے والا کہہ

سکتے ہین جو سخت وکرخت پیغام اُسنے دنیا کو دیا بہر حال وہ ایک سچا اور حقیقی پیغام تھا اور اگرچہ
وہ ایک غیر مرتب کلام تھا مگر اُسکا مخرج وہی ہستی تھی جسکی تھاہ کسی نے بھی نہین پائی -
اس شخص کے نہ اقوال ہی جھوٹے تھے نہ اعمال ہی اور نہ خالی از صداقت یا کسی کی نقل
وتقلید تھے حیات ابدی کا ایک نورانی وجود تھا جو قدرت کے وسیع سینہ مین سے دنیا کے
منور کرنے کو نکلا تھا اور بے شبہ اُسکے لیے امر ربانی یون ہی تھا"
وہ روحانی آفتاب ۶۳۲ء مین یکبارگی عالم کی نظر سے غائب ہو گیا لیکن اپنے قدرتی نور کو جو
جو دنیا کے منور کرنے کے واسطے اُسکو عطا کیا گیا تھا اپنے ہمراہ نہین لے گیا -
وہ نور جو قدرت کے وسیع چشمہ سے نکلا تھا عالم کے جلوہ گر کرنے کے لیے چھوڑ گیا جس نے
جہان کو ایسا روشن کیا کہ اُسکی نظیر روز آفرینش سے ابتک دنیا مین نہین ملتی ہر قوم اور ہر ملت
پر اپنا پرتو اُس نور نے ڈالا -
"بہار اب جو دنیا مین آئی ہوئی ہے یہ سب پودھ اُسی کی لگائی ہوئی ہے"
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات جو شخص بہ نظر انصاف بلا تعصب غور کے ساتھ ملاحظہ کریگا
ممکن نہین کہ وہ از روے فطرت اُنکو سچا نبی اور خدا کا برگزیدہ پیغمبر نہ تسلیم کرے -
سب انبیا اور رسولون مین محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اعلی اور افضل یقین کے ساتھ
پایا جاتا ہے میدان نبوت پر جو نظر ڈالی جاتی ہے تو یہی پہلوان اور شہسوار سب سے زیادہ
زبردست سب سے زیادہ شہ زور اور سب سے زیادہ قوی اور کامل نظر آتا ہے -
جو بنیاد مذہب کی حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھون سے رکھی گئی تھی اُسکو کامل اور
محکم اس نبی معظم کے دست مبارک نے کیا -
یہی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم بوجہ فضیلت اس لائق تھا کہ خاتم نبوت پر مہر ہو -
سو یہی وہ نبی خاتم النبیین اور ختم المرسلین ہے جسپر دین کا خاتمہ ہو گیا -
پہلی کسی آسمانی کتاب مین کسی نبی پر نبوت کو ختم فرما کر یہ حکم نہین دیا گیا تھا جو اُس

سید الانبیا کی شان مین نازل فرمایا گیا کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مین سے کسی مرد کا باپ
نہین ہے مگر وہ خدا کا رسول اور خاتم النبیین ہے"
"اور جو کوئی سوائے اسلام کے کوئی دین اختیار کریگا وہ قبول نہین کیا جائیگا اور وہ
قیامت کو خسارے مین رہیگا"
"آج ہمنے تمھارے دین کو تمھارے لیے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تمھارے اوپر تمام
کر دی اور ہمنے دین اسلام کو تمھارے لیے پسند کیا"۔
پس قیامت تک یہی دین خدائی دین ہے جو قائم اور برقرار رہے گا۔
اور اب اسمین کوئی نظر عبادت اور فرائض وغیرہ کا ازروے قدرت تبدیل نہین ہوگا۔
اصول تو نہ پہلے تبدیل ہوے اور نہ آیندہ کو تبدیل ہون مگر فرائض اور عبادت اور تمدن کے
جو طریق ہین وہ سب اسیطرح سے مستحکم اور قیامت تک جاری اور قائم رہینگے۔
ایک شعشعہ اور ایک نقطہ تبدیل نہین ہوگا۔
باقی جو شرائط ہمنے سچے مذہب کی شناخت کے لیے منتخب کیے ہین قرآن مجید کو ہاتھ مین
لو اور بہ نظر حقیقت غور کر لو کہ اسلام موافق فطرت ہے یا نہین۔
قرآن مجید خود بتلادیگا کہ اسلام ہماری اُن شرائط فطرتی کے اندر محدود ہی اور یہ مسئلہ نہایت ہی
صحیح اور درست ہے کہ "الاسلام ھو الفطرۃ والفطرۃ ھی الاسلام"
الحمد للہ والمنۃ کہ یہ کتاب فطرت مقام لویرہ ریاست جودھپور مارواڑ مین
بتاریخ دہم ماہ ستمبر ۱۹۰۵ء کو ختم کی گئی۔

ہے یہ اک نقش کہ جو عمر مین اپنی کھینچا	ہم نہ ہونگے وہ یہ نقش رہیگا ہم سے
"کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے	ہم کیا ہین جو کوئی کام ہم سے ہوگا جو کچھ ہوگا ترے کرم سے ہوگا

خاتمہ پُر از نتائج مفیدہ

ناظرین کو اسکے ملاحظے سے روشن ہو گیا ہوگا کہ روے زمین پر جسقدر مذہب رائج ہین سبکے عقائد اور
سبکے اصول مین اسلام سے جسقدر ملتے جُلتے ہین ایسے کسی مذہب کے نہین ملتے
اور جو اسلامی اصول ہین وہ سب مذاہب مین موجود ہین گو کسی طرح سے ہون دیگر مذاہب
نے اُنکی ہیئت خراب کر دی ہے اور اسلام مین اُنکی اصلیت باقی ہے توحید جس پر
اسلام کو فخر ہے اُسکے سب قائل رسالت سبکے نزدیک مسلم اور کوئی مذہب اُس سے
خالی نہین قیامت ۔ عبادت ۔ جزا و سزا سبکے یہان ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ
سب مذاہب کا ماخذ اور منبع اسلام ہی اور کل مذہب اُسی سے نکلے ہین اور اسلام ہی
خدائی مذہب ہے فہو المراد ۔

اب یہ خیال کہ جس حالت مین سب مذاہب کے اصول واحد ہین تو تحقیق اور تفتیش کی کیا ضرورت ہے
جس مذہب مین جو شخص ہے اسیکے قوانین کی پابندی موجب اُسکی نجات کے ہی مگر یہ محض خیال
باطل ہے قدرت اور صنعت مین زمین و آسمان کا تفاوت ہے قدرتی اشیا پر نظر کرو اور
اُنکے مقابل مصنوعی کو غور سے دیکھو تو مصنوعی اشیا مین ایک مین وصف قدرت جیسا
نہین پاؤ گے یہی حال اسلام اور دیگر مذاہب کا ہے کیونکہ دیگر مذاہب مصنوعی اور
لوگون کے طبع زاد خیالات اور محض ایجاد ہے اور اسلام قدرتی اور خدائی مذہب ہی جسکے
اصول اور احکام کلام الٰہی مین مشرح درج ہین اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منجانب
خدا اور دنیا مین حجت اللہ ہین ۔ پس جسنے تعمیل احکام الٰہی کی نہین کی اور نہ اُس ہادی
برحق کا اتباع کیا اور لوگونکے مصنوعی خیالات کو دین الٰہی تصور کرتے رہے اور فرمان الٰہی
کو دیکھا اور سنا تک نہین اور ہمیشہ اُسکے خلاف کو ہدایت سمجھا اور اُسکی تکذیب اور تردید کے
درپے رہے اور یہی سمجھا کیے کہ یہ کلام الٰہی نہین ہے ایک شخص کا ایجاد ہے یعنی قدرتی

نہین ہے مصنوعی ہے تو ایسے لوگون کو نجات کی امید رکھنا اور اُن توہمات سے فائز المرام ہونا عبث ہے۔

صاحبو! وہ قرآن جسکا منجانب اللہ ہونا فطرت سے ثابت ہو چکا ہے برملا پکار رہا ہے اور پکار پکار کر اپنے منجانب اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کہ اگر تمام روے زمین کے آدمی میرا مقابلہ کرنا چاہین تو ہرگز نہین کر سکتے مین تمام عیبون اور غلطیون سے پاک ہون مین کلام الٰہی ہون مجکو جیسا عرش سے اُتارا ہے تیرہ سو برس سے ویسا ہی موجود ہون اور قیامت تک ایسا ہی رہونگا۔ میرے منکر ظالم اور باغی ہین وہ دنیا جسکی مچھر کے پر کی برابر بھی خدا کے یہان قدر نہین ہے چند روزہ ہے بعد مرنے کے یہ زندگی خواب کا سا خیال معلوم ہوگا میرے منکرونکی ہرگز نجات نہوگی ستر ستر گز کی آتشی زنجیرونمین انکو ایسا جکڑا جائیگا اور وہ پکڑی جائینگی کہ کبھی آجتک دنیا مین کسی جکڑنے والے نے نہ کسی کو ایسا جکڑا ہوگا اور نہ ایسی سختی اور ذلت سے پکڑا ہوگا۔ میرے منکرو اس دنیا کے عارضی لطف اور عیش کا مزہ چند روز اُٹھالو اور خوب دل کی حسرتین نکالو موت آئی اور تم دوزخ کے دائمی عذاب مین گرفتار ہوے جیسے تم آج اُسکے فرمان کو غفلت کے سبب نہین سنتے ہو اور خدا کو بھول گئے ہو اسی طرح سے وہ جبار قہار تمکو عذاب دردناک مین ڈالکر تمہاری خبر تک نہین لیگا۔ دوزخ کے دربان بڑے سنگدل اور قدرتی بیرحم ہونگے وہ گونگے اور بہرے ہونگے کہ دوزخیون کے آہ و نالے کو نہین سنینگے وہان نہ کوئی حمایت کام دیگی اور نہ قرابت اور نہ زور سے کام نکلیگا دوزخ بہت ہی بری جگہ ہے اور وہ خاص میرے منکرونکے لیے تیار کی گئی ہے مین تمہاری آگاہی کا چوبدار ہون اور علانیہ اعلان کر رہا ہون کہ خبردار ہو جاؤ ہوشیار رہو موت تمہارے سر پر کھڑی ہے مرنے سے پہلے حیات ابدی کا سامان کرو اور بڑے دور دراز سفر کے لیے خرچ اپنے ساتھ لو اگر تم میری ہدایت پر عمل کروتو تمکو اس ہیبت ناک عذاب کا کسی قسم کا ذرہ برابر بھی صدمہ نہین آئیگا اور جواہرات کے محل سونے چاندی کے بنے بنائے جو آج تک کسی کے خیال

مین بھی نہین آئے اور اُسمین نہرین شیرین بہ رہی ہین اور کسی قسم کی روک وہان نہین ہے اور جس چیز کی خواہش کروگے وہ وہان ملیگی اُس فرمانبرداری کے صلے مین تمکو دیجائیگی اور کبھی وہان سے نکالے نہین جاؤگے مین تمھارا گھر نہین چھوڑاتا نہ دولت وعزت سے روکتا ہون نہ تمکو مشقت مین ڈالتا ہون مین تو تمکو یہ نیک ہدایت کررہا ہون کہ بس خدا کو ایک سمجھو اُسکے منزلہ احکام کو بسر وچشم تسلیم کرو اُسکے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اختیار کرو خدا کے سوا کسی کی عبادت مت کرو مخلوق کے ساتھ ہر طرح سے نکوئی اور سلوک کرو اور یقین جانو کہ بعد مرنے کے قیامت آنے والی اور اعمال کی پرسش یقینی ہی یہی طریقہ سیدھا راستہ نجات اور حیاتِ ابدی کا ہے اب جو چاہے مانے اور جو چاہے نہ مانے "

مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی
ماہ ستمبر ۱۸۹۹ء

کاپی رائٹ محفوظ

اعلان

بفضلہ تعالےٰ

اس مطبع مجتبائی دہلی میں ہر قسم کے قرآن شریف حمائل سادہ مترجم اور اسی مطبع کی مطبوعہ حمائل شریف ایک اشرفی فی غلطی انعام والی - اور اسی کی ہم صورت ہم تقطیع دلائل الخیرات اور مجموعۂ وظائف ہر حصہ - اور جملہ کتب دینیات عربی فارسی - اردو - اور کتب درسیہ مدارس عربی و سرکاری و نیز کتب مصنفۂ علماے نامدار و فضلاے کامگار شیخ عبدالحق محدث دہلوی و حضرت شاہ ولی اللہ و مولانا شاہ عبدالعزیز و مولوی محمد قاسم رحمہم اللہ و دیگر معاصران حال مثل مولوی نذیر احمد صاحب و خواجہ الطاف حسین حالی و منشی محمد ذکاءاللہ و مولانا شبلی جہت فروخت موجود ہیں -

اور دیگر کتب

مطبوعہ ہر امصار و بلاد مثل مصر - استنبول بیروت بمبئی کلکتہ لکھنؤ کانپور دہلی وغیرہ وغیرہ اور کتب متفرقہ نایاب زمانہ بھی اسی مطبع مجمع العلوم مطبع مجتبائی دہلی سے بذریعہ ویلو یا نقد قیمت آنے سے بکفایت ملسکتی ہیں -

المشتہر

محمد عبدالاحد عفی عنہ

پروپرائٹر مطبع مجتبائی دہلی ماہ ستمبر ۱۹۰۰ء



صحیحنامہ خیالات ممتاز موسوم بہ فطرۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴	۶	بجنے	چپینے	۹۵	۸	عقائدنے	عقائد ۔
〃	۱۹	چندرہنسی	چندرمنی	〃	۹	عقائد بنی نوع	عقائدنے بنی نوع
〃	۲۰	جنسے	بجسنے	〃	۱۴	کنشت	کنشٹ
۲۶	۱۹	خام	حام	۹۸	۷	نبی کا جسنے	نبی کا ہے جسنے
۴۰	۹	ودس	ووش	۱۰۳	۱	بر	پر
۴۱	۷	لکھا جاتا ہے	کہا جاتا ہے	۱۰۸	۱۷	فلاسفہ	فلاسفر
〃	۱۸	اتھرین ۔	اتھرون	۱۱۸	۸	رہے	رہین
۴۴	۱۸	تشنگر	تتنگر	۱۱۹	۱۴	مجار	مجاز
۴۷	۷	عاقل	عامل	〃	۱۶	اسکے سواے	اسکے لیے سوائے
۴۹	۲	ضایع	صانع	۱۲۰	۱۷	نہوگی تھی	نہوئی تھی
۵۱	۱۶	کرنے نئے	کرنے کے لیے	۱۲۶	۲۰	زرّہ	ذرّہ
۵۵	۱۲	دیکھکو	دیکھلو				
۶۹	۳	بابندی	پابندی				
〃	۱۷	خذ ۔	خدا				
۸۰	۱۹	بندے رسالت	بندےکے رسالت کورسالت				
۸۵	۷	پاپ	باپ				